عالم اسلام کو صد سالہ عرس رضوی مبارک ہو

برکاتِ تاج الشریعہ

مُشتاق احمد اویسی امجدی



ناشر

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

تقسیم کار

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ ناسک



وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتئ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام

کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ

کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan1011/

/muftiakhtarraza

+92 334 3247192





برکاتِ تاج الشریعہ

مشتاق احمد اویسی امجدی

برکاتِ تاج الشریعہ

ترتیب
مشتاق احمد اویسی امجدی

ناشر
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

تقسیم کار
جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ ناسک

نام کتاب	:	برکاتِ تاج الشریعہ
ترتیب	:	مفتی مشتاق احمد اویسی امجدی
		استاذ: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک
نظر ثانی	:	آبروئے فکر و قلم علامہ انیس عالم سیوانی مدظلہ العالی
		سکریٹری امام احمد رضا فاؤنڈیشن لکھنؤ
کمپوزنگ	:	مولانا محمد عمران رضوی، مولانا خواجہ محمد فصیح الدین خطیب
		متخصصین: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک
پروف ریڈنگ	:	طلبۂ تخصص فی الفقہ ادارہ ہذا
سن اشاعت	:	۲۰۱۸ء/۱۴۳۹ھ
تعداد	:	۱۱۰۰
ضخامت	:	۲۸۹
قیمت	:	
ناشر	:	امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک
تقسیم کار	:	جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ ناسک

انتساب

قطبِ ربانی، شہباز لامکانی سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی
خواجۂ خواجگاں، فخرِ ہندوستاں سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
شہنشاہ ناسک عارف باللہ پیر سید صادق شاہ حسینی سرمست چشتی مدنی
امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی
تاجدار اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خاکپائے اولیا
مشتاق احمد اویسی امجدی

اہداء

قائد ملت، سرمایۂ اہل سنت، شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت

علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری

دامت فیوضھم القدسیہ جانشین سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

اور

سلطان الاساتذہ، رئیس المناظرین، ممتاز الفقہاء، شہزادۂ صدر الشریعہ حضور محدث کبیر

علامہ **مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری** دامت برکاتہم العالیہ

نائب قاضی القضاۃ فی الہند

کے نام

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

عقیدت کیش

مشتاق احمد اویسی امجدی

فہرست

نمبر شمار	عناوین	مقالہ نگار	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ		۹
۲	کلماتِ تبریک	علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری	۱۳
۳	تعزیتی پیغام	مخدوم ملت سید اویس مصطفیٰ واسطی	۱۴
۴	تعزیتی پیغام	رفیق ملت سید نجیب حیدر برکاتی نوری	۱۷
۵	تعزیتی پیغام	حضرت علامہ کوکب نورانی، پاکستان	۱۸
۶	مختصر سوانحی خاکہ	مشتاق احمد اویسی امجدی	۱۹
۷	حضور تاج الشریعہ حیات اور کارنامے	مشتاق احمد اویسی امجدی	۲۲
۸	حضور تاج الشریعہ سیرت و شخصیت	مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی	۶۳
۹	حضور تاج الشریعہ اور وصایا شریف	مولانا محمد شکیب ارسلان مبارکپوری	۷۵
۱۰	حضور تاج الشریعہ کی انقلابی شخصیت	مولانا محمد ناصر رضا امجدی	۸۵
۱۱	حضور، ازہری میاں صاحب علیہ الرحمہ	مفتی محمد مشتاق احمد قادری عزیزی	۹۵
۱۲	حضور تاج الشریعہ غوث اعظم کی عظیم ۔۔	علامہ انیس عالم سیوانی	۱۰۰
۱۳	حضور تاج الشریعہ بحیثیت مرشد کامل	مفتی سید آصف اقبال رضوی	۱۰۵
۱۴	حضور تاج الشریعہ کی کرامت اور روحانیت	مفتی شمس الدین رضوی	۱۱۴
۱۵	حضور تاج الشریعہ کی شان فقاہت	مفتی محمد ابو الحسن قادری رضوی	۱۲۲
۱۶	حضور تاج الشریعہ اور فتاویٰ تاج الشریعہ	مفتی سید شہباز اصدق چشتی	۱۳۴
۱۷	حضور تاج الشریعہ بلند پایہ محقق	مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی	۱۵۱
۱۸	حضور تاج الشریعہ اور درس بخاری	مفتی شمشاد احمد مصباحی	۱۵۸
۱۹	حضور تاج الشریعہ اور افتتاح بخاری	مفتی محمد رضا مرکزی	۱۶۵
۲۰	حضور تاج الشریعہ اور ترجمہ نگاری	ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی	۱۷۳
۲۱	تصانیف تاج الشریعہ کا مختصر تعارف	مولانا محمد شہزاد عالم امجدی	۱۸۳
۲۲	حضور تاج الشریعہ اور اصلاح معاشرہ	مولانا احمد رضا قادری امجدی	۱۹۲

نمبر شمار	عناوین	مقالہ نگار	صفحہ نمبر
۲۳	حضور تاج الشریعہ کی شاعری اور اصلاح عقائد	مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری	۲۰۱
۲۴	حضور تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ	ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی	۲۰۶
۲۵	حضور تاج الشریعہ کی نعتیہ شاعری	ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی	۲۱۵
۲۶	حضور تاج الشریعہ خلد زار طیبہ میں	غلام مصطفی رضوی	۲۲۳
۲۷	حضور تاج الشریعہ کے ملفوظات	مفتی محمد رضا مرکزی	۲۳۲
۲۸	حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت عامہ	مفتی محمد رحمت علی امجدی	۲۳۹
۲۹	حضور تاج الشریعہ امیدِ مفتی اعظم ہند	مولانا سید عارفین اصدق شہودی	۲۴۴
۳۰	حضور تاج الشریعہ اور عزیمت پر عمل	مفتی محمد افتخار احمد رضوی مصباحی	۲۴۸
۳۱	حضور تاج الشریعہ کا انتقال ایک عہد کا خاتمہ	علامہ سید علیم الدین اصدق مصباحی	۲۵۲
۳۲	حضور تاج الشریعہ عدیم المثال عبقری	مفتی محمد انوار القادری	۲۵۶
۳۳	حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب	مولانا محمد عمران رضا رضوی	۲۵۸
۳۴	حضور تاج الشریعہ اور علماء مشائخ کے تاثرات	مولانا خواجہ محمد فصیح الدین خطیب قادری	۲۶۳
۳۵	حضور تاج الشریعہ اپنے رب سے جاملے	مفتی محمد محبوب عالم رضوی	۲۷۲
۳۶	۸۷/اشعار پر مشتمل عربی منقبت	مولانا احمد رضا رضوی سعدی	۲۷۴
۳۷	منقبت	مولانا محمد قمر الزماں قمرؔ، مظفر پوری	۲۷۸
۳۸	منقبت	نتیجہ فکر: ڈاکٹر مشاہد رضوی مالیگاؤں	۲۸۰
۳۹	منقبت	مفتی سید شہباز اصدق چشتی، ساؤتھ افریقہ	۲۸۱
۴۰	منقبت	مفتی مشتاق احمد قادری عزیزی ناسک	۲۸۲
۴۱	منقبت	مفتی محمد اشفاق احمد مصباحی، کیرلا	۲۸۳
۴۲	منقبت	عائشہ نوری عائشہؔ، مظفر پور	۲۸۴
۴۳	منقبت	مفتی مشتاق احمد عزیزی، ناسک	۲۸۶
۴۴	منقبت	محمد حسان رضا حسانؔ، مظفر پوری	۲۸۷
۴۵	منقبت	ابوارسلان سید قیصر خالد فردوسی دہلی	۲۸۸
۴۶	منقبت	الحاج محمد اویس رضا قادری	۲۸۹

پیش لفظ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کا شمار دنیا کی عبقری شخصیات میں ہوتا ہے، ان کی ذات پورے عہد پر حاوی رہی، انہوں نے فروغ علم، فروغ عشق اور فروع عمل میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے، ان کے دینی، ملی اور علمی خدمات کا پورا عالم اسلام اعتراف کرتا ہے۔ جدید ریسرچ وتحقیق کی روشنی میں انھیں پانچ سو سے زائد علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ بہت سارے علوم وفنون کو انہوں نے حیات نو عطا کی اور بہت سارے علوم وفنون کی ایجاد کا سہرا بھی ان کے سر ہے۔ ان کے عہد میں کوئی ایسا علم نہ تھا جس میں ان کی ذات حاوی نہ ہو ان کی تالیفات وتصنیفات سے اس کی بھر پور شہادت ملتی ہے، علوم وفنون کی دنیا ہر وقت ان کے سامنے دست بستہ کھڑی رہی لیکن خود ان کی ذات عشق رسالت مآب ﷺ کے روبرو خمیدہ سر کھڑی رہی خود فرماتے ہے۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اٹھانے کیوں
پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار — روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے
اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے — جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کا خمیر عشق رسالت مآب ﷺ سے تیار ہوا تھا۔ وہ اپنے عہد میں عشق رسالت مآب ﷺ کے سب سے بڑے داعی اور مبلغ تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے خانۂ دل میں یادِ حبیب، کوچۂ حبیب اور سراپائے حبیب ﷺ کے سوا کسی اور کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ انہوں نے چراغ عشق رسالت ﷺ سے صرف اپنے ہی دل کو روشن نہیں کیا بلکہ پورے عالم اسلام کو عموماً اور برصغیر ہند و پاک کے مسلمانوں کے دلوں کو خصوصاً روشن ومنور کیا۔ آپ کے نغماتِ عشق سے ہوائیں وجد کرتی ہیں اور فضائیں گونجتی ہیں، دنیا کا کون ایسا خطہ ہے جو **''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام''** کی پرکیف صداؤں سے آشنا نہ ہو۔ آپ تا حیات عشق رسول ﷺ کا گلشن سجاتے رہے، **اعلیٰ حضرت امام**

احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو چمن آباد کیا تھا، قدرت اس چمن کی آبیاری اور پاسبانی کے لیے مالی فراہم کرتی رہی، آپ کے بعد اس چمن عشق رسول کے لیے قدرت کی نوازش کی شکل میں حجۃ الاسلام سامنے آئے تو کبھی حضور مفتی اعظم ہند، ان دونوں شخصیات نے اس چمن کے برگ و بار کو خزاں کا شکار ہونے سے تاحیات دور رکھا، مذکورہ شخصیات کے بعد اس چمن عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی و پاسبانی کے لیے قدرت نے حضور تاج الشریعہ کو بھیجا، آپ نے اپنے بزرگوں کی امانتوں کا تاحیات بھرپور خیال رکھا اور اس کی شادابی میں کوئی کمی آنے نہیں دی بلکہ اس کی شادابی روز افزوں اضافہ ہی فرمایا۔

حضور تاج اشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہر باطل قوت کے سامنے آہنی دیوار کی حیثیت رکھتی تھی۔آپ کی ذات سے فتنے خوف زدہ تھے، تاحیات آپ دین و شریعت کی فیروز مندی کے لیے کوشاں تھے۔ برصغیر ہند و پاک میں آپ کی شخصیت سب سے اہم، سب سے بلند اور سب سے نمایاں تھی۔آپ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث، حضور حجۃ الاسلام کے پرتو اور حضور مفتی اعظم ہند کے جانشین تھے۔

آپ کی ذات پاک پوری جماعتِ اہل سنت کے لیے نعمتِ عظمیٰ تھی، آپ کے افکار و نظریات سے سنیت کی کھیتی لہلہا رہی تھی، ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۶/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعۂ مبارکہ اچانک پیکِ اجل آیا اور یکا یک خانوادۂ رضویہ کا چشم و چراغ لب پر رب کی کبریائی کے نغمات لیے ہمیشہ کے لیے بجھ گیا، جونہی یہ خبر سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی، جنگل کی آگ کی طرح پورے اکنافِ عالم میں پھیل گئی، جسے سن کر ہر دل رنجیدہ، ہر کوئی غمزدہ، ہر شخص حیرت زدہ رہ گیا، ہر کسی کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا، یہ وہ حادثہ تھا جس کا غم نہ صرف خانودۂ رضویہ اور شہزدۂ تاج الشریعہ کو ہے بلکہ اس عظیم سانحہ سے پورا عالم اسلام سوگوار ہے، وصال کی خبر پھیلتے ہی جو جہاں جس کام میں تھا وہیں تھوڑی دیر کے لیے ساکت و جامد ہو گیا پھر اس مرد قلندر کے آخری دیدار کے لیے پوری دنیا سے ایک کروڑ سے زائد عشاق اور اہل عقدت بریلی میں سمٹ آئے جیسے انسانوں کے سروں کا سیلاب آ گیا ہو، گویا وہ ایک عجیب قسم کا روحانی منظر تھا جو من جانب اللہ آپ کی مقبولیت کی کھلی دلیل تھی، اسلامیہ انٹر کالج میں جانشین تاج الشریعہ کی اقتدا میں ایک کروڑ سے زائد

عاشقوں نے جنازہ کی نماز ادا کی، دنیا کی نگاہوں نے اب تک کسی جنازہ میں انسانوں کا اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا، حضور تاج الشریعہ کو یہ انعام دنیا میں شریعت پر عمل اور اس کی تبلیغ واشاعت ہی کی بنیاد پر ملا تھا۔آپ کے وصال سے پوری دنیا میں ایک کھلبلی سی مچ گئی، ہر جانب تعزیتی پیغامات کا تانتا بندھ گیا، ایصال ثواب کی محفلیں منعقد ہونے لگیں، اور اہل عقیدت تقریر وتحریر کے ذریعہ آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے لگے، مختلف جرائد ورسائل نے نمبرات اور خصوصی شماروں کی اشاعت کا علان کیا اور کئی نمبرات شائع بھی ہوئے۔اسی سلسلے کی ایک خوبصورت کڑی امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کے احباب، ارکان وممبران کی یہ قلمی کاوش بھی ہے، جو در حقیقت حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حسین خراج عقیدت ہے، اس عظیم وجلیل کام میں جتنے اصحاب قلم شامل ہیں سب کی بارگاہ عالیہ میں حسب مراتب ہدیۂ تشکر وامتنان پیش ہے ع

گر قبول افتد زہے عز وشرف

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کے جملہ احباب وارکان اور ممبران کی قربانیاں نا قابل فراموش ہیں، اگر ان کی قربانیاں نہ ہوتیں تو یہ کتاب آپ کے پیش نگاہ نہ ہوتی، اللہ تعالی اس سینٹر کے تمام اراکین اور جملہ ممبران کی اس کاوش کو قبول فرما کر نجات اُخروی کا سبب بنائے، دنیا وآخرت کے جملہ مقاصد خیر میں کامیابی وکامرانی، رزق حلال میں وسعت، گھروں میں برکت اور کاروبار میں ترقی کی دولت سے شادکام فرمائے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر آبروئے فکر وقلم علامہ انیس عالم سیوانی، صحافیٔ عصر حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی، ماہر زبان وادب مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری، محسن ادارہ ہذا نازش علم وفن علامہ مفتی محمد حسن رضا مصباحی پورنوی، حافظ احادیث کثیرہ مفتی محمد رحمت علی امجدی اور محب گرامی حضرت مولانا محمد عرفان رضا قادری کا شکریہ نہ ادا کروں، کہ ان حضرات کا اس مجلہ میں خصوصی تعاون شامل ہے، انہوں نے قدم قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی اور انتہائی مبارکبادی کے قابل ہیں امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر میں زیر تربیت علمائے متخصصین جنہوں نے نہایت جانفشانی کے ساتھ اتنے کم وقت میں اتنے کثیر صفحات کی کمپوزنگ کی اور متعدد بار پروف ریڈنگ کے دشوار گزار مراحل سے گزر کر اس کے حسن اور معیار میں اضافہ کیا۔اس کار خیر میں حصہ لینے

والے علماء کرام یہ ہیں۔

مولانا حسنین رضا مصباحی ،مولانا احمد رضا امجدی،مولانا عبدالرؤف اویسی ،مولانا عمران رضا رضوی،مولانا عابد حسین امجدی،مولانا محمد عتیق رضا رضوی،مولانا خواجہ محمد فصیح الدین خطیب قادری،مولانا محمد احمد رضا سعدی،مولانا عبادالرحمن اویسی،مولانا محمد اظہر امجدی،مولانا محمد شہزاد عالم امجدی صاحبان۔

اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ سب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

مخلصانہ اپیل: مضامین کی پروف میں کافی اہتمام کیا گیا ہے مگر ہزار کوشش وجتن کے باوجود فروگزاشت ممکن ہے لہذا قارئین کرام سے پرخلوص گزارش ہے کہ اگر کہیں غلطی راہ پاگئی ہو تو بغرض اصلاح ہمیں ضرور مطلع فرمائیں، ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔ فقط

آپ کا مخلص

مشتاق احمد اویسی امجدی

خادم: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

mohammadmushtaquea@gmail.com

8830789911

کلماتِ تبریک

قائد اہل سنت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، جانشین سرکار تاج الشریعہ حضرت

علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی

مرکز اہل سنت بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

میرے برادر نسبتی حضرت **مفتی شعیب رضا نعیمی** علیہ الرحمہ کے ذریعہ قائم شدہ **امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک** کے اراکین واساتذہ میرے والد گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات پر **"برکاتِ تاج الشریعہ"** نامی ایک مبسوط کتاب شائع کر رہے ہیں۔

امید قوی ہے یہ کتاب عوام الناس کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس کتاب کو قبولیت عامہ کا شرف عطا فرمائے اور سینٹر کے اراکین ومعاونین اور مدرسین کو دارین کی برکات وحسنات سے مالا مال فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ

۲۹/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ

مخدوم ملت، سیدی وسندی ومرشدی حضور سید اویس مصطفیٰ واسطی بلگرامی

تعزیتی پیغام

بخدمت: عزیز القدر شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد عسجد رضا قادری زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
چل دیئے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر عالم بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی

دنیا فانی ہے اور ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے قال اللہ تعالیٰ ''کل نفس ذائقۃ الموت''

آبروئے اہل سنت، وارث علوم اعلی حضرت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اختر رضا قادری ازہری صاحب قبلہ کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی سے پورا عالم اسلام سوگوار ہے۔ جس وقت مجھے رحلت کی خبر دی گئی اولاً یقین نہ آیا پھر میں نے عزیز سعید مفتی محمد یونس رضا سلمہ کو فون لگوایا تو معلوم ہوا وہ رو رہے ہیں یہ سن کر میری بھی حالت غیر ہوگئی اور بمشکل استرجاع پڑھا۔ حضرت علامہ ازہری علیہ الرحمہ صاحب علم وبصیرت زہد وورع میں اپنی مثال آپ تھے بلا شبہ آپ عالم ربانی تھے مجھ فقیر کو حضرت سے اور حضرت تاج الشریعہ کو مجھ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ جب آپ بلگرام تشریف لاتے یا فقیر بریلی حاضر ہوتا یا کسی پروگرام یا کسی مقام پر ملاقات ہوتی تو دینی علمی مسائل کے علاوہ خصوصی معاملات پر بھی گفتگو ہوتی تھی، ناگہاں یہ سارا ربط ٹوٹ گیا۔ آپ خانوادۂ ساداتِ بلگرام کا حد درجہ احترام فرماتے تھے اور ہم سب بھی حضرت کو اعلیٰ حضرت کی جگہ اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری قدس سرہ کی جگہ سمجھتے اور حد درجہ احترام کرتے تھے اور میرے گھر کا ہر فرد ان کو بہت چاہتا ہے، ہم بلگرامی

سادات اکابرِ خانوادۂ رضویہ کو اپنے بزرگوں کی امانت وکرامت اور اپنے گھر کا بزرگ فرد مانتے اور سمجھتے ہیں، علامہ ازہری میاں کو اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ عطا فرمایا تھا وہ جگ ظاہر ہے، وہ ہر میدان کے میر کارواں تھے آپ کی رحلت ایک حسین عہد کا خاتمہ ہے اور آپ کی تلافی بہت مشکل ہے۔ آپ اہل سنت کے اہم ستون تھے اور''**اشداء علی الکفار ورحماء بینھم**'' کے مظہر تھے، آپ نے تبلیغ واشاعت کے دشوار گزار شاہراہ پر قدم رکھا اور کامیاب رہے۔آپ کے وصال پر عزیز القدر مولانا عسجد رضا قادری زید مجدہ، ان کی والدہ ماجدہ، بہنیں و برادران نسبتی اور پورے خاندان اعزاء نیز جملہ پسماندگان اور آپ کے خلفاء، تلامذہ، مریدین متوسلین بلکہ جملہ اہل سنت کے لئے تعزیتی کلمات علی حسب مراتب پیش ہیں:

ان اللہ اخذو مااعطی کل شئی عندہ باجل مسمیٰ انما یُوَفّٰی الصّٰبِرون اجرَھم بغیر حساب وانما المحروم من حرم الثواب غفر اللہ لشیخ الکل تاج الشریعہ بدر الطریقہ، حضرت العلامہ المفتی محمد اختر رضا القادری الازھری علیہ الرحمہ ورفع کتابہ فی علیین و بیض وجھہ فی یوم الدین والحقہ بنبیہ ورسولہ سید المرسلین و شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم اجمعین واجمل صبرکم واجزل اجرکم وجبر کسرکم ورفع قدرکم آمین یارب العٰلمین۔

حضرت کے جنازے میں لوگوں کی، بالخصوص علما، مشائخ، حفاظ، قرا اور معززین کی کثرت نے حضرت کی ولایت ومقبولیت کا اعلان کردیا۔فقیر واسطی اور میرے بڑے بھائی الحاج سید بادشاہ حسین واسطی اور چھوٹے بھائی سید فیضان واسطی میرا بھتیجہ سید انس واسطی اور میرا بیٹا سید سالار واسطی جنازہ میں حاضر ہوئے بلکہ دار العلوم دعوۃ الصغریٰ کے اساتذہ، طلبہ، میرے مریدین ومتوسلین اور متعلقین میں اکثر نے شرکت کی سعادت پائی، لکھنے کو بہت کچھ ہے، کیا لکھیں اور کیا نہ لکھیں۔مختصر یہ کہ اس جہاں میں کوئی بقائے دوام کی سند لے کر نہ آیا، ہر آنے والے کو ایک دن جانا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

مولانا عسجد رضا خان قادری!

آپ حضرت کے جانشین ہیں، ان کے نقش قدم کو حرز جان بنائیں اور اخلاص کے ساتھ

مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مصروف ہوجائیں، والدۂ ماجدہ کی دعائیں لیں، عزیز واقارب، حضرت کے مریدین ومحبین سے حسن سلوک فرمائیں۔ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پیش نظر رکھیں، مخلصین بالخصوص دیانت دار اور علماء سے دینی وشرعی معاملات میں مشورہ کریں۔ **فقیر اور میرا پورا خانوادہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے۔** حضرت کے مریدین محبین سے گزارش ہے کہ صبر کریں اور حضرت کے مشن کو جاری رکھیں، ابھی حضرت کے فضل وکمال پر مشتمل رسائل وجرائد منظر عام پر آئیں گے، نیز حضرت کی تصانیف بالخصوص عربی تصانیف کو شائع کریں اور اسے یونیورسیٹیز کے اسکالرس اور عرب ممالک میں پھیلائیں کہ کوئی ایسی ویسی باتیں جس سے حضرت کی ذات پاک ہے لوگ منسوب نہ کریں۔ ان کے نام سے دینی مستحکم کام کریں۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کی توفیق دے اور اسی پر استقامت بخشے۔ آمین

خانوادہ کے اکابر شہزادگان جملہ پسماندگان کو سلام وتحیت وکلمات تعزیت۔ فقط۔

شریک غم:

سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی۔ خادم وسجادہ آستانہ عالیہ بڑی سرکار بلگرام شریف

سید بادشاہ حسین واسطی۔ خادم آستانہ عالیہ بڑی سرکار بلگرام شریف

۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ

رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر برکاتی نوری دام ظلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، ایٹہ، یوپی

تعزیتی پیغام

مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خان معروف بہ ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے، جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، ازہری میاں ان عظیم شخصیات میں سے ایک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا، آپ عظیم محقق اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے۔آپ کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور حضور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین وجانشین تھے۔کیونکہ یہ عظیم تاج ان کے سر پر ان کے مرشد اجازت والد گرامی سید العرفا احسن العلماء نے سجایا تھا، موصوف کی فکری وعلمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔عربی اردو زبان میں ان کی تحریر کردہ متعدد کتابیں اس پر شاہد ہیں، غم والم کی اس گھڑی میں ہم خانوادہ رضویہ کے جملہ افراد بالخصوص تاج الشریعہ ازہری میاں کے ولی عہد صاحب زادہ مولانا عسجد رضا خان ودیگر پسماندگان، مریدین ومتوسلین کے لئے دعاء گو ہیں کہ اللہ رب العزت سب کو صبر جمیل اور اجر عظیم سے نوازے اور تاج الشریعہ کے مدارج میں بلندیاں عطا فرمائے۔

داستان غم ص: ۱۷۳

حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، پاکستان

''رفتید و لے نہ از دل ما''

رضا ہی میں رضا ہے ،رضا سے نسبت ،اعتبار ہے،افتخار ہے،بات رضا کی ہے تو وہ بھی پیارے رضا کی نسبت سے ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے۔رضا کی طلب کیوں نہ ہو،میرے رضا کے تو نام لیوا بھی کامیاب ہیں۔آفتاب و ماہتاب کی آب وتاب دنیا دیکھ رہی تھی ،اب(تاج الشریعہ)''اختر'' کی تب وتاب بھی دیکھ لیا۔بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر وہ اپنی ذات میں ایک جمعیت ،انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی۔وہ اپنے خاندان ہی کی نہیں ،مسلک حق کی بھی آبرو تھے۔ہر چند مسائل میں بعض نے اختلاف کیا لیکن ان کی مرتبت پر کوئی اعتراض کرنے کی جرأت نہیں کرسکا۔شروع ہی سے انہیں مرکزیت حاصل تھی جو قائم ودائم رہی۔

علمی ،فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت ومرتبت مسلم رہی۔ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ان سے محبت و رفاقت کی قریبا چار دہائیاں ،یادو یادگاروں کا ہجوم ہے۔جانے اب کیوں سناٹا سا لگ رہا ہے۔اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاجدار بریلی کے فیضان کی گونج بڑھتی رہے۔

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

مشتاق احمد اویسی امجدی

مختصر سوانحی خاکہ

پیدائشی نام : ''محمد'' اور والد صاحب نے ''محمد اسماعیل رضا'' تجویز فرمایا۔

عرفی نام :محمد اختر رضا۔

تخلص :اختؔر

القابات : تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، فقیہ اسلام۔

والد کا نام :مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا خان رحمۃ اللہ علیہ۔

تاریخ پیدائش : ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل بعض نے ۱۹۴۳ء لکھا ہے

جائے ولادت : کاشانۂ رضا محلہ سوداگران بریلی شریف، انڈیا۔

شجرۂ نسب :محمد اختر رضا بن محمد ابراہیم رضا بن محمد حامد رضا بن امام احمد رضا قادری برکاتی بن علامہ نقی علی خان رضی اللہ عنہم۔

والدہ کی جانب سے :محمد اختر رضا بن نگار فاطمہ بنت مصطفیٰ رضا بن امام احمد رضا بن علامہ نقی علی خان قادری رضی اللہ عنہم۔

تعلیم :ابتدائی تعلیم گھر پر والدۂ ماجدہ سے، اردو اور فارسی کی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، منتہی کتابوں کی تکمیل اور فراغت منظر اسلام بریلی شریف سے ہوئی۔ انگریزی اور ہندی وغیرہ کی تعلیم اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں ہوئی۔

جامعہ ازہر میں داخلہ :۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر تشریف لے گئے جہاں آپ نے '' کلیہ اصول

الدین“ میں داخلہ لیا اور اصول حدیث وتفسیر میں کمال حاصل کیا۔

ہندوستان واپسی : جامعہ ازہر سے ۱۹۶۶ء میں ہندوستان واپس تشریف لائے۔

اساتذۂ کرام : مفتیٔ اعظم ہند علامہ مصطفی رضا، مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا، علامہ مفتی سید افضل حسین مونگیری، علامہ تحسین رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ، فضیلۃ الشیخ محمد سماحی جامعہ ازہر، فضیلۃ الاستاذ الشیخ محمود عبدالغفار، جامعہ ازہر۔

درس وتدریس : ۱۹۶۷ء کو دارالعلوم منظر اسلام سے تدریس کا آغاز فرمایا۔

فتویٰ نویسی : ۱۹۶۶ء کو آپ نے سب سے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا جو نکاح، طلاق اور میراث پر مشتمل تھا۔

بیعت : حضور مفتیٔ اعظم ہند کے دست حق پرست پر بچپن میں ہی بیعت کا شرف حاصل کیا

اجازت وخلافت : حضور مفتیٔ اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا نوری، سید العلماء علامہ سید آل مصطفیٰ مارہروی، احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی اور برہان ملت علامہ برہان الحق صاحب جبل پوری وغیرہ مشائخ عظام سے جمیع سلاسل کی اجازت حاصل تھی۔

مشغلہ : درس وتدریس، افتاء وقضا، تصنیف وتالیف، احقاق حق وابطال باطل کے لیے ملکی وغیر ملکی اسفار، بیعت وارشاد۔

رشتۂ ازدواج : ماہِ شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ مطابق ۳/نومبر ۱۹۶۸ء کو حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے آپ کا نکاح ہوا۔

اولاد امجاد : پانچ صاحبزادیاں آسیہ فاطمہ، سعدیہ فاطمہ، قدسیہ فاطمہ، عطیہ فاطمہ، ساریہ فاطمہ، اور ایک صاحبزادہ علامہ محمد عسجد رضا خاں قادری۔

پوتے : محمد حسام رضا، محمد ہمام رضا۔

حج وزیارت : آپ نے چھ حج فرمائے۔

پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء

دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء

تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء

چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء

پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء

چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء۔

تصانیف وتراجم : آپ نے ۵۰/ سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں متعدد رسائل اعلیٰ حضرت کا اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ بھی شامل ہے۔

کارہائے نمایاں : آپ نے فروغ تعلیم کے لیے بریلی شریف متھرا پور میں ''جامعۃ الرضا'' نامی عظیم ادارہ قائم فرمایا جو مختلف شعبہ جات پر مشتمل ہے۔اور جدید مسائل کا شرعی تلاش کرنے کیلئے ''شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف'' کی بنیاد رکھی ،اس کے علاوہ مرکزی دار الافتاء اور مرکزی دار القضاء آپ ہی نے قائم فرمائے۔

وصال پُرملال : ۶/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت مغرب بریلی شریف اپنے قیام گاہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

جنازہ : ۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ صبح گیارہ بجے اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں نماز جنازہ ادا کی گئی ،جس میں لاتعداد لوگوں نے شرکت کی، جنازہ کی امامت جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری صاحب قبلہ نے فرمائی۔

مدفن : درگاہ اعلیٰ حضرت کے پچھّم جانب واقع ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' میں لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں ۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بوقت دو پہر ۲/ بجے آسودۂ خاک ہوئے۔

موت عالِم سے بندھی ہے موت عالَم بے گماں
روحِ عالَم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

مشتاق احمد اویسی امجدی

حضور تاج الشریعہ حیات اور کارنامے

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختؔر رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

شیخ الاسلام والمسلمین، فقیہ اسلام، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری کی ذات بابرکات ہمہ گیر و آفاقی تھی، آپ کو جس پہلو سے دیکھا جائے بے نظیر معلوم ہوتے ہیں، اللہ جل وعلا نے آپ کو ظاہری و باطنی خوبیوں سے نوازا تھا، حضور مفتی اعظم کی نظر کیمیا اس پر مستزاد تھی جس کی اثر آفرینی دنیا نے دیکھا کہ جدھر کا رخ کرتے ہزاروں ہزار عاشقوں کے دلوں میں اپنی محبت کا چراغ روشن کر دیتے، ہر کسی کی نگاہ کا مرکز عقیدت بن جاتے، بطور تحدیث نعمت آپ خود فرماتے ہیں:

نگاہِ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختؔر ہزار آنکھوں میں

آپ نے اپنی ۷۸ رسالہ زندگی میں قوم وملت کو وہ لعل و گوہر عطا فرمائے ہیں، جو رہتی دنیا تک یاد کیے جائیں گے، ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ، ساٹھ سے زائد قلمی خدمات، مختلف دینی، علمی، فلاحی مراکز، کروڑوں مریدین کا حلقہ اور اپنے زمانے کے متعدد فتنوں کے سرحد پر سدِ سکندری کا بند باندھ کرامت پر جو احسان عظیم فرمایا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، غرض آپ کی حیات کا ہر ورق درخشندہ اور ہر گوشہ تابندہ ہے، جس کی ضیا سے لاکھوں دل روشن ہوئے اور صبح قیامت

تک منور ہوتے رہیں گے، اسی عظیم ہستی کے احوال زندگی اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی یہ حقیر سعادت حاصل کرتا ہے۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۴/ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز منگل ہندوستان کے مشہور شہر بریلی کاشانۂ رضا محلہ سوداگراں بریلی شریف میں ہوئی[۱]۔

اسم گرامی:

خاندانی دستور کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا اور اسی نام پر عقیقہ ہوا، چونکہ والد ماجد کا نام ''محمد ابراہیم رضا'' تھا اسی مناسبت سے آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا'' تجویز ہوا جبکہ عرفیت ''اختر رضا'' اور تخلص ''اختر'' استعمال فرماتے تھے۔

نسب شریف:

شجرۂ پدری: (تاج الشریعہ) مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بن محمد ابراہیم رضا خان قادری جیلانی میاں بن حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان قادری بن امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

شجرۂ مادری: تاج الشریعہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری بن نگار فاطمہ، عرف سرکار بیگم بنت مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری بن اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان قادری برکاتی رضی اللہ عنہم اجمعین

بیعت وارادت:

حضور تاج الشریعہ کو مفتی اعظم ہند نے بچپن ہی میں بیعت کر لیا تھا آپ خود ہی تحریر فرماتے ہیں: میں بچپن سے ہی حضرت [حضور مفتی اعظم ہند] سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں[۲]

تعلیم وتربیت:

آپ نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ خانوادہ ہر لحاظ سے اسلامی ماحول سے لیس اور حسن

تربیت کا گہوارہ تھا، والد بزرگوار تربیتِ اولاد کے فن سے مکمل واقف تھے اس لیے آپ کے والد ماجد علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی نے آپ کی ظاہری و باطنی ہر طرح سے عمدہ تربیت فرمائی۔

جب آپ کی عمر شریف ۴؍سال ۴؍ماہ ۴؍دن ہوئی تو خاندانی رواج کے مطابق آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں نے بسم اللہ خوانی کی تقریبِ سعید منعقد کی اور اس تقریب مبارک میں یادگارِ اعلیٰ حضرت ''دار العلوم منظر اسلام'' کے تمام طلبہ کو دعوت دی اور رسم بسم اللہ خوانی تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رضی اللہ عنہ نے ادا کرائی، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ناظرۂ قرآن کریم اپنی والدہ ماجدہ شہزادیٔ مفتی اعظم ہند سے گھر پر ہی ختم کیا، والد صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، دس سال کی عمر میں اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں داخلہ لیا، جہاں آپ نے ہندی، انگریزی اور ریاضی وغیرہ عصری علوم کی تعلیم حاصل کی، دار العلوم منظر اسلام میں مشہور و معروف اساتذۂ درسِ نظامی سے استفادہ فرمایا، اور یہیں آپ کی تعلیم مکمل ہوئی۔

اللہ رب العزت نے آپ کو غیر معمولی ذہانت و فطانت عطاء فرمائی تھی، آپ شروع ہی سے بڑے ذہین و فطین اور مطالعۂ کتب کے بہت شوقین تھے، امام علم و فن خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

> حضور ازہری میاں کو میں نے طالب علمی کے زمانے میں دیکھا مطالعہ کے بہت شوقین تھے، کبھی کبھار مسجد میں آتے تو دیکھتا راستہ چلتے جہاں موقع ملا کتاب کھول کر پڑھنے لگتے [۳]۔

دورانِ تعلیم ہی آپ کے اندر عربی اور انگریزی بولنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی۔ فضیلۃ الشیخ محمد عبد التواب مصری جو کہ منظر اسلام میں عربی ادب کے استاذ تھے حضور تاج الشریعہ روزانہ علی الصبح انہیں ہندی، اردو اور انگلش کے اخبارات کو عربی میں ترجمہ کر کے سنایا کرتے تھے اور بلا تکلف عربی زبان میں ان سے گفتگو بھی کرتے تھے، آپ کی خداداد صلاحیت کو دیکھتے ہوئے شیخ مصری نے کہا کہ بغرض اعلیٰ تعلیم انہیں جامعہ ازہر مصر بھیج دیا جائے۔

چنانچہ والد گرامی کی اجازت سے ۱۹۶۳ء میں ''جامعۃ الازہر مصر'' تشریف لے گئے، ''کلیہ

اصول الدین'' میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک فن تفسیر وحدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کرتے رہے اور اس درمیان عربی بول چال پر بھی آپ کو کامل عبور حاصل ہو گیا۔

۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں آپ جامعہ ازہر سے تعلیم مکمل کر کے ہندوستان تشریف لے آئے۔

جب آپ مصر سے وطن مالوف روانہ ہوئے اور آمد کی خبر اہل خانہ اور احباب کو ملی تو خوشیوں کی انتہا نہ رہی، ہر کلی کھلنے لگی، ہر چہرہ مسکرانے لگا، اور ہر کوئی شوق ملاقات میں سرشار نظر آنے لگا، چنانچہ دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ، طلبہ اور معتقدین ومتوسلین نے حضور مفتی اعظم ہند کی سرپرستی میں شاندار استقبال کیا، استقبالیہ جماعت میں معززین شہر کے علاوہ بیرونی شہر کے افراد بھی بکثرت تھے انہیں میں حضور مفتی اعظم ہند کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی صاحب بھی تھے، وہ کہتے ہیں:

آپ (تاج الشریعہ) سے ملنے کے لئے حضرت (مفتی اعظم) بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گئے اور ٹرین کا بیتابانہ انتظار فرماتے رہے جیسے ٹرین پلیٹ فارم پر آ کر رکی آپ اترے تو سب سے پہلے حضرت مفتی اعظم ہند نے گلے لگالیا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے بدل کر آ گئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ماشاءاللہ [۴]۔

اساتذۂ کرام:

جن مقتدر اور مشہور اساتذۂ کرام سے آپ نے علمی استفادہ کیا ان میں کچھ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری ثم پاکستانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) مفسر اعظم ہند مفتی محمد ابراہیم رضا خان قادری عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۴) فضیلۃ الشیخ علامہ محمد سماحی، شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر مصر

(۵) فضیلۃ الاستاذ علامہ محمود عبد الغفار، استاذ الحدیث جامعہ ازہر مصر

(۶) فضیلۃ الشیخ عبد التواب مصری استاذ دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

القابات:

☆ تاج الاسلام ☆ صدر المفتیین ☆ سند المحققین ☆ مرجع العلماء والفضلاء ☆ وارث علوم اعلیٰ حضرت ☆ شیخ المحدثین ☆ سراج المفسرین ☆ استاذ الفقہاء ☆ فقیہ اعظم ☆ فخر اہل سنن ☆ سند المفتیین ☆ مرشد کامل ☆ آبروئے اہل سنت ☆ تاج الشریعہ وغیرہ، موخر الذکر لقب آپ کا ایسا لقب ہے جو علم کی حیثیت رکھتا تھا۔

درس وتدریس:

حضور تاج الشریعہ جب مصر سے تشریف لائے تو یادگار اعلیٰ حضرت ''دارالعلوم منظر اسلام'' میں درس وتدریس کے لیے پیش کش کی گئی اور آپ نے اسے قبولیت سے سرفراز فرما کر ۱۹۶۷ء میں مسند تدریس پر فائز ہو گئے، آپ انتہائی جانفشانی اور شوق ولگن سے درس وتدریس میں لگے رہے یہاں تک کہ ۱۹۶۸ء میں آپ کو صدر المدرسین کے اعلیٰ منصب پر فائز کر دیا گیا، اس دوران ''رضوی دارالافتاء'' میں فتویٰ نویسی کی خدمات بھی انجام دیتے رہے، تقریبا ۱۲/سالوں تک اس عظیم یادگار کو بامِ عروج تک پہونچانے اور تعلیمی نظام بہتر بنانے کے لیے ہمہ تن مشغول رہے۔ ۱۹۸۰ء میں کثیر مصروفیات کے سبب تدریسی ذمہ داریوں سے علاحدہ ہو گئے، یہ وہ دور تھا جب حضور مفتی اعظم علیل چل رہے تھے اور پھر ۱۹۸۱ء میں سرکار مفتی اعظم کے وصال کے بعد آپ کی مصروفیات مزید بڑھ گئیں، ملک وبیرون ملک تبلیغی دورے بکثرت ہونے لگے، جس میں وعظ ونصیحت کا سلسلہ دراز رہتا، سب سے بڑی ذمہ داری آپ پر مختلف شہروں اور ملکوں سے سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں آنے والے سوالات کے جوابات لکھوانے اور دوسرے مفتیان کرام کے اہم فتوؤں کی تصدیق وتائید تھی، اگرچہ باضابطہ درس وتدریس کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا مگر چند ہی سالوں بعد دولت کدہ پر درس قرآن کا سلسلہ جاری فرمایا، جس میں دارالعلوم مظہر اسلام، دارالعلوم منظر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ واساتذہ اور دوسرے علما ومشائخ شریک ہوتے، مرکزی دارالافتاء میں تربیت لینے والے طلبہ کو بخاری، مسلم، عقود رسم المفتی، الاشباہ والنظائر، فواتح الرحموت، شامی، بدائع الصنائع، اجلی الاعلام وغیرہ کتب کا درس دیتے رہے، ملک وبیرون ملک کے بے شمار مدارس

میں آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا، دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ۱۴۰۹ھ کو بخاری شریف کا درس دے کر افتتاح فرمایا، جامعہ اسلامیہ گنج قدیم رامپور میں ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو بخاری کی آخری حدیث کا درس دیا، جامعۃ الرضا، بریلی شریف میں ہرسال افتتاح تعلیم کے موقع سے بیضاوی شریف، بخاری شریف، اور طحاوی شریف کا درس دے کر جامعہ کا تعلیمی افتتاح فرماتے تھے، نیز ختم بخاری بھی کراتے تھے، آپ کا درس آخری دم تک جاری رہا، آپ کا انداز بیان انتہائی اچھوتا، سادہ اور سلیس ہوتا، آپ کے درس حدیث اور درس قرآن میں علما وطلبہ کے علاوہ مشائخ، ائمۂ مساجد، سجادگان اور بڑے بڑے اسکالرس شرکت کرتے اور اکتساب فیض کرتے، ہر کوئی اپنا کشکول بھر کر شاداں وفرحاں ہوکر جاتا۔

فتوی نویسی:

خانوادۂ رضویہ تقریباپونے دوسوسالوں سے فتویٰ نویسی کی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے جس کی بنیاد ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء کو امام العلما مفتی رضا علی بریلوی نے رکھی تھی، جس مسند افتا کو امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی، مجدد اعظم امام احمد رضا خان قادری برکاتی، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان قادری اور مفتیٔ اعظم ہند مفتی مصطفے رضا خان نوری رضی اللہ عنہم جیسی عبقری شخصیتوں نے زینت بخشی تھی، مفتی اعظم کے بعد آپ کے جانشین، شہزادۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس منصب پر فائز ہوئے اور پوری امت مسلمہ کو فیض یاب فرمایا۔

آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز حضور مفتی اعظم ہند کی حیات ہی میں فرمایا تھا، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ۱۹۶۶ء میں جب مصر سے تشریف لائے تو اسی سال مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ایک استفتا کا محققانہ جواب تحریر فرمایا جو نکاح وطلاق اور میراث پر مشتمل تھا، جواب لکھ کر سب سے پہلے استاذ مکرم حضور بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری کو دکھایا آپ نے جواب پڑھ کر ارشاد فرمایا: مولانا! اسے نانا جان کو دیکھائیے چنانچہ تعمیل حکم کرتے ہوئے حضور مفتی اعظم کو دکھایا، جواب چونکہ حوالوں سے مزین تھا مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب پڑھ کر مسرت کا اظہار فرمایا اور داد وتحسین سے نوازا، اور حوصلہ افزائی فرمائی، یہ آپ کی زندگی کا پہلا فتویٰ تھا۔

خود حضور تاج الشریعہ اپنی فتویٰ نویسی کی ابتدا کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میں بچپن سے ہی حضرت (حضور مفتی اعظم) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں، جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا، شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا''[۵]۔

آپ نے ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے، اپنی نگرانی میں مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ایک ماہنامہ بنام ''سنی دنیا'' ۱۹۸۳ء میں جاری کیا، اس میں چار پانچ صفحات ''باب الاستفتا'' کے لیے مختص تھے جس میں ۱۹۸۳ء سے تاحین حیات آپ کے فتاویٰ چھپتے رہے، ماضی قریب میں ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کے نام سے آپ کے فتاوی کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہوا جو کتاب العقائد پر مشتمل ہے، ریکارڈ کے مطابق ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک آپ کے قلم سے جاری کردہ فتاویٰ ۸۰ ر رجسٹروں پر مشتمل ہیں، چنانچہ مولانا شہاب الدین رضوی رقمطراز ہیں:

فتاویٰ کو رجسٹر میں نقل کرنے کی خدمت کے لیے مولانا عبد الوحید خان بریلوی کو مامور کیا گیا، مولانا عبد الوحید بریلوی مرحوم نے ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک فتاویٰ کی نقل کا کام کیا، آج مرکزی دارالافتاء میں مولانا کے ہاتھ سے مندرج فتاوی کے ۸۰ ر رجسٹر ہوں گے، موجودہ وقت میں مرکزی دارالافتاء سے جاری فتاویٰ کی حیثیت ملک و بیرون ملک میں حرف آخر کے درجہ میں ہیں[۶]۔

آپ ہندوستان کے فقید المثال مفتی تھے جو عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں فتاوی تحریر فرماتے تھے، مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی تحریر فرماتے ہیں:

ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ غالبا ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو سہ لسانی جوابات ارقام فرماتے ہیں، آپ کے فتاوی اردو، عربی، انگلش میں موجود ہیں، آپ کے بعض فتاوی رسائل و جرائد میں مطبوع ہیں بعض فتوی مستقل رسالے کی شکل میں

ہیں جیسے سنو چپ رہو، القول الفائق، ٹائی کا مسئلہ وغیرہ، بعض انگلش کے فتاوی بھی ''ازہر الفتاوی'' کے نام سے مطبوع ہیں، وہ سارے فتاوی مختلف زبانوں میں فتاویٰ تاج الشریعہ میں ملاحظہ فرمائیں گے [۷]۔

علم حدیث:

علم حدیث ایک وسیع میدان ہے جو متعدد علوم وفنون اور کثیر مصطلحات، دراسۃ الاسانید، علم اسماء الرجال اورعلم جرح وتعدیل وغیرہ علوم وفنون پر مشتمل ہے، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس میدان کے بھی شہسوار تھے، علم حدیث میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قدرت کاملہ، اور محققانہ شان وشوکت آپ کی تصانیف ''شرح حدیث الاخلاص''(عربی اردو)''**الصحابة نجوم الاهتداء**''،''تعلیقات زاھرہ''،''آثار قیامت'' سے خصوصا، اور دیگر کتب سے عموماً عیاں ہے۔

مولانا محمد حسن ازہری، جامعۃ الازہر مصر رقمطراز ہیں:

''اصحابی کالنجوم الخ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو تحقیقی مرقع پیش کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصول حدیث پر حضور تاج الشریعہ کو کس قدر ملکہ حاصل ہے''[۸]

علوم وفنون پر مہارت:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خاص فضل الٰہی وکرم خداوندی کے مظہر اتم اور نوازشات نبوی کے پرتو کامل تھے، اللہ رب العزت نے آپ کی ذات میں غیر معمولی خوبیاں ودیعت فرمائی تھی، تقریبا۳۶ علوم وفنون پر آپ مہارت رکھتے تھے۔

خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی محمد یونس رضا مونس اویسی رقمطراز ہیں:

حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں: (۱)علوم قرآن (۲)اصول تفسیر (۳)علم حدیث (۴)اصول حدیث (۵)اسماء الرجال (۶)فقہ حنفی (۷)فقہ مذاہب اربعہ (۸)اصول فقہ (۹)علم کلام (۱۰)علم صرف (۱۱)علم نحو (۱۲)علم معانی (۱۳)علم بدیع (۱۴)علم بیان (۱۵)علم منطق (۱۶)علم

فلسفہ قدیم وجدید (۱۷) علم مناظرہ (۱۸) علم الحساب (۱۹) علم ہندسہ (۲۰) علم ہیئت (۲۱) علم تاریخ (۲۲) علم مربعات (۲۳) علم عروض وقوافی (۲۴) علم تکسیر (۲۵) علم جفر (۲۶) علم فرائض (۲۷) علم توقیت (۲۸) علم تقویم (۲۹) علم تجوید وقرأت (۳۰) علم ادب (نظم ونثر عربی، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر انگریزی، نثر ہندی، نظم ونثر اردو (۳۱) علم زیجات (۳۲) علم خطاطی (۳۳) علم جبر و مقابلہ (۳۴) علم تصوف (۳۵) علم سلوک (۳۶) علم اخلاق۔[۹]

مختلف زبانوں پر عبور:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ غیر معمولی ذہانت وفطانت اور خداداد صلاحیت سے متعدد علوم و فنون پر مہارت رکھنے کے ساتھ ہی کئی زبانوں پر مکمل دسترس اور عبور بھی رکھتے تھے اردو، فارسی اور عربی پر اس قدر مہارت کہ بے تکلف ان زبانوں میں شعروشاعری، تصنیف وتالیف، فتویٰ اور گھنٹوں تقریر فرماتے تھے ان کے علاوہ میمنی، گجراتی، مراٹھی پنجابی، بنگالی، اور بھوجپوری زبان بھی حسب موقع بولتے تھے اور انگریزی زبان پر بھی خاصا عبور تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ ساؤتھ افریقہ، ملاوی، زمبابوے، ہرارے، موریشش، جرمن، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، کناڈا وغیرہ ممالک کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں انگریزی ہی میں خطاب فرماتے جسے سن کر وہاں کے انگریزی داں حضرات حیرت کرتے تھے، حضور محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے، زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے ان دونوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے، جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں، جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔
>
> یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی حضرت علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ

انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے [۱۰]۔

تصنیف وتالیف:

حضور تاج الشریعہ ہر خوبی میں اپنے جدِ امجد مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کامل مظہر اور پرتو تھے، اعلیٰ حضرت کی تحریری خدمات محتاج تعارف نہیں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میدان تحریر میں بھی اعلیٰ حضرت کے عکس جمیل تھے، آپ کی تصانیف مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں۔ تحقیقی انداز، مضبوط طرز استدلال، کثرت حوالہ جات، سلاست وروانی آپ کی تحریر کا طرۂ امتیاز ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے افتا وقضا، کثیر تبلیغی اسفار اور دیگر بے شمار مصروفیات کے باوجود متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں، جیسا کہ اوپر گزرا کہ حضور تاج الشریعہ اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں پر خصوصا عبور رکھتے تھے چنانچہ ان تینوں زبانوں میں آپ کی گراں قدر تصنیفات ہیں۔

اردو تصانیف:

☆ آثار قیامت
☆ تین طلاق کا شرعی حکم
☆ چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم
☆ سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی
☆ سفینۂ بخشش
☆ سنو چپ رہو
☆ ہجرت رسول
☆ ٹائی کا مسئلہ

☆ ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم
☆ الحق المبین
☆ کیا دین کی مہم پوری ہوگئی؟
☆ تصویروں کا حکم
☆ اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ
☆ المواہب الرضویہ فی فتاوی الازہریہ ''فتاویٰ تاج الشریعہ''
☆ تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت
☆ حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر؟
☆ القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق
☆ شرح حدیث نیت
☆ جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

عربی تصانیف:

★ الحق المبین
★ الصحابۃ نجوم الاھتداء
★ شرح حدیث الاخلاص
★ شد المشارع
★ تعلیقات زاھرۃ علی صحیح البخاری
★ الفردۃ شرح القصیدۃ البردۃ
★ تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارح لا آزر
★ القمع المبین لامام المکذبین
★ نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین
★ نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا
★ مرأۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ

★ روح الفؤاد بذکری خیر العباد
★ حاشیۃ عصیدۃ الشھدۃ شرح القصیدۃ البردۃ

انگریزی تصانیف:

☆Azharul Fatawa {few English fatawa}
The companions are the stars of guidance
☆Of pure orgin (on the identity of prophet Ibrhim`s Father
☆The pinnacle of beauty

ترجمہ نگاری:

ترجمہ نگاری انتہائی مشکل فن ہے، ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا کہ قاری کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ عبارت بے ترتیب ہے یا اس میں پیوند کاری کی گئی ہے۔ کما حقہ ترجمہ کرنا انتہائی مشکل امر ہے۔ اس میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب ومفہوم قاری تک صحیح سلامت پہنچ جائے۔ یعنی اس بات کا پورا خیال رکھا جائے کہ اصل عبارت کے نہ صرف پورے خیالات ومفاہیم بلکہ لہجہ وانداز، چاشنی ومٹھاس، جاذبیت ودلکشی، سختی ودرشتگی، بے کیفی وبے رنگی اسی احتیاط کے ساتھ آئے جو محرر کا منشاء ہے اور پھر زبان وبیان کا میعار بھی نقل بمطابق اصل مصداق ہو۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جہاں دیگر علوم وفنون پر مکمل عبور اور کامل مہارت رکھتے تھے وہیں ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ترجمہ نگاری مذکورہ تمام خوبیوں سے مزین ہوا کرتی تھی چنانچہ آپ کی ترجمہ نگاری کے تعلق سے امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

’’میں نے اس مترجم کتاب کا بغرض استفادہ مطالعہ کیا ہے، الٰھیات اور نبوات کی بحث بغور پڑھی ہے۔ صفات باری تعالیٰ کے تعلق سے اس کتاب میں ایسی سیر حاصل

بحث کی گئی ہے کہ دوسری کتابوں میں ایسی مدلل اور تفصیلی بحث بہت کم ملتی ہے، حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ فرمایا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہوجاتا ہے اس کے باوجود جابجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی ہے کہ بے اختیار زبان سے نکل پڑا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصہ ہے''[۱۱]۔

نمونۂ اسلاف حضرت مفتی محمد صالح قادری مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

''ترجمہ کی شان وقعت حضرت مترجم کی شان عالمیت دیکھ کر ہر کس و ناکس اندازہ لگا سکتا ہے، البتہ ترجمہ کی خوبیاں گننا اور بیان کرنا اور بات ہے۔ یہ ہر ایک کیلئے آسان نہیں، مجھے اس مترجم کتاب کی ایک خاص خوبی یہ نظر آتی ہے کہ حضرت مترجم نے بحیثیت مترجم سن کر برابر لحاظ رکھا ہے اس کو جہاں تک ہوسکا نظر انداز نہیں کیا ہے یعنی یہ کام المعتقد المستند کا ترجمہ ہی کہلائے گا نہ کہ ان کا محض چربہ یا خلاصہ یا تلخیص یا تشریح، ایسا نہیں ہے کہ مترجم نے از سرنو کوئی نئ تصنیف بنائی ہوتاہم عام قاری کو ترجمہ پن یا ترجمانی کا احساس جلدی نہیں ہوگا بلکہ اسے یہی لگے گا کہ وہ مترجم کتاب نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ اس کا وجدان کہے گا کہ یہ کتاب فن کلام وعقائد پر از سرنو تصنیف کردہ ایک نئ کتاب ہے''[ملخصا ۱۲]۔

آپ نے امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مندرجہ ذیل عربی رسائل کا اردو میں اور اردو رسائل کا عربی میں ترجمہ فرمایا جو آپ کی ترجمہ نگاری پر کھلی شہادت ہے۔

☆ انوار المنان فی توحید القرآن [عربی سے اردو]

☆ المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند [عربی سے اردو]

☆ الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقیٰ [عربی سے اردو]

☆ عطایا القدیر فی حکم التصویر [عربی سے اردو]

☆ برکات الامداد لاھل استمداد [اردو سے عربی]

☆ تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون [اردو سے عربی]

☆ قوارع القھار فی رد المجسمة الفجار [اردو سے عربی]
☆ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح [اردو سے عربی]
☆ النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید [اردو سے عربی]
☆ فقہ شھنشاہ [اردو سے عربی]
☆ اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین [اردو سے عربی]
☆ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام [اردو سے عربی]
☆ الھاد الکاف فی حکم الضعاف [اردو سے عربی]
☆ دامان باغ سبحان السبوح [اردو سے عربی]
☆ حاجز البحرین [اردو سے عربی]
☆ صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ [اردو سے عربی]

دعوت وارشاد:

دین کی دعوت جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کہتے ہیں اہم ترین فریضہ اور عظیم ایمانی صفت ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "وَلْتَکُنْ مِنْکُمْ اُمَّۃٌ یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (ال عمران:۱۰۵)

اور تم میں ایسا گروہ ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ مراد کو پہنچے (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں پروردگار عالم جل وعلا نے مومنوں کی تین صفات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

اول: اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا۔

دوم: بھلائی کا حکم دینا۔

سوم: برائی سے روکنا۔

ان خوبیوں کی عظمت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اللہ رب العزت جل شانہ نے امت محمدیہ کو انہیں خوبیوں کی وجہ سے سابقہ تمام امتوں پر فوقیت دی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (ال عمران ۱۱۰) ترجمہ: تم بہتر ہو

سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔
[کنزالایمان]

نبی کون ومکاں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ و ذالک اضعف الایمان "رواہ مسلم** یعنی تم میں جو کوئی برائی دیکھے تو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس پر بھی قادر نہ تو اپنے قلب سے برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ جب ہم حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا اس جہت سے جائزہ لیتے ہیں تو آپ کے سفر و حضر، شام وسحر، گفتار و کردار اور لیل ونہار سے بخوبی آشکارا ہوتا ہے کہ آپ نے دعوت الی الحق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا، آپ کی پوری زندگی اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں گزری۔

ایک موثر دعوت وتبلیغ کے لئے داعئ دین میں مندرجہ ذیل داعیانہ صفات کا پایا جانا نہایت ضروری ہے:

(۱) علم (۲) اخلاصِ نیت (۳) حصولِ رضائے الٰہی (۴) قول وفعل میں یکسانیت (۵) نرمی (۶) حلم وبردباری (۷) استقامت۔

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الباری نے داعی دین کے تین جامع اوصاف بیان فرمائے ہیں جو یہ ہیں:

اول: علم۔ **دوم:** تقویٰ۔ **سوم:** حسن اخلاق [۱۳]۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: کہ نیکی کا حکم دینے والے کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں۔

اول: علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔

دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ الحق ہو۔

سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت ومہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔

چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔

پنجم: یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا "**لِمَ تقولون ما لا تفعلون**" یعنی کیوں کہتے ہو وہ جس کو تم خود نہیں کرتے۔

اصل عبارت یہ ہیں:

الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء ۔اولھا :العلم لان الجاھل لایحسن الامر بالمعروف والثانی:ان یقصد وجه اللہ تعالیٰ واعلاء کلمته العلیاء والثالث:الشفقة علی المامور فیامره باللین والشفقةوالرابع:ان یکون صبوراحلیما ۔الخامس :ان یکون عاملا بمایامره، کی لا یدخل تحت قوله تعالیٰ ”لماتقولون مالاتفعلون“[۱۴]

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ مذکورہ اوصاف کے نہ صرف حامل بلکہ ہرخوبی میں یکتائے زمانہ اورمنفردالمثال تھے،نہ آپ کے علم کا جواب تھانہ تقویٰ شعاری کی کوئی مثال،زبان وبیان میں یکسانیت کا زمانہ معترف ہے،نرمی وشفقت اورعفوودرگزر،صبرواستقامت کا کیاپوچھنا؟مشکل سے مشکل حالات میں بھی پایۂ استقلال کولغزش نہ آئی،یہی وجہ ہے کہ جوبھی آپ کے دامن کرم سے صدق دل سے وابستہ ہوجاتا وہ امتثالِ اوامراوراجتنابِ نواہی کا خوگربن جاتا،جسے کسی برے عمل سے روک دیتے تو پھروہ پلٹ کراس کی طرف رخ نہیں کرتا،غرض کہ آپ نے پوری زندگی امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا جوآپ ہی کا حصہ تھا۔آپ کا دائرۂ تبلیغ صرف ہندوپاک اوربنگلہ دیش ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے پچاسوں ملکوں میں دعوت وتبلیغ کا پیغام عام فرمایا اوربندگانِ خداکومذہبی زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھایا۔اللہ عزوجل انہیں اس کا بہترصلہ عطافرمائے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت:

دینِ اسلام جودینِ فطرت ہےجس پرعمل دنیاوآخرت میں سرخروئی کا ضامن،عذاب الٰہی سے نجات کا ذریعہ اوردخول جنت کا سبب ہے،یہی وہ دین ہےجس کی ترجمانی سرکارعلیہ السلام کے زمانے میں”**ماانا علیه واصحابی**“ سے کی جاتی تھی،کبھی اسی دینِ فطرت کی پہچان ”**تَفْضِیْلُ الشَّیْخَیْن**“، ”**حُبُّ الْخَتْنَیْنِ**“اور ”**مَسْحُ عَلٰی الْخُفَّیْن**“ کےذریعہ ہوتی تھی،ہمارے زمانے میں اسی دینِ فطرت کی صحیح تعبیر” مسلک اعلیٰ حضرت“ سے کی جاتی ہے،اس زمانے میں ایمان کی سلامتی اوردین ودنیا کی فلاح وبہبوداورآخرت کی کامیابی وکامرانی بلاشبہ اسی مسلک پرکاربندرہنے میں ہے۔سرکارتاج الشریعہ علیہ الرحمہ پوری زندگی اسی مسلک پرعمل پیرارہے،اسی کی ترجمانی

فرمائی اور لوگوں کو اسی پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے، اس کے خلاف نہ ایک لفظ سننا گوارہ فرمایا اور نا ہی کسی سے مفاہمت برداشت کی، اس حوالے سے مولانا شہاب الدین رضوی کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ کریں:

> مجھے خوب یاد ہے کہ آزاد انٹر کالج میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ نے ایک عظمت مصطفیٰ کانفرنس (۲۰۰۲) کا انعقاد کیا تھا، حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا، وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول ،کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر کردیں۔ چھوڑ دیں[۱۵]۔

عشق مصطفیٰ:

مصطفیٰ جان رحمت، شمع بزم ہدایت، مالک جنت، حضور پرنور جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت ہی جانِ ایمان اور روحِ ایمان ہے، امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری نوراللہ مرقدہ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اور الفت وعقیدت اپنے آباواجداد سے وراثۃ حاصل

تھی،آپ عشق وعرفان کی وجدانی کیفیتوں سے سرشار،درد ہجر اور شوق وصال سے بہرہ ور تھے، آپ کی پوری زندگی عشق مصطفیٰ سے لبریز تھی، جس کا جلوہ آپ کے گفتار وکردار ،نشست وبرخاست،تحریر وتصنیف خصوصا آپ کے نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' سے ظاہر وباہر ہے،آپ کی بارگاہ کے مستفیدین نے یہ بارہا مشاہدہ کیا کہ جب آپ کی موجودگی میں سرکار اعلیٰ حضرت یا سرکار مفتی اعظم کا نعتیہ کلام پڑھا جاتا تو آپ پر کیف ووجد طاری ہوجاتا آنکھیں آنسوؤں سے نم ہوجاتیں یونہی جب آپ اپنا کلام پڑھتے تو حالت غیر ہوجاتی ،وارفتگی سی چھاجاتی، آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبانے لگتیں جو ایک سچے عاشق رسول کی علامت ونشانی ہے۔

ایک عاشق صادق کے جذبۂ عشق کی کسی نے کیا خوب عکاسی کی ہے۔ع

بھڑک جاتی ہے جب یہ آگ تو بجھنے نہیں پاتی
چراغِ عشق جل جاتا ہے تو مدھم نہیں ہوتا

شان استغناء:

جولوگ رضائے مولیٰ کی خاطر تن من دھن سب کچھ قربان کر کے محبوبیت کی لازوال دولت حاصل کر لیتے ہیں پھر انہیں نہ کسی دنیاوی عہدے کی لالچ ہوتی ہے اور نا ہی عہدہ ہاتھ نہ آنے کا غم، یہ حضرات شان استغناء کے اس مقام رفیع پر فائز ہوجاتے ہیں جس کی مثال دنیا پیش نہیں کرسکتی، حضور تاج الشریعہ بلا شبہ اپنے زمانے کے ولی کامل اور خدا کے محبوب وبرگزیدہ بندے تھے، شریعت پہ عمل کے ساتھ آپ کی شان استغناء بھی بے مثال تھی،اس کا اندازہ ذیل کے اقتباس سے کریں۔

اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھرا پردیش) خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں ۔انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خان رحمانی میاں کو ایم۔ایل۔سی نامزد کیا تھا ان کی مقررہ میعاد ختم ہوجانے کے بعد جانشین مفتی اعظم کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع فرمادیا۔۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اتر پردیش) آپ کے در دولت پہ حاضر ہوئے ایم ۔ایل۔سی۔نامزد کرنے کی حکومت

اتر پردیش کی منشاء ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع فرمادیا۔اتر پردیش کے گورنر عثمان عارف نے آپ سے بہت منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔اولیاء کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعا لینا ان کا معمول تھا، حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب واحترام کرتے تھے۔مگر قربان جایئے اس اللہ کے ولی پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔کیا آج کی ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟[۱۶]۔

بابری مسجد کا قضیہ:

مدارس ومعاہد اور خانقاہوں کی طرح مساجد کی حفاظت وصیانت ایک مسلم امر ہے، مساجد ہی وہ مراکز دین ہیں جہاں سے دن ورات میں پانچ مرتبہ رب کی کبرائی کا اعلان اور بندگان خدا کو فوز وفلاح کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ کے بندے جہاں اپنا ماتھا ٹیک کر رب کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں، جس کی تعمیر وترقی دین اسلام میں انتہائی بزرگ ترین شئ ہے، اسے ڈھانا تو دور اسے ویران کرنا بلکہ ویرانی میں کوشش کرنا مذہب اسلام میں ظلم عظیم ہے، سرزمین ہند کے صوبہ اتر پردیش ضلع فیض آباد [اجودھیا] کی چارسو سالہ تاریخی بابری مسجد اسلامیان ہند کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے جسے فرقہ پرستوں نے ۶؍ستمبر؍ ۱۹۹۲ء کو شہید کردیا، اس کی شہادت سے پہلے اور بعد بازیابی کی تحریک چلی جس میں جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ نے انتہائی کلیدی رول ادا کیا تھا جو آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، اللہ عزوجل اس کی بازیابی کے اسباب مہیا فرمائے اور مسلمانوں کو فتح ونصرت عطا فرمائے۔

اجازت وخلافت:

حضور تاج الشریعہ بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے، جب آپ کی عمر ۲۰؍ برس ہوئی تو دارالعلوم مظہر اسلام کے سالانہ سہ روزہ اجلاس کے حسین موقع پر ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء مطابق ۸؍شعبان ۱۳۸۱ھ کو حضور مفتی اعظم ہند نے عید میلاد

النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار تقریب میں سیکڑوں علما و مشائخ اور طالبان علوم نبویہ کی موجودگی میں جمیع سلاسل عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، اس کے علاوہ احادیث مسلسل بالاولیت، اوراد و وظائف، اعمال و اشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر اور تعویذات وغیرہ کی اجازت عطا فرمائی۔

اس تقریب سعید میں موجود دین علما و مشائخ میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

☆ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، برہان ملت مفتی برہان الحق جبل پوری ☆ مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن عباسی رئیس اعظم اڑیسہ ☆ مولانا خلیل الرحمن محدث امروہوی ☆ علامہ مشتاق احمد نظامی الٰہ آبادی ☆ مفتی نذیر الاکرم نعیمی مرادآبادی ☆ مولانا محمد حسین سنبھلی ☆ مولانا انوار احمد شاہ جہاں پوری ☆ مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری ☆ مولانا کمال احمد تلشی پوری ☆ مولانا شعبان علی حبابی گونڈوی ☆ صوفی عزیز احمد بریلوی۔

حضور مفتی اعظم کے علاوہ سید العلما حضرت مولانا سید آل مصطفی میاں، احسن العلما حضرت مولانا سید مصطفی حیدر حسن میاں مارہروی، اور برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری وغیرہم سے بھی آپ کو جمیع سلاسل کی اجازت حاصل تھی۔

حلقۂ ارادت:

حضور تاج الشریعہ جامع شرائط پیر کامل اور مرشد برحق تھے، آپ نے دنیا کے اکثر ممالک کا دورہ فرمایا اور ہند و بیرون ہند کی بہت سی کانفرسوں میں خطاب فرمایا، دنیا بھر میں لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں، علما، طلبہ، خطبا، شعرا، نظما، اور مشائخ کی اکثریت آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہے، اس لئے کہ علم کے ساتھ ساتھ آپ کا عمل، تقویٰ استقامت فی الدین، علمائے زمانہ میں سب سے بڑھ کر ہے۔

خلفا:

مریدین کی طرح دنیا کے بیشتر ملکوں میں آپ کے خلفا بھی سینکڑوں کی تعداد میں ہیں، جو آپ کی اس عطا پر ناز کرتے ہیں، باضابطہ طور پر کسی ایک جگہ تمام خلفا کا تذکرہ مل پانا مشکل ہے، بعض حضرات کے نام تجلیات تاج الشریعہ مرتبہ مولانا شاہد القادری کلکتوی اور حیات تاج الشریعہ جیسی

کتابوں میں مذکور ہیں، عرب وعجم میں پھیلے سیکڑوں خلفا کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

سفر حج وزیارت:

حج وزیارت ایک بندۂ مومن کے لیے معراج زندگی ہے، جسے پانے کے لیے سینکڑوں کوشش وجتن اور انگنت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتی ہے، الحمدللہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ چھ مرتبہ اس عظیم سعادت سے مالا مال ہوئے۔

پہلا حج ۱۴۰۳ھ مطابق ۴؍دسمبر ۱۹۸۳ء۔

دوسرا حج ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء۔

تیسرا حج ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء۔

چوتھا حج ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء۔

پانچواں حج ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء۔

چھٹا حج ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء۔

اس کے علاوہ انگنت بار آپ نے عمرہ کیا اور مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل کیا، کبھی کبھی سال میں دو چار بار مدینہ منورہ حاضر ہوتے بلکہ اخیر عمر شریف میں عموما ہر سال ماہ رمضان المبارک کے پر کیف موسم میں عمرہ کی لازوال سعادت حاصل کرتے رہے، **فجزاہ اللہ تعالی احسن الجزاء عنا وعن جمیع المومنین۔**

ازدواجی زندگی:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا عقد مسنون خانوادۂ رضویہ میں حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سلیم فاطمہ عرف اچھی بی سے ہونا طے پایا جس کی تقریب سعید ۳؍نومبر؍ ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار منعقد ہوئی، حضرت کی اہلیہ محترمہ انتہائی نیک سیرت، خوش اخلاق، ملنسار، غربا پرور، مہمان نواز، صوم وصلاۃ کی پابند، اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کی پیکر ہیں۔ حلقہ ارادت میں ’’پیرانی اماں صاحبہ‘‘ سے مشہور ہیں۔

حضورتاج الشریعہ کے معمولات:

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ اوقات کے بہت پابند تھے،جب بریلی میں ہوتے تو مندرجہ ذیل مصروفیات کے ساتھ آپ کے شب وروز گذرتے۔

ہفتہ: بعد نماز فجر تلاوت ،وظائف ،ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے یا فتاویٰ تحریر کراتے ، یا فتویٰ سن کر تصدیق فرماتے۔دوپہر ۱ر بجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱/ ۱۲ بجے کے بعد درس دیتے ،کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے ، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے ، بعد نماز عصر ''دلائل الخیرات شریف'' پڑھتے ، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہوکر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشا کھانا تناول فرماتے، بعدہ تقریباً بیس منٹ ٹہلتے، اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ،مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے،رات کے ۱۱ر بجے کے بعد آرام فرمانے تشریف لے جاتے۔

اتوار: اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے ،انگلش سوالوں کے جوابات انگلش میں،عربی کا عربی میں،اردو کا اردو میں،بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

جمعرات: دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے ،بعد نماز مغرب ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' کے ہال میں عوام اہلسنت کے سوالات کے جوابات دیتے ،قرب وجوار کے علاوہ دور دراز سے لوگ حضرت کی ''محفل سوال وجواب'' میں حاضر ہوتے تھے، بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ،

جمعہ: اس دن دیر سے ڈرائنگ روم میں تشریف لاتے ، ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کراتے ، ار بجے گھر کے اندر تشریف لے جاتے ، پھر جمعہ کے وقت تیار ہوکر باہر آتے ، خطبہ دیتے ، اور نماز پڑھاتے ، بعد نماز مغرب شہر کے کسی مسجد میں جب سوال وجواب کا پروگرام رکھا جاتا تو وہاں تشریف لے جاتے ، پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب سابق[۱۷]۔

اولاد امجاد:

حضورتاج الشریعہ کو پانچ صاحبزادیاں آسیہ فاطمہ،سعدیہ فاطمہ ،قدسیہ فاطمہ،عطیہ فاطمہ،

ساریہ فاطمہ اور ایک صاحبزادہ قائد اہل سنت، حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری ہیں، آپ نے سب کی دینی ماحول میں تربیت فرمائی اور سب کو زیور علم سے آراستہ فرمایا، الحمدللہ سب رشتۂ ازدواج سے منسلک ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ سب صاحب اولاد ہیں۔

اولادِ اناث:

(۱) آسیہ فاطمہ: عالی جناب انجینیر محمد برہان رضا صاحب بیسلپوری سے منسوب ہیں، جن سے ایک صاحبزادہ محمد علوان رضا اور صاحبزادی حنا فاطمہ ہیں۔ فی الحال دہلی میں مقیم ہیں۔

(۲) سعدیہ فاطمہ: عالی جناب الحاج محمد منسوب رضا خاں، بہیڑی کو منسوب ہوئیں، ان سے ایک صاحبزادی لجین فاطمہ اور ایک صاحبزادہ محمد منہال رضا ہیں، بہیڑی ضلع بریلی میں اقامت پذیر ہیں۔

(۳) قدسیہ فاطمہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب رضا قادری (متوفی ۱۵/ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱/ جون ۲۰۱۷ء) نجیب آباد بجنور کو منسوب تھیں، اُن سے ایک صاحبزادہ محمد حمزہ رضا اور دو صاحبزادیاں نوار فاطمہ اور نور بہجت ہیں۔ ایک صاحبزادہ کا پیدائش کے بعد ہی انتقال ہوگیا۔ بریلی میں مقیم ہیں۔ افسوس کہ حضرت مفتی محمد شعیب رضا نعیمی اب ہمارے درمیان نہ رہے۔ اللہ ان کی مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے۔

(۴) عطیہ فاطمہ: حضرت مولانا محمد سلمان رضا خان کانکر ٹولہ بریلی سے منسوب ہیں۔ تین صاحبزادے ہوئے، محمد سفیان رضا، محمد شاذان رضا اور ملحان رضا، ان میں ایک صاحبزادہ کا ولادت کے کچھ ماہ بعد انتقال ہوگیا۔ بریلی شریف اور رائے پور میں اقامت رکھتے ہیں۔

(۵) ساریہ فاطمہ: عالی جناب محمد فرحان رضا، خواجہ قطب، بریلی کو منسوب ہیں ان سے ایک صاحبزادہ نبہان رضا اور ایک صاحبزادی فضہ فاطمہ ہیں۔ بحیثیت ملازم جدہ سعودی عرب میں مقیم ہیں[۱۸]۔

شہزادۂ تاج الشریعہ:

حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی

پیدائشی نام : ’’محمد‘‘ اور پکارنے کے لیے ’’منور رضا محامد‘‘ تجویز ہوا۔

عرفی نام : محمد عسجد رضا، آپ اسی نام سے معروف ہیں۔

ولادت : ۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء۔

جائے ولادت : محلہ خواجہ قطب بریلی شریف، انڈیا۔

حضور تاج الشریعہ کے یہاں یہ پہلی ولادت تھی، خاندان والوں بالخصوص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ آپ تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن نومولود کے منہ میں ڈالا اور اسی موقع پر نومولود کے منہ میں انگلی ڈال کر داخل سلسلہ بھی کرلیا۔

شجرۂ نسب : محمد عسجد رضا بن محمد اختر رضا بن محمد ابراہیم رضا بن محمد حامد رضا بن امام احمد رضا قادری برکاتی بن علامہ نقی علی خان رضی اللہ عنہم۔

تسمیہ خوانی : جب آپ ۴؍سال ۴؍ماہ ۴؍دن کے ہوئے تو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے تسمیہ پڑھائی اور عالم بننے کی اور دین اسلام کے خادم بننے کی دعا بھی کی۔

تعلیم وتربیت : ابتدائی تعلیم والدۂ ماجدہ اور والد ماجد سے لی، دینیات کی ابتدائی اکثر کتابیں مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی اور حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے پڑھیں۔ متوسطات کی تحصیل حضرت مفتی مظفر حسین کٹیہاری اور جامعہ نوریہ، بریلی کے اساتذہ سے کی اور اعلیٰ کتابیں صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا علیہ الرحمہ اور والد ماجد سے پڑھیں۔ عصری تعلیم انٹر تک اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں ہوئی۔

اساتذۂ کرام : والد ماجد حضور تاج الشریعہ، علامہ تحسین رضا بریلوی، مفتی مظفر حسین

کٹیہاری، مفتی محمد ناظم علی بارہ بنکوی وغیرہ اساتذہ جامعہ نوریہ بریلی شریف

فتویٰ نویسی : ۲۰۰۳ء میں آپ نے سب سے پہلا فتویٰ تحریر فرمایا جو رضاعت سے متعلق تھا، قاضی محمد عبد الرحیم بستوی علیہ الرحمہ، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، مفتی ناظم علی، مفتی مظفر حسین، مفتی یونس رضا اویسی وغیرہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

اجازت وخلاف : ۲۰۰۶ء کو عرس رضوی کے حسین موقع پر حضور تاج الشریعہ نے سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا کی، اپنا قائم مقام اور جانشین نامزد کیا اور ۲۰۱۳ء میں وہ تمام اجازتیں بھی تفویض کردیں جو انہیں اپنے مشائخ بالخصوص مفتی اعظم سے ملی تھیں۔ان کے علاوہ امین شریعت علامہ سبطین رضا، امین ملت ڈاکٹر امین میاں، مخدوم ملت سید اویس مصطفیٰ واسطی نے بھی اجازت وخلافت عطا فرمائیں۔

حج وزیارات : آپ متعدد بار زیارت حرمین طیبین سے شادکام ہوئے، جن کی تفصیلات معلوم نہ ہوسکیں۔

عقد مسنون : ۲رشعبان المعظم ۱۴۱۱ھ /۱۷رفروری ۱۹۹۱ء بروز اتوار مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ راشدہ نوری صاحبہ سے آپ کا عقد مسنون ہوا۔

یادگار درس : ۲۰۰۷ء میں آپ نے والد ماجد کی موجودگی میں مشکوۃ شریف کا جامعۃ الرضا میں تقریباً سوا گھنٹے درس دیا جس کی والد ماجد نے تحسین فرمائی اور حاضرین نے مبارکباددی۔

اولاد امجاد : دوصاحبزادے محمد حسام رضا اور محمد ہمام رضا اور چار صاحبزادیاں اریج فاطمہ، آمر فاطمہ، جویریہ فاطمہ، مزینہ فاطمہ ہیں۔

کارہائے نمایاں : آپ مندرجہ ذیل تنظیم اور اداروں کے ناظم ومہتمم ہیں جہاں سے ہزاروں دینی وملی، سماجی ومعاشی خدمات انجام دئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی تنظیم ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' آپ اس کے قومی صدر ہیں، اس جماعت سے ملی، سماجی، معاشی اور عائلی مسائل وغیرہ امور انجام پاتے ہیں۔

☆ ''مرکزی دارالافتاء'' آپ اس کے مہتمم ہیں۔ یہاں سے ملک و بیرون ملک کے آئے ہوئے سیکڑوں سوالات کے فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات دیے جاتے ہیں۔

☆ ''مرکزی دارالقضا'' آپ اس کے ناظم اعلیٰ ہیں، اس کے تحت رویت ہلال کے علاوہ لوگوں کے مقدمات فیصل ہوتے ہیں۔

☆ شرعی کونسل آف انڈیا: اس کے تحت جدید مسائل جن کا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن واحادیث میں نہیں ہے وہ ملک و بیرون ملک کے فقہا یک جا ہوکر حل کرتے ہیں اب تک ۴۵ جدید وقدیم مسائل اس کے تحت فیصل ہو چکے ہیں۔ آپ اس کے بھی ناظم اعلیٰ ہیں۔

☆ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا: یہ ادارہ بھی آپ ہی کی نظامت میں چلتا ہے، یہ حکومت اتر پردیش سے منظور شدہ عالیہ درجہ کا ادراہ ہے۔ فی الحال اس میں تقریباً آٹھ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اور تقریباً ۶۵ ر اسٹاف ہیں۔ ہر سال یہاں سے بہت سے طلبا علمی تشنگی بجھا کر فارغ ہوتے ہیں۔ یہاں دینیات کے ساتھ ساتھ عصریات کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

☆ امام احمد رضا ٹرسٹ: اس ٹرسٹ کے آپ چیئرمین ہیں۔ اس کے تحت بے شمار قومی وملی مسائل کا حل ہوتا ہے۔

قائد ملت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری حضور تاج الشریعہ کے اکلوتے صاحبزادہ اور جانشین ہیں، آپ قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، نہایت شکیل ووجیہ، بارعب، صحت مند، بلند اخلاق، مہمان نواز، راست باز، وفا شعار عالم دین اور عامل شرع متین ہیں۔ دین کی خدمت کا جذبہ آپ کو ورثہ میں ملا ہے اسی لیے ہمیشہ دینی وملی، سماجی ومعاشرتی خدمات میں مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو بلند فرمائے، حاسدوں کے حسد، بدنظروں کی بدنظری سے محفوظ فرمائے اور قوم وملت کو آپ سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

حق گوئی اور بے باکی:

اللہ کے وہ مخصوص بندے جن کے دل خوف خدا سے منور ہوتے ہیں، جنھیں ہر لمحہ شریعت کی پاسداری کا خیال ہوتا ہے وہ کسی دنیاوی طاقت سے خوف نہیں کھاتے بلکہ مشکل سے مشکل موڑ پہ بھی علمِ حق وصداقت بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کا قلب خشیت ربانی سے موجزن تھا، جن کی زندگی شریعت پر عمل، دین وسنت کی صحیح ترجمانی اور مسلک و مذہب پر تصلب سے عبارت تھی، یہی وجہ تھی کہ اللہ کا یہ برگزیدہ بندہ، اہل سنت کا معمار، عاشقوں کا سردار، علوم وفنون کا شہسوار، شریعت وطریقت کا بحر ناپیدا کنار جس جانب رخ کرتا حق وصداقت کا پرچم بلند کرتا ہوا نظر آتا، آپ نے اپنی پوری زندگی حق گوئی میں صرف کر دی، آپ کی کتاب زندگی میں ایسے بے شمار ابواب ہیں جن میں آپ کی بے باکی کا روشن بیان موجود ہے بطور تمثیل دوسرے حج کے موقع پر پیش آمدہ واقعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

۱۴۰۵ھ کو حضور تاج الشریعہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حج وزیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے عرفات سے واپس لوٹنے کے بعد سعودی حکومت نے رات کے وقت مکہ معظّمہ میں آپ کو قیام گاہ سے گرفتار کرلیا۔ بلا وجہ گیارہ دن جیل میں رکھ کر مدینہ شریف کی زیارت کے بغیر ہندوستان بھیج دیا۔

۱۳/ستمبر ۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۷ھ کو ممبئی میں ابراہیم مرچنٹ روڈ مینارہ مسجد کے قریب رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام حضور تاج الشریعہ کے مکہ مکرمہ میں بے جا گرفتاری پر سعودی حکومت کے خلاف ایک احتجاجی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری نے فرمائی۔ ممبئی کے علما، ائمہ مساجد کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے اکابر علما نے شرکت فرمائی، مجمع تقریباً پچاس ہزار پر مشتمل تھا۔ مجمع جوش احتجاج میں سعودی حکومت کے خلاف نعرے بلند کرتا رہا۔ اخیر میں حضور تاج الشریعہ نے سعودی حکومت میں اپنی گرفتاری اور زیارت مدینہ منورہ کے بغیر واپس کئے جانے سے متعلق اپنا مختصر سا بیان دیا جو حسب ذیل ہے۔

۳۱/اگست ۱۹۸۶ء شب میں تین بجے اچانک سعودی حکومت کے سی آئی ڈی پولس کے لوگ میرے قیام گاہ پر آئے اور مجھے بیدار کر کے پاسپورٹ طلب کیا۔ پھر میرے سامان کی تلاشی کا مطالبہ کیا میرے ساتھ میری پردہ نشیں بیوی تھیں میں نے انہیں باتھ روم میں بھیج دیا۔ پھر سی، آئی، ڈی نے

باتھ روم کو باہر سے مقفل کر دیا، اور وہ لوگ سپاہیوں کے ساتھ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ مجھے ریوالور کی نشانے پر حرکت نہ کرنے کی وارنگ دی میرے سامان کی تلاشی لی میرے پاس حضرت مولانا سید علوی مالکی رضوی مدظلہ کی دی ہوئی چند کتابیں اور کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت کی اور دلائل الخیرات تھی، ان تمام کتابوں کو اپنے قبضے میں لیا۔ مجھ سے ٹیلیفون کی ڈائری مانگی۔ جو میرے پاس نہ تھی۔ میرا، میری بیوی کا اور میرے ساتھیوں کا پاسپورٹ مع ٹکٹ اور وہ کتابیں ہمراہ لے کر مجھے سی۔ آئی ڈی آفس لائے اور یکے بعد دیگرے میرے رفقا محبوب اور یعقوب کو بھی اٹھالائے۔

مجھ سے رات میں رسمی گفتگو کے بعد پہلا سوال یہ کیا کہ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں میرے اوپر جمعہ فرض نہیں۔ لہذا میں نے اپنے گھر میں ظہر پڑھی۔ مجھ سے پوچھا تم حرم میں نماز نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا میں حرم سے دور رہتا ہوں، حرم میں طواف کے لئے جاتا ہوں۔ اسی لئے میں حرم میں نماز نہیں پڑھ سکتا، مجھ سے کہا آپ کیوں اپنے محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا کہ بہت سے لوگ ہیں کہ جنہیں میں دیکھتا ہوں کہ وہ محلہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اور بہت سے لوگوں کے متعلق مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تو مجھ سے ہی کیوں باز پرس کرتے ہیں؟ مجھ سے پھر بھی اصرار کیا گیا تو میں نے کہا کہ میرے مذہب میں اور آپ لوگوں کے مذہب میں اختلاف ہے، آپ حنبلی کہلاتے ہیں اور میں حنفی ہوں۔ اور حنفی مقتدی کی رعایت غیر حنفی امام اگر نہ کرے تو حنفی کی نماز صحیح نہیں ہوگی اس وجہ سے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں۔ مجھ سے حضرت علامہ سید علوی مالکی مدظلہ کی کتابوں کے متعلق پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے ملیں؟ میں نے کہا مجھے یہ کتابیں انہوں نے چندروز پہلے دی ہیں، جب میں ان سے ملنے گیا تھا۔ مجھ سے سوال کیا کہ یہ پہلی ملاقات تھی؟ میں نے کہا ہاں! یہ پہلی ملاقات تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی چند کتابیں دیکھ کر جو نعت اور مسائل حج کے متعلق تھیں پوچھا ان سے تمہارا کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے دادا تھے۔

اس مختصر سی انکوائری کے بعد مجھے رات گزر جانے کے بعد فجر کے وقت جیل بھیج دیا گیا۔ دس بجے پھر سی۔ آئی ڈی سے گفتگو ہوئی، اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کتنے فرقے ہیں، میں نے شیعہ قادیانی وغیرہ چند فرقے گنائے اور میں نے واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قادیانیوں کا رد کیا ہے، اور اس کے رد میں چھ رسالے **جزاء اللہ عدوہ**، **قهر الدیان**، **السوء العقاب** وغیرہ لکھیں ہیں۔ ہم پر کچھ لوگ یہ تہمت لگاتے ہیں، اور آپ کو یہ بتایا ہے کہ ہم اور قادیانی ایک ہیں یہ غلط ہے۔ اور وہی لوگ ہمیں ''بریلوی کہتے ہیں'' جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بریلوی کسی نئے مذہب کا نام ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہم ''اہلسنت والجماعت'' ہیں۔

سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے کسی نئے مذہب کی بنیاد نہیں ڈالی بلکہ ان کا مذہب وہی تھا جو سرکار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ تابعین کا اور ہر زمانے کے صالحین کا مذہب ہے۔ اور یہ کہ ہم اپنے آپ کو اہلسنت والجماعت ہی کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس مقصد سے ''بریلوی'' کہنا کہ ہم کسی نئے مذہب کے پیرو ہیں ہم پر بہتان ہے۔ سی۔ آئی ڈی کے پوچھنے پر میں نے ''وہابی'' اور سنی کا فرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ وہابی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب، اور ان کی شفاعت اور ان سے توسل، اور استمداد، اور انہیں پکارنے کے منکر ہیں۔ اور ان امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جب کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں اور اللہ کے بتائے سے غیب کو جانتے بھی ہیں اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا، اور علم غیب پر سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے قرآن سے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اطلاع علی الغیب ہی کا نام ہے اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔ سی۔ آئی۔ ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال بھی غیب کی خبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت باقی ہے اور نبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ آیتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعد وصال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے ہیں۔ ایک اور نشست میں سی آئی ڈی کے مطالبے پر میں نے توسل کی دلیل میں **وابتغوا الیہ الوسیلۃ** آیت پڑھی اور یہ بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل منجملہ اعمال صالحہ ہے اور یہ کہ کسی عمل کا صالح اور وسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ مقبول بارگاہ الوہیت ہیں بلکہ سید المقبولین ہیں، تو ان سے توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور توسل شرک نہیں۔

سی۔آئی۔ڈی کے کہنے پر میں نے مزید کہا کہ کسی سے اس طور پر مدد مانگنا کہ اللہ کے سوا اس کو مستقل اور فاعل سمجھے شرک ہے اور ہم اس طور پر کسی سے مدد مانگنے کے قائل نہیں ہیں۔ ہاں اللہ کی مدد کا وسیلہ جان کر کسی مقبول بارگاہ سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔سی۔آئی۔ڈی کے ایک سوال کے جواب میں، میں نے کہا کہ ہم میں اور وہابیوں میں یہ فرق ہے کہ وہ ہمیں توسل وغیرہ امور کے بنا پر کافر ومشرک بتاتے ہیں لیکن ہم ان کو اس بنا پر کافر ومشرک نہیں کہتے ہیں (یعنی اس کے وجوہات اور ہیں)

دوسرے دن میرے ان بیانات کی روشنی میں سی۔آئی۔ڈی میرے لئے ایک اقرار نامہ اس نے خود لکھ کر مجھے سنایا جو یوں تھا ''میں فلاں بن فلاں بریلوی مذہب کا مطیع ہوں'' میں نے اعتراض کیا کہ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ بریلوی کوئی مذہب نہیں ہے اور اگر کوئی نیا مذہب بنام بریلوی ہے تو میں اس سے بری ہوں۔آگے اقرار نامہ میں اس نے یوں لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا پیرو ہوں، اور بریلویوں میں سے ایک ہوں اور ہمارا عقیدہ ہے، کہ سرکار سے توسل، استغاثہ اور ان کو پکارنا جائز ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اور وہابی ان امور کو شرک بتاتے ہیں اور یہ کہ میں ان کے پیچھے اس وجہ سے نماز نہیں پڑھتا ہوں کہ ہم سنیوں کو مشرک بتاتے ہیں، اقرار نامہ کے آخر میں میرے مطالبے پر اس نے یہ اضافہ کیا کہ ''بریلویت'' کوئی نیا مذہب نہیں ہے، اور ہم لوگ اپنے آپ کو ''اہلسنت وجماعت'' ہی کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ پھر مختلف نشستوں میں وہی سوالات دہرائے، بعد میں مجھ سے میرے سفر لندن کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ کیا وہاں آپ نے کسی کانفرنس میں شرکت کی ہے؟ میں نے جواب دیا کانفرنس حکومت کے پیمانے اور سیاسی سطح پر ہوتی ہے، ہم لوگ نہ سیاسی ہیں اور نہ ہمارا کسی حکومت سے رابطہ ہے۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ لندن کے اس اجلاس میں جس میں شریک تھا بنام بریلویت مسائل پر مباحثہ نہ ہوا، بلکہ اتحاد اسلام اور تنظیم المسلمین پر تقاریر ہوئیں، اور اس جلسہ کا خرچ وہاں کے سنی مسلمانوں نے اٹھایا، اور اس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ امام احمد رضا بریلوی کے پیرو اہلسنت وجماعت کو ''رابطہ عالم اسلامی'' میں نمائندگی دی جائے جس طرح ''ندویوں'' وغیرہ کو رابطہ میں نمائندگی حاصل ہے۔

سی۔آئی۔ڈی کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ یہ تجویز باتفاق رائے پاس ہوگئی تھی۔ تیسری

نشست میں جب دو نشستوں کی تفتیش ختم ہو چکی اور میرا اقرار نامہ خود تیار کر چکے، تو مجھ سے ایک بڑے سی۔آئی۔ڈی افسر نے کہا کہ میں آپ کا آپ کے علم، عمر اور شخصیت کی وجہ سے احترام کرتا ہوں، اور آپ سے مخصوص اوقات میں دعاؤں کا طالب ہوں۔ گرفتاری کا سبب میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ آپ کا کیس معمولی ہے ورنہ اس وقت جب سپاہی ہتھکڑی ڈال کر آپ کو لایا تھا میں آپ کی ہتھکڑی نہ کھلواتا۔

مختصر یہ کہ مسلسل سوالات کے باوجود میرا جرم میرے بار بار پوچھنے کے بعد بھی مجھے نہ بتایا بلکہ یہی کہتے رہے کہ میرا معاملہ اہمیت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود میری رہائی میں تاخیر کی اور بغیر اظہار جرم مجھے مدینہ منورہ کی حاضری سے موقوف رکھا۔ اور گیارہ دنوں کے بعد جب مجھے جدہ روانہ کیا گیا تو میرے ہاتھوں میں جدہ ائیر پورٹ تک ہتھکڑی پہنائے رکھی اور راستہ میں نماز ظہر کے لئے موقع بھی نہ دیا گیا اس وجہ سے میری نماز ظہر بھی قضا ہوگئی [۱۹]۔

بین الاقوامی احتجاجی مظاہرہ:

ستمبر ۱۹۸۶ء مطابق ۱۴۰۷ھ دوران حج حضور تاج الشریعہ کو حکومت سعودی عرب نے مکہ مکرمہ میں بلا جرم صرف غلبہ نجدیت کی خاطر گرفتار کر کے گیارہ دن قید و بند میں رکھا۔ اور مزید ستم یہ کہ انہیں دیار حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے بھی محروم کر دیا۔ لیکن حضرت اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہے اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔

آپ کی گرفتاری سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی، اور نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بیشتر اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں سواد اعظم اہلسنت کے احتجاجات کا لمبا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اخبارات و رسائل نے بھی جانشین مفتی اعظم ہند کی اس بیجا گرفتاری کی مذمت کی۔ ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ، رضا اکیڈمی ممبئی، سنی جمعیۃ العلماء، جمعیۃ علمائے پاکستان اور چھوٹی بڑی انجمنوں اور جماعتوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے پورے برصغیر میں کئے اور حکومت سعودیہ سے معافی کا مطالبہ کیا۔

شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز سے ملاقات:

حضرت کی گرفتاری کے ردعمل میں قائدین ملت نے لندن میں سعودی حکومت کے بادشاہ شاہ فہد، شہزادہ عبداللہ اور ترکی بن عبدالعزیز وزیر مملکت سے طویل ملاقاتیں کیں، جن میں علامہ ارشد القادری، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید غلام السیدین، مولانا شاہد رضا نعیمی، شاہ محمد جیلانی صدیقی مولانا یونس کاشمیری، مولانا عبدالوہاب صدیقی اور شاہ فرید الحق اور دیگر علمائے اہلسنت نے سعودی حکمرانوں کے سامنے پرزور انداز میں گرفتاری کے خلاف احتجاج درج کرایا، اور حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو اپنے عقیدہ کے مطابق نماز پڑھنے اور دیگر ارکان ادا کرنے دینے کا مطالبہ کیا، جس پر ان سربراہان مملکت نے فوراً منظور کرلیا اور امت مسلمہ کے لئے سعودی حکومت نے ایک اعلانیہ جاری کیا۔

حرمین شریفین میں ہر مسلک و مذہب کے لوگ اب آزادانہ طریقوں سے عبادت کریں گے، کنزالایمان پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے، مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے، اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقوں پر ہوں گی، کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا، سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی [۲۰]۔

بالآخر قربانی رنگ لائی اہلسنت کے احتجاجات نے حکومت سعودیہ کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا اور لندن میں سعودی فرماں روا شاہ فہد کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ حرمین شریفین میں ہر مسلک کے لوگوں کو ان کے طریقوں پر عبادات کرنے کی آزادی ہوگی ارکان ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ میں شاہ فہد اور ان کے بھائی پرنس ترکی ابن عبدالعزیز شہزادہ عبداللہ سے ملاقات کر کے اختلافی مسائل پر مذاکرہ کے سلسلہ میں گفتگو کی۔ علامہ ارشد القادری نے سعودی سفیر کو بزبان عربی ایک میمورنڈم بھی دیا۔

۲۱ رمئی ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو سعودی سفارت خانہ دہلی سے حضرت کے دولت کدہ پر ایک فون آیا اور خود سفیر سعودیہ برائے ہندوستان مسٹر فواد صادق مفتی نے آپ کو یہ خبر دی کہ حکومت سعودیہ عرب نے آپ کو زیارت مدینہ منورہ اور عمرہ کے لیے ایک ماہ کا خصوصی ویزا دیا اور ہم آپ سے گزشتہ معاملات میں معذرت خواہ ہیں

حضرت ۲۴ر مئی ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ کو سعودی فلائٹ سے وایا جدہ مدینہ منورہ پہنچے۔ سعودی سفارت خانہ نے آپ کی آمد کی اطلاع ٹیلیکس کے ذریعہ جدہ اور مدینہ ہوائی اڈوں پر دیدی تھی، سعودی سفیر مسٹر فواد صادق نے اس معاملہ میں کافی دلچسپی لی، حضور ازہری میاں عمرہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر سعودی میں سولہ روز قیام کے بعد وطن واپس آئے، دہلی ہوائی اڈہ اور بریلی جنکشن پر ہزاروں عقیدت مندوں اور مریدین نے پر جوش استقبال اور خیر مقدم کیا[۲۱]۔

عزیز قارئین! مذکورہ واقعہ سے آپ نے بخوبی محسوس کرلیا ہوگا کہ تاج الشریعہ نے نجدی حکومت کو خاطر میں نہ لاکر جیل اور بے جا ظلم سے کس طرح بے خوف ہوکر علمِ سنیت بلند فرمایا، یقیناً یہ حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی اور بے باکی کا منہ بولتا ثبوت ہے، نیز اس واقعہ سے یہ بھی واضح ہوگیا ہوگا کہ حق وصداقت کا پرچم بلند کرنے والا کبھی مغلوب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ ایسے ہی لوگ غالب رہتے ہیں۔

مرکزی دارالافتاء کا قیام:

حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد آپ ہی مرجع فتوی رہے، اسی لیے شرعی معاملات کے حل کے لیے لوگوں کا رجحان آپ ہی کی جانب ہونے لگا اور آپ کے پاس دنیا بھر سے بکثرت سوالات آنے لگے چنانچہ ضرورت محسوس کرتے ہوئے ۱۹۸۱ء کو مرکزی دارالافتاء کی بنیاد ڈالی، اولا تین مفتیان کرام، حضرت قاضی مفتی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ، مولانا مفتی ناظم علی بارہ بنکوی اور مولانا مفتی حبیب رضا بریلوی کا تقرر فرمایا۔

رفتہ رفتہ یہ سلسلہ دراز ہوتا گیا، دارالافتاء میں سوالات کی بھر مار لگنے لگی، بسا اوقات دس دس مفتیان کرام سوالات کے جوابات تحریر فرماتے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ان پر تصدیقی دستخط ثبت فرماتے، اس کے علاوہ ہر جمعرات کو ''ازہری گیسٹ ہاؤس'' کے ہال میں بعد مغرب تا عشا بیٹھتے جہاں شہر وبیرون شہر کے افراد کثرت سے آکر سوالات دریافت کرتے، حضرت ان کے زبانی جوابات دیتے، جمعہ کے دن بعد نماز عشا شہر بریلی کی مختلف مساجد میں ''سوال وجواب'' کا پروگرام جاری رہتا، ان مساجد میں بھی لوگ اپنی علمی تشنگی بجھاتے، اس کے علاوہ ہر اتوار کو بعد نماز عشا 09:00 تا 10:00 بجے رات دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کا جواب دیتے۔

جامعۃ الرضا کا قیام:

مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ نے فرمایا ”العلم نور“ یعنی علم روشنی ہے جس سے جہل وبربریت، ضلالت وگمراہیت اور فسق وفجور کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھٹتی ہے، ہاں ہاں یہی وہ نور ہے جسے پاکر کوئی صداقت کے پیکر بنے تو کوئی عدالت کے تاجور، کوئی سخاوت کے شہ سوار تو کوئی شجاعت وبہادری کے بحر ناپیدا کنار، اسی علم کی روشنی حاصل کرکے از آدم تا ایں دم صاحبان علم آفتاب ومہتاب بن کر افق رشد وہدایت پر چمکتے رہے اور بندگان خدا عقیدۂ توحید ورسالت میں پختگی، عملی ترقی، معاشرتی فلاح وبہبود کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن جونہی علم سے ناواقفیت اور بے توجہی ہوئی، اعتقادی تزلزل، ایمانی ضعف، فکری جمود، عملی انحطاط، اور معاشرتی فساد جیسے جراثیم جنم لینے لگے اور آج ہماری نگاہوں کے سامنے جو بھی تھوڑی بہت اسلامی چمک دمک اور صحیح ایمان وعقیدہ کی جلوہ سامانی ہے وہ دینی مدارس، اسلامی معاہد، مذہبی دانش گاہوں کی برکات وفیضان ہیں، حضور تاج الشریعہ نے افتا وقضا، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف اور دیگر اہم کاموں کی طرح اس باب میں بھی اہم کردار ادا فرمایا ہے یہ سچ ہے سرزمین بریلی میں کئی مدارس ہیں جہاں سے ہر سال علما وفضلا، حفاظ وقرا کی بھاری کھیپ نکلتی ہے مگر اس کے باوجود ایک ایسے ادارہ کی ضرورت تھی جہاں عظیم پیمانے پر طالبان علوم نبویہ اپنی علمی پیاس بجھا سکیں چنانچہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم جیسے انگریزی، ریاضی، اور کمپیوٹر وغیرہ پر عبور حاصل کرکے قوم وملت کی وسیع پیمانے پر خدمت کرسکیں اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مرکز اہل سنت بریلی شریف سے کچھ دوری پر متھرا پور سی بی گنج میں علم وحکمت کا ایک عظیم قلعہ تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا اور ۲۴ر صفر المظفر ۱۴۲۱ھ ۲۹ر مئی ۲۰۰۰ء بروز پیر عرس رضوی کے حسین موقع پر آپ ہی کے دست حق پرست سے اس کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا، آپ نے اس کا نام ”مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا“ تجویز فرمایا، دیکھتے ہی دیکھتے ملک وملت کی معیاری دانش گاہ بن کر ابھرا اور قلیل مدت میں اپنے اچھوتے نظام تعلیم وتربیت کی وجہ سے عوام وخواص کا مرکز نگاہ بن گیا اور آج بھی پورے آب وتاب کے ساتھ لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ اسے حاسدوں کے حسد سے بچائے، آمین

مرکز الدراسات الاسلامیہ کے بنیادی مقاصد:

(۱) ذی استعداد و باصلاحیت علماء کی ٹیم تیار کرنا۔
(۲) فقہ وافتاء کے ماہر افراد پیدا کرنا۔
(۳) عربی بولنے، لکھنے پر قدرت رکھنے والے ماہرین کی جماعت تیار کرنا۔
(۴) انگریزی زبان و بیان پر مہارت رکھنے والے حضرات پیدا کرنا۔
(۵) اسلامی فکر کے حاملین متصلب فی الدین اسکالر فراہم کرنا۔
(۶) بلند اخلاق وکردار سے لیس دینی دعوت پیش کرنے والی جماعت تیار کرنا۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ مذکورہ مقاصد کی تکمیل کے لیے متعدد کلیات وشعبہ جات پر جنگی پیمانہ پر سرگرم عمل ہے، اس ادارہ کے فارغین دینی تربیت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم جیسے کمپیوٹر، اور انگریزی بول چال اور خط وکتابت پر بھی عبور رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے دن دونی رات چوگونی ترقی عطا فرمائے، اس گلشن تاج الشریعہ کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے اور باد صرصر سے محفوظ فرمائے۔

شرعی کونسل آف انڈیا کا قیام:

اس دور جدید میں نت نئے مسائل کا پیدا ہونا عام سی بات ہے، ہم جدھر رخ کریں کوئی نہ کوئی حادثہ اور واقعہ ہماری فقہی توجہ کا طالب ہے، ایسے نو پید مسائل کے شرعی حل کے لیے علما وفقہا کی فکری وقلمی کاوشیں وقت کا اہم تقاضا تھیں، جانشین مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری نور اللہ مرقدہ نے وقت کی پکار سن کر ایک ایسا پلیٹ فارم تیار کیا جہاں ملک کے باصلاحیت علما وفقہا جمع ہو کر اپنی فقہی بصیرت کو بروئے کار لائیں اور جدید مسائل کا حل تلاش کر سکیں، آپ نے اس کا نام ''شرعی کونسل آف انڈیا'' مقرر فرمایا۔

شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا قادری مدظلہ، ناظم شرعی کونسل آف انڈیا نے پہلے فقہی سیمینار کے خطبۂ استقبالیہ میں شرعی کونسل کی اہمیت اور قیام کے تعلق سے فرمایا:

> آج کے حالات سے کون آشنا نہیں، اس پرفتن دور کے حالات ومعاملات عجیب وغریب ہیں، جگہ جگہ نئے مسائل کا سامنا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ذی صلاحیت،

فقہی بصیرت رکھنے والے علما دن بدن کم ہوتے جارہے ہیں اور جو افتاء کے اہل نہیں مفتیان کرام کی مسند پر بیٹھے ان کا قلم سنبھالے ہوئے جیسا عوام چاہتی ہے بے چوں چرا ویسا ہی فتویٰ صادر فرمارہے ہیں اور ماہرین افتا ہیں تو ان کے سامنے مختلف مصروفیات درپیش ہیں، اس لئے عوام وخواص کو اختلاف سے بچانے اور صحیح راہ بتانے کے لئے ''شرعی کونسل'' وجود میں آئی۔ سیدی والد گرامی حضور تاج الشریعہ فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا قادی ازہری دام ظلہ العالی نے عرصۂ دراز سے شدت کے ساتھ ایک ایسی مجلس کے قیام کی آرزو کی تھی جس میں ماہرین افتاء شریک ہوں اور قرآن وحدیث اور فقہائے احناف کے اقوال، تحقیقات وترجیحات کی روشنی میں امت کو درپیش جدید مسائل کا حل بتا کر رہنمائی کریں۔

آخر کار ۷ رجمادی الاخر مطابق ۸ راگست ۲۰۰۳ء بروز جمعہ اس مجلس کا قیام عمل میں آیا اور والد گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے مجلس کا نام ''شرعی کونسل آف انڈیا'' تجویز فرمایا جو گیارہ قواعد وضوابط اور سات کمیٹیوں پر مشتمل ہے ''شرعی کونسل''، کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۰ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ کو تین ایجنڈوں پر مشتمل ایک میٹنگ ہوئی جس میں اتفاق رائے سے ''شرعی کونسل'' کے قواعد وضوابط طے ہو گئے [۲۲]۔

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی خود شرعی کونسل کے تعلق سے فرماتے ہیں:

آج جدید مسائل کے شرعی حل کے لیے فقیہانہ بصیرت کے حامل افراد کی علمی وفقہی تحقیقات کی اشد ضرورت ہے۔ بدمذہب فقہ اسلام کی اصلی روح کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔ عوام کی سہولت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ میں من مانی تحریف کررہے ہیں ،جدید ذرائع ابلاغ پر شکنجہ کس کر اپنے باطل نظریات، غلط مسائل اور زہریلے اثرات کو پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے ہیں اور نتیجۃً سنی عوام رفتہ رفتہ ان کے دام فریب میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔ مجھے عرصۂ دراز سے ان فرقہائے باطلہ کی مذکورہ سرگرمیوں سے شدید فکر لاحق رہی، میری دینی غیرت وحمیت مسائل جدیدہ کے صحیح حل

کے لئے ایک ''شرعی کونسل'' کے قیام کا شدت سے احساس دلاتی رہی جو فقیہا نہ صلاحیتوں سے حامل افراد پر مشتمل ہو جو اپنی علمی ذکاوت اور فقیہانہ فراست سے ان مسائل کا صحیح حل نکال سکیں۔

ظاہر ہے کہ ہر کس وناکس ان مسائل کا شرعی حل تلاش کرنے کا اہل نہیں ہے، اور اس دور کم مائیگی میں نہ ہر فقہی بصیرت رکھنے والا فرد واحد یہ کارنامہ انجام دے سکتا ہے اور اگر کوئی مفتی اپنی خداداد فقہی صلاحیتوں سے ان مسائل کے صحیح احکام کا استخراج کر بھی لے تو اندیشہ ہے کہ دیگر علما یہ کہہ کر تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے کہ یہ فلاں کا ذاتی نظریہ ہے، یہ فلاں کا قیاس ہے یہ متون وشروح وفتاویٰ کے خلاف ہے، اقوال مجتہدین سے متصادم ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ایک ''شرعی کونسل'' کا قیام ناگزیر ہو جاتا ہے۔ تاکہ جدید مسائل میں سب کے غور وفکر کے بعد کوئی متفقہ حل تلاش کیا جا سکے۔

بحمد اللہ! دلی تمنائیں پوری ہوئیں اور ۸/ اگست ۲۰۰۳ء ۷/ رجمادی الآخر ۱۴۲۴ھ کو ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کا قیام عمل میں آیا'' [۲۳]۔

شرعی کونسل آف انڈیا اب تک پندرہ سیمینار منعقد کر چکی ہے، ہر سیمینار تین عناوین پر مشتمل ہوتا ہے۔ اب تک ۴۵ عناوین پر تکمیل بحث کے بعد فیصلے دیئے جا چکے ہیں، جن پر ارکان فیصل بورڈ کے ساتھ جملہ شرکاء مندوبین کے دستخط ثبت ہیں۔ ان فیصلوں کو ماہنامہ سنی دنیا میں ہر سال سیمینار کے بعد نکلنے والے شمارہ میں سیمینار کا خصوصی نمبر کر کے شائع بھی کیا جا چکا ہے، نیز ''فیصلہ جات شرعی کونسل'' کے نام سے گیارہ سیمیناروں کے فیصلوں کا مجموعہ ایک جلد میں مطبوعہ ہے۔

فتنوں کی سرکوبی:

نظام قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ جب بھی دین فطرت کے خلاف باطل نظریات نے سر ابھارا ہے تو اللہ عزوجل نے اس کی سرکوبی اور بیخ کنی کے لیے مردان حق کی جماعت کو اپنے جلوؤں کا مظہر بنا کر بھیجا۔ چنانچہ جب نمرود وفرعون جیسے ظالم وجابر حکمرانوں نے: ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا پرچار و پرسار کر کے عقیدہ توحید کے خلاف محاذ آرائی کی اور اپنی خود ساختہ خدائی کا ڈنکا بجانا چاہا تو اللہ نے حضرت ابرہیم وموسیٰ جیسے جلیل القدر پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور ان فتنوں کو کیفر کردار تک پہونچا دیا،

یونہی سرزمین ہندوستان میں اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا تو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نے اس کی خوب سرکوبی کی، اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی کوششوں سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ فرمایا، اور اسے انجام تک پہونچا دیا۔

مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی پیدائش جس زمانے میں ہوئی وہ زمانہ برساتی مینڈکوں کی طرح فتنوں کے پنپنے کا زمانہ تھا، ہر سو نئے خیالات، مذہب بیزار لیٹریچر اور تصنیفات کا دور دورہ تھا، ہر چہار جانب سے دین وسنیت پر حملے ہو رہے تھے، اہلیان ہند کے ایمان وعقیدے پر ضرب کاری کی ہر ممکن کوشش کی جارہی تھی، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت، وغیرہ اسی زمانے کے اہم فتنے ہیں، مگر اللہ جل مجدہٗ نے باطل فتنوں کو خاک آلود کرنے ہی کے لیے امام اہل سنت کو پیدا فرمایا تھا، پروردگار عالم نے آپ کو گونا گوں خوبیوں کا حامل بنایا تھا، علم وآگہی ،حلم وبردباری، خوف خدا اور تقوی شعاری، شجاعت و بہادری، ہمت وجواں مردی، جیسی صفات وکمالات سے مزین ومرصع فرمایا، دنیا نے دیکھا اعلیٰ حضرت نے کس بے خوفی کے ساتھ اپنے زمانے کے فتنوں کے ساتھ زبردست محاذ آرائی فرمائی جو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا۔ آپ کے بعد شہزادگان کے زمانے میں بھی کئی فتنے اٹھے، جن میں ''تحریک شدھی'' سب سے نمایاں فتنہ تھا۔ جس کے ذریعہ سیکڑوں برس پہلے مسلمان ہونے والے راجپوتوں کو دوبارہ ہندو دھرم قبول کرنے پر مجبور کیا جارہا تھا، کہیں روپے پیسے کا لالچ دے کر تو کہیں زمین جائداد اور گھر بار لوٹنے کی دھمکی دے کر، غرض کہ اس تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کی مہم جاری تھی۔ پھر کیا تھا جونہی اس ناپاک منصوبے کی خبر شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو لگی تو فوراً آپ کی سرپرستی میں امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دس خلفا وتلامذہ پر مشتمل ایک نورانی قافلہ اس فتنہ کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے اور دین سے نہ آشنا مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں نکل پڑا، یہ بندگانِ خدا جذبۂ تبلیغ میں اس قدر سرشار تھے کہ ان اسلام کے مقدس جیالوں کے پایۂ ثبات کو ہزاروں خطرات ومشکلات متزلزل کرسکیں اور نہ ہی نامساعد حالات ان کے حوصلوں کو پست کرسکیں، انہوں نے میرٹھ سے اپنے دورے کا آغاز فرمایا، آگرہ کو جماعت رضائے مصطفیٰ کا مرکز بنایا اور تحریک شدھی کی زد میں جتنے بھی علاقے تھے مثلاً آگرہ،

میرٹھ، بلند شہر، بھرت پور، علی گڑھ، اٹاوا، وغیرہ تمام میں آریہ راجپوتوں سے پُرزور مقابلہ کیا اور بتائید ایزدی تمام باطل لیڈروں کو لاجواب فرما کر ہمیشہ کے لیے اس فتنہ ارتداد کو کچل کر رکھ دیا اور ہندوؤں میں تبلیغ کر کے بہت سارے ہندوؤں کو داخل اسلام بھی فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں بھی کئی فتنوں نے ہاتھ پاؤں پھیلائے جن میں سب سے بڑے دو فتنے تھے۔

(۱) صلح کلیت: اس کا مرکز ''سراواں الہ آباد'' ہے جہاں سے تصوف کے نام پر طریقت کا سہارا لے کر اللہ و رسول کے گستاخوں سے دوستی کا پاٹھ پڑھایا جاتا ہے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور دیگر راہ و رسم رکھنے کا درس دیا جاتا ہے۔

دور حاضر میں اہل سنت کے کئی بڑے ادارے اور تحریکیں صلح کلیت کو فروغ دینے میں منہاجیوں اور ندویوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں، دور حاضر کے صلح کلی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیتے ہیں، بریلی کا راگ بھی الاپتے ہیں، فتاویٰ رضویہ کی بات بھی کرتے ہیں، حالانکہ اعلیٰ حضرت کا نام لینا صرف سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہوتا ہے، درحقیقت یہ سب کے سب مرکز اہل سنت بریلی شریف اور اعلیٰ حضرت کی حیثیت عرفی کے خلاف برسرپیکار رہیں۔

(۲) منہاجیت: جس کا سرغنہ پاکستان کا خود ساختہ مجدد ڈاکٹر طاہر القادری ہے جس نے انسانوں کی مسلم و غیر مسلم میں خانہ بندی کر کے دور حاضر کے مشرک و کافر یہودیوں اور نصرانیوں سے محبت کا زہر ہلاہل پلانے کی ناکام کوشش کی۔ ان میں بہت سے لوگ منہاجی بابا کے زور خطابت سے مبہوت تھے، معمولات و معتقدات اہل سنت پر اس کی رسمی تحریروں سے تذبذب کے شکار تھے، اس کی کھوٹی خدمات کو دیکھ کر ان کے خلاف کچھ لب کشائی کرنے سے گریزاں تھے نیز ان صوفی نما جوگیوں کی بنی بنائی شریعت کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ صوفی ہیں یا جوگی؟

ایسے کٹھن حالات اور مشکل موڑ میں امت نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف لو لگائی، علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے حقیقی جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائی، خداداد صلاحیت اور

ایمانی فراست سے ان کے مکر وفریب کو بھانپ کر انتہائی جرأت و بہادری کے ساتھ پوری امت کو ان دونوں فتنوں سے روشناس کرایا، ان کے شر سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی، ان کی قابل اعتراض عبارتوں کو بطور اتمام حجت ان پر پیش فرمایا مگر جب وہ ان باتوں پر مصر رہے تو ان کے اسلام مخالف نظریات وخیالات سے لوگوں کو باخبر کیا، لوگ یہ سوچتے تھے کہ اتنا بڑا عالم، محقق، مدقق اور مصنف گمراہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مگر آپ اپنے باطنی نور سے اس کے مضر اثرات کو ملاحظہ فرما رہے تھے اسی لیے آپ نے اس کی سرکوبی میں کوئی کسر نہ چھوڑی آپ لوگوں کو یہی بتاتے رہے۔

صلح کلی نبی کا نہیں سنیوں
سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے

آپ نے پوری زندگی لوگوں کو اپنے اسلاف کے مشن پر گامزن رہنے کی دعوت دی جسے ہمارے زمانے میں بطور نشان ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کہا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے
ایک پہچان دین نبی کے لیے
مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

کتابیات

[۱] ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء ص: ۱۴۔
[۲] ماہنامہ استقامت کانپور، شمارہ رجب ۱۹۸۳ء، ص: ۱۰۱۔
[۳] سوانح تاج الشریعہ، ص: ۲۰۔
[۴] حیات تاج الشریعہ، ص: ۲۹، مطبع اسلامک ریسرچ سینٹر۔

[۵] ماہنامہ استقامت کانپور، ص: ۱۵۱، شمارہ سابق۔

[٦] حیات تاج الشریعہ، ص: ٦ ۳، مطبع سابق۔

[۷] فتاویٰ تاج الشریعہ، ج: ۱، ص: ۱۳۔

[۸] تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۳۸٦۔

[۹] سوانح تاج الشریعہ، ص: ۳۷۔

[۱۰] تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۴۷۔

[۱۱] المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند مترجم، ص: ۴٦۔

[۱۲] المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند مترجم، ص: ۴۹۔

[۱۳] کیمائے سعادت مترجم، ص: ۳۸۵۔

[۱۴] فتاویٰ عالمگیری، ج: ۵، ص: ۳۵۳۔

[۱۵] حیات تاج الشریعہ، ص: ۸٦، مطبع سابق۔

[۱٦] حیات تاج الشریعہ، ص: ۸۹، مطبع سابق۔

[۱۷] سوانح تاج الشریعہ، ص: ٦۳؍ ٦۴۔

[۱۸] سوانح تاج الشریعہ، ص: ۴۲۔

[۱۹] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲؍ربیع الاول، ۱۴۰۷ھ

[۲۰] روزنامہ الاحرام، قاہرہ، ۱۲؍ربیع الاول، ۱۴۰۷ھ

[۲۱] سوانح تاج الشریعہ: ص ٦۱؍ ٦۲۔

[۲۲] فیصلہ جات شرعی کونسل۔ص: ۲۱۔

[۲۳] فیصلہ جات شرعی کونسل، ص: ۲۲۔

مفتی محمد عبدالرحیم نشترؔ فاروقی
اڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا، بریلی شریف

حضور تاج الشریعہ سیرت وشخصیت

اہل دنیا صدیوں سے شہرت ومقبولیت کے طلب گار رہے ہیں اور اس کے حصول کے لیے اپنے طور پر ہر چھوٹے بڑے، اچھے برے اور جائز وناجائز طریقے بروئے کار لاتے رہے ہیں، کوئی اہل حکومت کی چاپلوسی کر کے حصول شہرت کا سامان کرتا ہے تو کوئی اہل ثروت کی مدح خوانی کر کے ،کوئی فن کاری کا جوہر دکھا کر اپنی مقبولیت کے جھنڈے گاڑتا ہے تو کوئی علم وحکمت کے کرشمے دکھا کر ،لیکن ان کی یہ شہرت ومقبولیت وقتی اور عارضی ہوتی ہے جو چند دنوں تک اپنی چمک دمک بکھیر کر بالآخر گمنامیوں کے صحرا میں نسیاً منسیا ہو جاتی ہے، جبکہ اسی دنیائے نئے رنگ وبو میں کچھ ایسے بھی نفوس قدسیہ ہیں جنھیں شہرت ومقبولیت کی سوغات بارگاہ ایزدی سے عطا کی جاتی ہے جو مرور ایام کے ساتھ ساتھ کم ہونے کے بجائے مزید ترقی کے بام عروج کی طرف گامزن رہتی ہے یہاں تک کہ اس دنیا کو خیر آباد کہنے کے بعد بھی ان کی شہرت ومقبولیت کا پھریرا حیات ظاہری کے بالمقابل زیادہ آن بان شان سے لہراتا ہوا نظر آتا ہے۔

شہرت ومقبولیت کی یہ سوغات کس طرح اور کس کو ملتی ہے، اس سلسلے میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل علیہ السلام فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء قال ثم یوضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض اللہ عبدا دعا

جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضه قال فیبغضه جبرئیل ثم ینادی فی اهل السماء ان الله یبغض فلانا فابغضوه قال فیبغضونه ثم توضع له البغضاء فی الارض۔

یعنی بے شک جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بناتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو اپنا محبوب رکھتا ہے، اے اہل سما! تم بھی اس سے محبت کرو، تو سارے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر اس بندے کی شہرت ومقبولیت اہل زمین میں عام کر دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرماتا ہے: اے جبرئیل! میں فلاں بندے سے نفرت کرتا ہوں، تم بھی اس سے نفرت کرو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں پھر فرشتوں میں یہ اعلان فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے نفرت فرماتا ہے، اے فرشتو! تم بھی اس سے نفرت وعداوت کرو، تو فرشتے اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں پھر اہل زمین میں اس کی نفرت وعداوت عام کر دی جاتی ہے۔ [مسلم شریف، ۲/۳۳۱]

اس حدیث پاک سے واضح ہوا کہ خلق خدا میں شہرت ومقبولیت عامہ اس کو نصیب ہوتی ہے جسے خالق کائنات نے اپنا محبوب بنالیا ہو، اور اللہ اسی سے محبت فرماتا ہے جو اس کا مطیع وفرماں بردار، رسول کردگار کا جاں نثار، متقی وپرہیز گار اور شریعت کا پاسدار ہو، اور اہل دنیا میں نفرت وعداوت بھی اسی کے لئے عام ہوتی ہے جس سے اللہ رب العزت نفرت وعداوت فرماتا ہے اور اللہ اسی سے نفرت وعداوت فرماتا ہے جو اللہ کا نافرمان، رسول کا غدار اور شریعت کا گنہگار ہوتا ہے۔

تو جس پر خلق خدا پروانہ وار نثار ہونے لگے، سمجھ لیجئے کہ یہ بندہ خالق کائنات کا فرماں بردار، جان کائنات کا وفادار اور شریعت کا تاجدار ہے اور جس سے خلق خدا دور ونفور ہونے لگے، سمجھ جائیے کہ یہ بندہ مغضوب بارگاہ الٰہی اور معتوب رسالت پناہی ہے۔

تاج الشریعہ کی حیات مبارکہ کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے

گا کہ آپ اس حدیث پاک کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، بارگاہ رب العزت اور تاجدار رسالت کے در سے چلنے والی شہرت ومقبولیت کی اس باد بہاری نے تاج الشریعہ کو جیسے ہی اپنے سرمدی حلقے میں لیا، خلق خدا دیوانہ وار آپ پر نثار ہونے لگی، نہ معلوم کہاں کہاں سے پروانوں کا سیلاب امنڈ نے لگا، آپ کی شخصیت اپنے اکابر واصاغر، عوام وخواص اور ملک وبیرون ملک میں یکساں مقبول ومعتبر ہوگئی، آپ کا علمی جاہ وجلال، حسن وجمال کی تمکنت، تقویٰ وطہارت اور تصلب فی الدین کا شہرہ ہند وسندھ کی سرحد پار کرکے بلاد عرب وعجم کے عوام وخواص اور علما ومشائخ کے دلوں کو گدگدانے لگا، ہر ایک فرد تاج الشریعہ کو علم وحکمت اور فکر وفن کا دریا تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

ناموس رسالت کی پاسبانی اور شریعت مصطفی کی پہرا داری کے سبب آپ کو نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہ تاج زرّیں عطا ہوا کہ کل تک دنیا جسے نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری کے نام سے جانتی تھی آج وہ عرب وعجم کا ''تاج الشریعہ'' ہو گیا۔

یہ شہرت عامّہ اور مقبولیت تامّہ اس امر کی غماز ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور تاج الشریعہ کو اپنے خاصان بارگاہ اور محبوبین خاص میں شامل فرما کر مخلوق کا مرکز عقیدت بنا دیا ہے، چنانچہ آج علمائے دہر ہوں یا مشائخ عصر، اپنے ہوں یا بیگانے، چھوٹے ہوں یا بڑے، جسے دیکھو آپ کی مقناطیسی شخصیت کا گرویدہ اور آپ کی زلفوں کا اسیر ہے، جس طرف نگاہ اٹھاؤ آپ ہی کے علم وفضل کا چرچہ اور جس کسی سے پوچھو آپ ہی کا قصیدہ خواں ہے۔

یہ شہرت ومقبولیت، یہ علمی جلال واعتبار اور یہ تصلب وتقویٰ روز افزوں ہے، ایسا لگتا ہے کہ ہر صبح آپ کے لیے شہرت ومقبولیت کی نئی اونچائیاں لاتی ہے اور ہر شام آپ کے لیے حقیقت ومعرفت کے نئے باب کھولتی ہے، ہر دن آپ کو علم وفضل اور فکر ونظر کی نئی جہتیں دیتا ہے اور ہر رات آپ کے تقویٰ وطہارت کو بالیدگی کی نئی سوغات پیش کرتی ہے۔

راقم کو ۱۹۹۶ء سے حضور تاج الشریعہ کے شب وروز اور صبح وشام کو بڑے قریب سے مشاہدہ کرنے کا شرف حاصل ہے، اس دوران آپ کی صبح بھی دیکھی اور شام بھی، دن بھی دیکھا اور رات بھی، آنے جانے والوں کے ساتھ حسن سلوک بھی دیکھا اور اخلاق وکردار کے جواہر پارے بھی، علمائے کرام کی قدر ومنزلت کے جلوے بھی دیکھے اور محبت ومروّت کے مسحور کن آبشار بھی، جمال

صدیقی کی ٹھاٹھیں مارتی موجیں بھی دیکھیں اور جلال فاروقی کے باطل سوز شرارے بھی، سخاوت عثمانی کی حلاوت آفریں بہاریں بھی دیکھیں اور شجاعت علی کے جرأت افزا نظارے بھی۔

ایمان واسلام کی دولت سے محروم انسان آپ کی ایک ہی نور بار جھلک پا کر منزل مقصود سے بھٹک جانے کا احساس کرلیتا ہے اور یہ احساس اسے اس وقت تک بے قرار و بے چین رکھتا ہے جب تک کہ وہ دولت ایمان سے سرفراز نہیں ہوجاتا، ہزاروں لاکھوں گم گشتگان راہ صرف آپ کے چہرے حق نما کو دیکھ کر ایمان واسلام کی ابدی نعمت کا حصول کرکے آپ کے دادا ''حجۃ الاسلام'' کی یاد تازہ کرچکے ہیں۔

تقویٰ وطہارت، تصلب فی الدین، حق گوئی و بے باکی، احترام سادات، اکرام علما و مشائخ، طلبائے مدارس کی خبر گیری اور خورد نوازی جیسی خوبیاں گو کہ آپ کے اجداد کا خاصہ رہی ہیں اور کہا جاسکتا ہے کہ یہ خوبیاں آپ کو اپنے اسلاف سے ورثے میں ملی ہیں

جامعۃ الرضا میں جب آپ کا ورود مسعود ہوتا ہے تو چائے ناشتہ وغیرہ میں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں، انہیں اپنی جیب خاص سے ادا فرماتے ہیں اور یہ تلقین فرماتے ہیں کہ ہر حال میں میرے اوپر ہونے والے اخراجات مجھ سے لے لئے جائیں، جامعہ کی طرف سے کوئی بھی رقم مجھ پر ہرگز ہرگز نہ صرف کی جائے۔

تصلب فی الدین: تصلب اور استقامت علی الدین آپ کے اجداد کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا ہے، احکام شرع میں کبھی کوئی ادنیٰ سی بھی لچک برداشت نہیں، کبھی کسی مصلحت کی قربان گاہ پر شرعی تقاضوں کی بلی نہیں چڑھائی، کبھی کسی اپنے کے ہاتھوں دینی غیرت وحمیت کا خون نہیں ہونے دیا، حتیٰ کہ امام اہل سنت نے تو احکام شرع کے معاملہ میں خود اپنی ذات کو بھی نہیں بخشا، احمد رضا! مانا کہ بریلی کی گرمی تجھے روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتی لیکن بھوالی کا موسم اعتدال تو تجھے اپنے یہاں بلا کر سحر وافطار کے برکات وانوار لٹانا چاہتا ہے اور تو اس امر پر قادر بھی ہے، لہذا تجھ پر واجب ہے کہ ایام رمضان میں تو وہاں کا قیام اختیار کرے۔

تاج الشریعہ نے اپنے بزرگوں کی اس روایت کی چمک کبھی ماند نہیں پڑنے دی، آپ کا تصلب فی الدین بھی جگ ظاہر ہے، آج دنیا میں ہر طرف ٹی وی، ویڈیو اور فوٹو گرافی کی لعنت عام

ہوگئی ہے اور تقریباً ہر خاص وعام، جاہل وعالم اور چھوٹا بڑا اس بلا میں ملوث نظر آتا ہے، ایک آپ ہی کی ذات گرامی ایسی ہے جو بلا ضرورت شرعیہ ان سب خرافات سے دور ونفور ہے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ کراچی پاکستان کی انٹرنیشنل میلاد کانفرنس میں آپ مدعو تھے، ہند وپاک کے علاوہ دیگر ممالک کے علما ومشائخ اور خانقاہوں کے سجادگان کا ایک جم غفیر پہلے ہی سے وہاں موجود تھا، ویڈیوگرافی کے ساتھ ساتھ غالباً پورے پروگرام کو لائیو ٹیلی کاسٹ کرنے کا بھی انتظام تھا، اس کانفرنس میں شریک تمام علما ومشائخ بے روک ٹوک ویڈیوگرافی کا حصہ بن رہے تھے، کسی نے بھی اس سے اعراض کی کوشش نہیں کی، جب حضور تاج الشریعہ کو اس کی خبر ہوئی تو سخت برہم ہوئے اور قیام گاہ ہی سے واپسی کا قصد فرمالیا، یہ صورت حال دیکھ کر منتظمین کانفرنس پریشان ہوگئے، طرح طرح کی منتیں، سماجتیں کیں، حالات وضرورت کی دہائیاں دیں، لیکن سب بے کار! بالآخر اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے تمام کیمرے ہٹوانے اور ویڈیوگرافی بند کرانے کا عہد کیا تب کہیں جاکر آپ نے واپسی کا ارادہ ملتوی فرمایا اور اسٹیج پر جانے سے قبل اپنے ایک معتمد آدمی کو حکم دیا کہ وہاں جاکر دیکھو کہ کہیں کوئی خفیہ کیمرہ تو موجود نہیں؟ جب اس آدمی نے آکر آپ کو مکمل یقین دہانی کرائی کہ حضور اب وہاں کہیں بھی کوئی کیمرہ نہیں اور نہ ہی کوئی ویڈیوگرافی ہورہی ہے، اس کے بعد آپ اسٹیج پر تشریف لے گئے۔

تاج الشریعہ کے تصلب اور استقامت علی الدین کا ایک اور مشہور واقعہ اس وقت معرض وجود میں آیا جب آپ ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۹۸۶ء میں تیسرے حج کے لیے تشریف لیے گئے، اس دوران آپ اپنے رفقا کے ساتھ نمازیں الگ پڑھ رہے تھے اور دیگر سنی حجاج کرام کو بھی الگ نمازیں پڑھنے کی تلقین فرمارہے تھے، بایں سبب سعودی حکومت نے آپ کو گرفتار کرلیا، جیل میں وہابی ائمہ کے پیچھے نماز کے عدم جواز پر حکومت کے زرخرید علما سے آپ کا مباحثہ اور مناظرہ ہوا جس میں آپ نے اپنے مبرہن ومدلل جواب سے سعودی علما کو لاجواب کردیا، اس موقع پر حکومت نے آپ کو بزور طاقت بھی اپنا موقف بدلنے پر مجبور کرنا چاہا لیکن اس مرد حق پرست کی جرأت وہمت کو سلام کہ حکومت کا کوئی بھی حربہ آپ کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہ سکا۔

حق گوئی وبے باکی: حق گوئی وبے باکی علمائے حق کی شان اور پہچان ہوا کرتی ہے، وہ اعلائے

کلمۃ الحق میں کسی اپنے بیگانے، بڑے چھوٹے اور شاہ وگدا میں امتیاز نہیں برتتے اور نا ہی وقت کے کسی صاحب اقتدار سے مرعوب ہوا کرتے ہیں، حق وصداقت کا بانگ دہل اعلان کرتے ہیں، وہ اس بات کی بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ان کا یہ قدم وقت کے کسی شہنشاہ کے مخالف جارہا ہے یا کسی کوتاہ کے موافق، چنانچہ تاج الشریعہ کی حق گوئی وبے باکی کا عالم یہ ہے کہ خلاف شرع امور میں بڑے سے بڑے اہل علم وفضل، چوٹی کے صاحبان اقتدار اور نامور مال داروں کی بھی کوئی رعایت نہیں فرماتے، جو حق ہے اس کا بانگ دہل اظہار فرمادیتے ہیں، کبھی کسی کی ناراضگی یا کسی ذاتی نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔

مذکورہ انٹرنیشنل میلاد کانفرنس کراچی پاکستان کے اسٹیج پر دیگر خانقاہوں کے سجادگان کے ساتھ ساتھ خانقاہ غوث اعظم کے

سجادہ نشیں بھی موجود تھے، انہوں نے کوٹ پینٹ کے ساتھ ٹائی بھی لگا رکھی تھی، جیسے ہی حضور تاج الشریعہ کی نگاہ ٹائی پر پڑی، آپ نے فوراً برسر اسٹیج مجمع عام میں ٹائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ ''حضور یہ ٹائی یہود ونصاریٰ کا مذہبی شعار ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے'' اس وقت تھوڑی دیر کے لیے اہل اسٹیج بلکہ تمام مجمع پر سکتہ طاری ہوگیا، ہر ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے، کیوں کہ بھرے مجمع میں کسی عظیم ترین شخصیت کو اس کے خلاف شرع عمل کے لیے ٹوکنے کی جرأت وجسارت کرنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں تھی، لیکن آپ کمال اطمینان وسکون سے مسئلہ کی تفہیم فرماتے رہے، حق کی کشش ملاحظہ فرمایئے کہ جب غوث اعظم کے سجادہ کو مسئلہ کی باریکی سمجھ میں آگئی تو آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور نہایت ہی خوش دلی کے ساتھ اپنی ٹائی اتاردی، نیز آپ کے ساتھ بیٹھ کر کافی دیر تک دیگر مسائل پر گفتگو فرماتے رہے، اس وقت اسٹیج پر موجود چند آور شخصیات چیں بجبیں بھی ہوئیں مگر کوئی مرد حق آگاہ کب اس کی پرواہ کرتا ہے جو آپ کرتے۔

احترام سادات: علمائے ربانیین کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ جان ایمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ آپ کی آل واصحاب سے بھی عقیدت ومحبت کرتے ہیں، ان کے ادب واحترام اور ان کی تعظیم وتوقیر میں اپنی بلندیٔ شان تصور فرماتے ہیں، راقم نے بارہا یہ منظر اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھا ہے کہ جب بھی اہل سادات تشریف لاتے ہیں تو آپ فوراً ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں

اور اس وقت تک کھڑے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بیٹھ نہیں جاتے بعض مواقع پر یہ بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ عام لوگوں کی طرح مصافحہ کے بعد اہل سادات بھی نیچے بیٹھ گئے ،لیکن جب ان کا تعارف ہوا تو آپ نے فوراً کھڑے ہو کر فرمایا : **استغفر اللہ !** آپ نیچے کیوں بیٹھ گئے ؟ یہاں صوفے پر تشریف رکھیں ،حتیٰ کہ ضعف سماعت و بصارت اور جسمانی کمزوری و نقاہت کے باوجود آج کل بھی سادات کرام کے ساتھ آپ کا یہی شیوہ تھا۔

آخری ایام میں سادات بلگرام میں سے چند حضرات ملاقات کی غرض سے تشریف فرما تھے، ملاقات اور گفت وشنید کے بعد جب حضرات سادات رخصت ہونے لگے تو آپ دولت کدے کے اندر تشریف لے گئے اور واپس آ کر اہل سادات کو نذرانہ پیش کیا، پھر دست بوسی کر کے انہیں رخصت کیا اور دیوان پر بیٹھ گئے ،اتنے میں حضرات سادات میں سے کچھ لوگ واپس ہوئے اور آپ سے کچھ ارشاد فرمایا ، اس وقت ڈرائنگ روم میں موجود عوام وخواص یہ منظر دیکھ کر انگشت بد نداں ہو گئے کہ وہ تاج الشریعہ ! جس کے سامنے وقت کے بڑے بڑے تاج داران علم وفضل زانوے ادب تہ کرتے ہیں ،وہ اہل سیادت کے سامنے کیسا مؤدب کھڑا ہے ،آپ باوجود ہزار نقاہت کے کھڑے کھڑے ہی ان سے گفتگو فرماتے رہے، اس دوران ضعف بصارت وسماعت کے سبب آپ کو کئی بار ایسا لگا کہ اہل سادات تشریف لے گئے ،لہٰذا آپ بیٹھنے لگے کہ پھر سید صاحب کی آواز آئی اور آپ بیٹھتے بیٹھتے دوبارہ کھڑے ہو گئے ،اللہ اکبر! آپ کے اس عمل نے امام اہل سنت کی یاد تازہ کر دی۔

اکرام علما و مشائخ : حضور تاج الشریعہ علما اور مشائخ کی بھی قدر ومنزلت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر وبیشتر ممالک کے علما و مشائخ آپ کے اخلاق کریمانہ کے والہ و شیدا ہیں اور ہندو پاک کے تقریباً ۹۰ رفیصد اہل علم وفضل آپ کے دامن کرم سے وابستگی پر نازاں وشاداں ہیں ،جن میں علماء وفضلاء ،شعراء وادباء، مشائخ وفصحاء، مفکرین ومحققین ، مصنّفین وقائدین ، ریسرچ اسکالرس ،ڈاکٹرس اور پروفیسرس جیسے ذمہ دار و باوقار افراد شامل ہیں۔

چونکہ اہل علم کی قدر وقیمت اہل علم ہی جانتے ہیں ،اس لئے جب بھی اہل علم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو آپ انہیں کما حقہ عزت وتکریم سے نوازتے ہیں ،مزاج پرسی فرماتے ہیں ، مہمان

نوازی فرماتے ہیں، انہیں اپنی تصانیف وتراجم ہدیہ کرتے ہیں اوران سے اپنی آرا طلب فرماتے ہیں، راقم الحروف بارہا آپ کوعلماومشائخ کے لیے بذات خود ناشتہ وغیرہ لاتے ہوئے دیکھ کرحیران وششدر ہوچکا ہے، یہ تو رہا اکابر کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کا معاملہ! اصاغر کے ساتھ بھی شفقت ومحبت کے گوہر اس طرح لٹاتے ہیں کہ انہیں بھی اپنے کچھ ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے، طلبائے علوم اسلامیہ کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ آپ کے دردولت پر قیام پذیر رہتی ہے، ان کے قیام وطعام اورضروری اخراجات کی کفالت بھی آپ خود ہی فرماتے ہیں۔

تبلیغی اسفار: اللہ رب العزت نے تاج الشریعہ کو وہ مقام ومرتبہ عنایت فرمایا ہے کہ آج دنیا کے ہر گوشے میں آپ کے وابستگان وشیدائیان موجود ہیں، آپ نے دنیا کے اکثر ممالک میں مسلک اہل سنت وجماعت کے حوالے سے اسلام کا آفاقی پیغام پہنچانے کا فریضہ انجام دیا ہے، حیات عزیز کا بیشتر حصہ مختلف ممالک کے تبلیغی اسفار میں گزرا ہے، لوگ ان کے پے در پے اعصاب شکن تبلیغی اسفار کا محض تصور ہی کرکے دنگ رہ جاتے ہیں کہ آج جب ہم ایک آدھ دن کا سفر کرکے ہفتوں سفر کی کلفتوں اورصعوبتوں کا رونا روتے ہیں اور تھکن دور کرنے کے نام پر کئی کئی دنوں تک آرام کی چادرتانے روزمرہ کے معمولات کو معطل کئے پڑے رہتے ہیں لیکن تاج الشریعہ ہیں کہ آج ہفتہ بھر کے سفر سے تشریف لا رہے ہیں اور کل پھر سفر پہ روانگی آج ۱۵؍دنوں کے سفر سے واپسی اور دو چار دنوں بعد ہی پھر روانگی! دولت کدے پر قیام کے ایام بھی طرح طرح کے علمی مصروفیات کی نذر ہوجاتے ہیں، کبھی مرکزی دارالافتا میں اہم اورضروری فتوے کی تصحیح وتصدیق، کبھی کتب ورسائل کی تصنیف وتعریب، کبھی علما کی آپسی ناچاقیوں کا تصفیہ تو کبھی قوم وملت کے درپیش مشکلات ومسائل کا حل، ملاقات اور بیعت کے لیے آنے والوں کا ہجوم اوراپنی پریشانیوں کے ازالہ کے لیے دعاؤں کی درخواست کرنے والوں کا مجمع تو روزانہ کا معمول ہے، غرض کہ آپ کی زیست کا کوئی بھی گوشہ، کوئی بھی لمحہ دین کے لیے جہد مسلسل سے خالی نہیں، ڈاکٹر اقبال نے ایک مرد مجاہد کی ایسی ہی خوبیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

کبھی کبھی تو ہفتوں کے تھکا دینے والے سفر سے شب کے ۱۰؍بجے دولت کدے پر واپسی ہورہی

ہے اور درس بخاری لینے والے علما سے ارشاد فرما رہے ہیں ''کتاب لے کر جلدی آجاؤ رفع ناغہ ہوجائے'' اللہ اکبر! ذرا غور تو فرمایئے، اس قدر احساس ذمہ داری کہ گھر آجانے کے بعد اب طلبہ کا مزید تعلیمی نقصان گوارہ نہیں، ایسا احساس تو آج کل باقاعدہ درس وتدریس کے فرائض انجام دینے والوں میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا، کاش وہ علما و مدرسین تاج الشریعہ کے اس عمل سے درس عبرت حاصل کرتے جو ادارے میں موجود رہنے کے باوجود بھی وقت پر درسگاہ نہیں پہنچتے اور طلبہ کا تعلیمی نقصان کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ کی عبقریت وانفرادیت: حضور تاج الشریعہ کی شخصیت آج پوری دنیا میں امام احمد رضا کے سچے علمی وارث وامین کی حیثیت سے جانی اور پہچانی جاتی ہے، آپ غواص بحر حقیقت ومعرفت اور شہسوار میدان شریعت وطریقت ہیں، اگر تعصب وتنگ نظری کی عینک اتار دی جائے تو یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا کہ فی الوقت دنیائے سنیت علم وعمل، فضل وکمال اور شہرت ومقبولیت میں یکتائے روزگار ایسی دوسری شخصیت سے خالی نظر آتی ہے، خود آپ نے بھی ایک جگہ تحدیث نعمت کے طور پر یوں ارشاد فرمایا ہے:

مفتیٔ اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختؔر رضا محفل انجم میں اختؔر دوسرا ملتا نہیں

دنیا کی چند با اثر مذہبی شخصیات میں آپ کا نام سرفہرست ہے جن کا دائرۂ اثر عالمی سطح پر ہر سمت پھیلا ہوا ہے، ابھی حال ہی میں جامعہ ازہر مصر نے ''فخر ازہر ایوارڈ'' دے کر آپ کے علمی فضل وکمال اور مذہبی جاہ وجلال کا اعتراف کیا ہے۔

اس دور میں تاج الشریعہ خوبیوں کا بحر ذخار، کمالات کا منبع اور رشد وہدایت کا سرچشمہ تھے، راہ حق کے متلاشیوں کو ان کے در دولت سے منزل کا پتہ ملتا ہے، گم گشتگان منزل ان کی ایک نگاہ کیمیا اثر سے گوہر مقصود پالیتے ہیں، تشنگان علم وفن آپ کے فیضان نظر سے امیر کشور علم وحکمت بن جاتے ہیں، غرض کہ آپ کی ذات بابرکات اس وقت افق سنیت پر سراپا ابر کرم بن کر برسنے والی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

زبان وبیان: تاج الشریعہ کو اللہ رب العزت نے کئی زبانوں میں لکھنے پڑھنے اور بولنے کی مہارت عطا فرمائی ہے، چنانچہ آپ کی اردو، عربی اور انگریزی کی تصنیفات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت

کھل کر سامنے آجائے گی کہ آپ ہر سہ زبان کے ماہر فن انشاء پرداز بھی ہیں، آپ کے یہاں ہر زبان و بیان اور فکر وفن کی خوبیاں بدرجۂ اتم موجود ہیں، علمائے عرب جب آپ کے عربی کتب ورسائل کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی ادیبانہ صلاحیتوں پر عش عش کر اٹھتے ہیں، چوتھے حج وزیارت کے موقع پر جب آپ نے اپنی عربی تصانیف وتراجم بالخصوص ''شمول الاسلام، الھاد الکاف اور الفردۃ'' عرب شیوخ کو پیش کئے تو انہیں کافی پسند کیا گیا بلکہ جدہ کے مشہور عالم دین شیخ موسیٰ عربوش نے تو حضرت کا جدید عربی قصیدہ۔

أعینای جودا ولا تجمدا ألا تبکیان لشط النویٰ

بے حد پسند کیا اور پھر ایک مجلس میں اس قصیدے کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر بھی فرمائی، اس موقع پر موجود حجاج کرام کا بیان ہے کہ اہل زبان ہوتے ہوئے بھی شیخ عربوش کو کئی مرتبہ قصیدے کی تفہیم کے لیے تاج الشریعہ کی طرف رجوع کرنا پڑا، عرب علماء ومشائخ یہ بامحاورہ اور شستہ عربی قصیدہ سن کر عش عش کر رہے تھے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ اسی امام احمد رضا کے علمی وارث وامین ہیں جس کے تبحر علمی کو تسلیم کرتے ہوئے اس وقت کے علمائے مکہ ومدینہ اور مشائخ صغار وکبار اس کی مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آئے تھے۔

اس سلسلے میں محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری امجدی مدظلہ العالی بیان فرماتے ہیں:

> ''جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا، یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمباوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمد یہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی حضرت علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساوتھ افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کی کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے، آپ جو کچھ لکھتے، بولتے ہیں اس میں تکلفات کا

دخل نہیں ہوتا بلکہ آپ کے مضامین یا ترجمہ نگاری عموماً بذریعہ املا ہی ضبط قلم کئے جاتے ہیں، اس لیے آپ کے علمی کارنامے برجستگی سے متصف ہوتے ہیں پھر ہر بات دلائل سے مبرہن، دقت معانی پر مشتمل، جامعیت سے لبریز ہوتی ہے" [حضور محدث کبیر کی گفتگو پر مبنی]

تاج الشریعہ کا قلم حق رقم جب انگریزی میں چلتا ہے تو یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ کوئی اہل زبان بوستان ادب میں اپنی گل کاری سے عطر بیزی کا سامان مہیا کر رہا ہے، جب آپ نکات علمی بیان کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ فکر وفن آپ کی بارگاہ میں دست بستہ حاضر ہے۔ تاج الشریعہ کی حیات طیبہ کی ایک ایک سانس احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے وقف ہے، آپ کی زندگی کا ایک ایک عمل میزان شریعت وطریقت پر تولا ہوا ہے، آپ کی زیست کا لمحہ لمحہ ہمارے لیے سرمایۂ حیات اور ہماری سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ نے حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کے تعلق سے آپ کی حیات ظاہری میں فرمایا تھا:

"حضرت مفتیٔ اعظم ہند مدظلہ سے اس عمارت کا افتتاح اور ان سے بخاری شریف کا ایک سبق پڑھ لینا بہت بڑی سعادت ہے، وہ بلاشبہ ولی ہیں، آج جو ان سے سبق پڑھ رہا ہے کل اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں نے مفتیٔ اعظم ہند سے ایک سبق پڑھا ہے، جو ان سے بیعت ہوگا اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں مفتیٔ اعظم ہند سے بیعت ہوا ہوں، جو ان سے مصافحہ کریگا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے" [تاجدار اہل سنت]

آج وہی کیفیت حضور تاج الشریعہ کی ہے، لوگ فخر کرتے ہیں کہ انہوں نے تاج الشریعہ سے پڑھا ہے، لوگ اتراتے ہیں کہ انہیں تاج الشریعہ سے شرف بیعت حاصل ہے، لوگ پھولے نہیں سماتے کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی دست بوسی کی ہے، لوگ تھوڑی دیر آپ کی مجلس بابرکت میں بیٹھنے کو اپنے لیے سرمایۂ حیات تصور کرتے ہیں۔

راقم کی آنکھیں حضور مفتیٔ اعظم ہند کی فیض بار زیارت کی بہاریں تو نہیں لوٹ سکیں البتہ جانشین مفتیٔ اعظم، پرتوِ مفتیٔ اعظم، ثانی مفتیٔ اعظم کی زیارت سراپا رحمت سے بہرہ ور ضرور ہیں، آپ

کی صحبت بابرکت کی دولت ضرور نصیب ہے، آپ کی شفقت ومحبت کی چھاؤں ضرور میسر ہے، راقم جب علما ومشائخ سے حضور مفتیٔ اعظم ہند کے خصائل وفضائل سنتا ہے اور تاج الشریعہ کو دیکھتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ تاج الشریعہ کو نہیں مفتیٔ اعظم کو دیکھ رہا ہے، کتابوں میں جب مفتیٔ اعظم کے زہد وتقویٰ، تقدس وپاکیزگی اور تصلب واستقامت کے جواہر پارے دیکھتا ہے اور تاج الشریعہ کو دیکھتا ہے تو یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ راقم تاج الشریعہ کو نہیں مفتیٔ اعظم کو دیکھا رہا ہے، جب مفتیٔ اعظم کی حق گوئی وبے باکی اور جرأت وہمت کا تذکرہ سنتا اور پڑھتا ہے اور تاج الشریعہ کو دیکھتا ہے تو یہ محسوس ہونے لگتا ہے کہ راقم تاج الشریعہ کو نہیں مفتیٔ اعظم کو دیکھ رہا ہے۔

راقم ابھی مفتیٔ اعظم اور تاج الشریعہ کے فضل وکمال، اقوال وافعال اور جود ونوال کی یکسانیت کی بھول بھلیوں میں ہی الجھا ہے کہ دل کے نہاں خانے سے ایک سرکش آواز آکر مجھے جھٹلانے کی جسارت کرنے لگی ہے: کون کہتا ہے تو نے مفتیٔ اعظم کو نہیں دیکھا؟ ارے تو نے مفتیٔ اعظم کو دیکھا ہے، بس فرق یہ ہے کہ لوگوں نے مفتیٔ اعظم کو مفتیٔ اعظم کے سراپے میں دیکھا ہے اور تو نے مفتیٔ اعظم کو تاج الشریعہ کے سراپے میں دیکھا ہے، ارے نادان! امام اہلسنت کا علم وفضل، حجۃ الاسلام کا حسن وجمال، مفتیٔ اعظم کا زہد وتقویٰ ہی تو تاج الشریعہ کے پیکر میں مجسم ہوکر علوم ومعارف کے نور سے اہل جہاں کو ضیابار کر رہا ہے۔

اس یگانۂ روزگار کی مجلس میں راقم کو نشست وبرخاست کا اعجاز حاصل ہے، آپ سے بیعت وخلافت کا تمغہ حاصل ہے، آپ کی شفقت ومحبت کا خزانہ میسر ہے، آپ کے ارشادات قلم بند کرنے کا شرف حاصل ہے، آپ کے اعتماد واعتبار کی دولت نصیب ہے اور آپ کی بے پایاں عنایتوں اور نوازشوں کی برسات شامل حال ہے، مولیٰ تعالیٰ اسی طرح راقم اور تمام سنیوں کے سروں پر صحت وسلامتی اور بیش از بیش فیوض وبرکات کے ساتھ آپ کا سایۂ رحمت تادیر قائم ودائم رکھے، آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

شہزادۂ بحر العلوم حضرت مولانا محمد شکیب ارسلان مبارکپوری

حضور تاج الشریعہ اور وصایا شریف

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے وصایا میں فرمایا۔''رضا حسین حسنین، اورتم سب محبت اور اتفاق سے رہو۔حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہو۔اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے''

یہ حقیقت ہے کہ حضور تاج الشریعہ افکار رضا، تعلیمات رضا، کردار رضا، کے امین اور پاسبان تھے ۔آپ کی زندگی کا نصب العین بالخصوص مسلک رضا کی تبلیغ واشاعت ،اور آپ کے افکار ونظریات کی بھر پور حمایت تھی اور جن لوگوں کو مسلک رضا کے کاز میں مصروف پاتے ان سے بے پناہ محبت فرماتے۔

فتاویٰ رضویہ شریف اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقات نادرہ کا بے مثال سرمایہ تھا۔ جو بوسیدہ،اور کیڑوں کی نظر ہو رہا تھا۔اسے امام الحکمت حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی،اور بحر العلوم حضرت علامہ الحاج مفتی عبد المنان صاحب مبارکپوری علیہما الرحمہ کی بے پناہ کوششوں اور جانکاہیوں کے سبب طبع کا زیور نصیب ہوا۔یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ حضور بحر العلوم، سے بے پناہ محبت کرتے تھے،اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ،اور علماء کی محفل میں آپ کو ممتاز مقام عطا کرتے ۔بڑی خاموشی کے ساتھ گرم گرم مصافحہ فرماتے ۔ان کے وصال کے بعد آپ کی تعزیت میں چند اشعار بھی نذر کئے ۔جس میں بطور خاص فتاویٰ رضویہ کی اشاعت پر فرحت ومسرت کی خوشبو محسوس کی جاسکتی ہے۔

تھے فتاوائے رضویہ کے امیں
اعلیحضرت پہ وہ نثار ہوئے
اختر خستہ کے کرم فرما
شامل بزم کردگار ہوئے

دوسال قبل مبارک پور جب کسی جلسے میں تشریف لائے۔تو بالقصد بحر العلوم علیہ الرحمہ کے مزار پر مغفرتوں اور رحمتوں کے گجرے پیش کیئے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ،اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقہی یا فروعی مسائل ہوں یا شرعی یا اعتقادی (یہ موضوع بڑی وسعت رکھتا)سب پر سختی سے عمل پیرا رہے۔اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہو۔اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔آپ نے اس سے اپنی زندگی کی شاہراہ متعین کیا،اور یہی آپ کی حیات کا سرمایہ تھا۔

میں چند حقائق سے ثابت کررہاہوں۔اس سے حضور تاج الشریعہ کی زندگی نکھر کرسامنے آجائے گی۔

(ا) حضرت مہدی میاں صاحب سجادہ مارہرہ مطہرہ نے فرمایا میں جب بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔حسب دستور ایک دفعہ ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا۔حضرت شہزادے صاحب انگوٹھی اور چھلے مجھے دیدیجئے۔میں نے اتار کردیدئے۔اور وہاں سے بمبئی چلا گیا۔بمبئی سے مارہرہ واپس آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا۔جس میں چھلے اور انگوٹھی (یہ دونوں طلائی کے تھے)اور والا نامہ میں مذکورتھا،"شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء" آپ کی ہیں۔یہ تھا اعلیٰ حضرت کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر اکابرومشائخ کی تعظیم وتوقیر۔(حیات اعلیٰ حضرت،ج:۱،ص:۶۶)

حضور تاج الشریعہ کے مرشد برحق قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ۱۹۷۱ءمیں سنگ بنیاد کے موقع پر مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور تشریف لائے۔مدرسہ کے سابق ناظم الحاج محمد عمر صاحب مرحوم کے مکان پر ناشتہ کے لئے حاضر ہوئے۔سب لوگوں سے ناشتہ کی گزارش کی گئی۔ایک صاحب کی انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔تو حضور مفتی اعظم ہند

نے ٹوکا۔اور حکم شرع سے آگاہ کیا۔انہوں نے سن کر کہا ’’جی‘‘ جب دوبارہ لقمہ تر ہاتھ میں لیا۔ حضرت نے فرمایا صرف ’’جی‘‘ سے کام نہیں چلے گا۔اسے اتاریئے مردوں کے لیے چاندی کی مقدار متعین ہےاس سے زائد جائز نہیں ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے بھی مسلک اعلیٰ حضرت اور اپنے پیر کی اطاعت میں بارہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ایک صاحب سوٹ، بوٹ اور ٹائی کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔آپ نے ان کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور ٹائی پکڑ کر فرمایا یہ مسلمانوں کی تہذیب نہیں یہ یہود ونصاریٰ کا لباس وشعار ہے۔اور کراچی کی عالمی میلاد کانفرنس میں بغداد شریف سے تشریف لانے والے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے خاندان اوران کے درگاہ کے سجادہ نشیں کی ٹائی ہاتھ میں لے کر فرمایا۔یہ آپ کو زیب نہیں دیتی اسے یہود ونصاریٰ پہنتے ہیں۔اس جرأت کے مظاہرہ کا اثر کبھی مثبت ہوتا اور کبھی منفی۔مگر آپ بےفکری سے اپنا کام کرتے۔

(۲) اعلیٰ حضرت نے جاندار کی تصویر کو مطلقا ناجائز وحرام لکھا۔اوراس پر ایک مبسوط رسالہ بھی شائع فرمایا۔ان کی تحقیقات انیقہ پر غور کیا جانا چاہئے ’’لہذ اصورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر بت نہیں۔ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے۔تاکہ ذوالصورت کے لئے مرأۃ ملاحظہ ہو۔اور شک نہیں کہ ہرحیوان کی تصویر مجسم، خواہ مسطح،، کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس مفہوم میں داخل ہے۔توسب معنیً بت میں ہیں۔اور بت اللہ عزوجل کو مبغوض‘‘۔(فتاوے رضویہ، ج:۹، ح:۲،ص:۶۰)

معرکۂ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا ہو۔اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت اور کفار کی ذلت کا سامان نظر آئے گا۔نعمت الٰہی کی یاد ہوگی ان بندگانِ خدا کی طرف دین کے لیے جانفشانی کا ذوق ہوگا۔وغیرہ من المصالح۔ان نیتوں سے بھی اس کا رکھنا حرام۔(فتاوے رضویہ، ج:۹، ح:۲،ص:۵۹)

اقول: فقہی سیمینار میں ریلیز کی جانے والی علماء کی تصویریں۔کیا جہاد سے بھی افضل اور زیادہ اہمیت رکھتی ہیں؟ ان فقہی سیمیناروں نے توہمیں بہت رلایا ہے۔اس کے ذریعے جماعت اہل سنت میں اختلاف وانتشار کی خلیج گہری سے گہری ہوتی جارہی ہے۔

اعلیٰحضرت رقمطراز ہیں۔

البتہ تصویر بحالت ضرورت جائز ہے۔جس طرح روپئے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں۔اور اس پر سے تصویریں ہٹائیں تو چلے گا نہیں۔الضرورات تبیح المحظورات۔

(فتاوے رضویہ ج:۹،ح:۲،ص۶۱)

جدید مسائل کے کچھ محققین تصویر کشی اور فوٹوں گرافی کو مطلقا جائز کہتے ہیں۔جیسا کہ مجلس شرعی کے مرتب تحریر کرتے ہیں۔کیاان علماء نے فتاوی رضویہ اور اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا۔ایسا نہیں بلکہ سچ یہ ہے کہ ان حضرات نے ''حالات'' بدل جانے کی وجہ سے حکم شرعی کے بدلنے کا اظہار فرمایا۔مجلس شرعی کے فیصلے ۵۰۴x۵x۶

اور یہی وجہ ہوسکتی ہوگی کہ ان حضرات نے ٹی وی،اور ویڈیوں کے ذریعے سیمینار میں اپنی تصویریں ریلیز کیا۔موبائل کے ذریعے اخبار میں مسلسل چھپتے ہیں۔اور میڈیا کے گرفت میں ان کی تصویریں اکثر آتی رہتی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت اور ان کے افکار ونظریات کی اشاعت میں مسلسل بیس،پچیس سال سے ٹی وی،اور ویڈیوں پر آنے والی عکسی تصویروں کو ناجائز وحرام کہا۔اور اس کے لئے قلمی جہاد کیا۔کیونکہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق وتشریح یہی ہے کہ مجسم،مسطح،کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی سب ناجائز وحرام ہیں۔ہاں جواز کی ایک صورت ''الضرارت تبیح المحظورات'' پر آپ کا عمل ہے۔اب سنیں حضور تاج الشریعہ کا حکم۔

چونکہ اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجیہ،حاجت شدیدہ متحقق ہوگی لہذا خاص شناختی کارڈ کے لئے تصویر کی اجازت ہوگی۔مجلس شرعی کے فیصلے،ص:۵۰۴x۵x۶۔

غور کریں!عند الطلب شناختی کارڈ بینک اکاؤنٹ ڈرائیوری لائسنس،پاسپورٹ وغیرہ بنوانے میں تصویر کشی کی اجازت ہوگی۔''حالات بدل گئے ہیں''اس لئے تصویر کشی کی مطلقا اجازت نہ اعلیٰ حضرت نے دی نہ مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے دی۔اور نہ ہی حضور تاج الشریعہ نے دی۔

ثم اقول:حالات بدل گئے ہیں۔کیا داڑھی منڈانے کی اجازت ہوگی؟حالات بدل گئے

ہیں۔کیا شراب نوشی کی اجازت ہوگی؟ حالات بدل گئے ہیں ۔کیا بدمذہب کے جنازے میں شرکت کی اجازت ہوگی ؟ حالات بدل گئے ہیں ۔کیا بدمذہب کی شادی بیاہ میں شرکت اور دعوت طعام کی اجازت ہوگی ؟ حالات بدل گئے ہیں۔کیا جھوٹی سرٹیفکیٹ لگا کر چھٹی لینے کی اجازت ہوگی ؟ حالاَت بدل گئے ہیں۔کیا بیان حلفی لگا کر عمریں گھٹانے کی اجازت ہوگی؟ حالات بدل گئے ہیں۔ کیا رشوت کی بھی اجازت ہوگی؟

اعلیٰ حضرت نے صرف جواز کی شکل ''الضرورات تبیح المحظورات ''یعنی حالات بدلنے سے منکرات جائز نہیں ہوں گے ۔ضرورت شرعیہ کے سبب ممنوعات کو مباح کیا جا سکتا ہے۔کیا یہ فتاوے رضویہ سے اختلاف وانحراف نہیں ہے؟۔

پروردگار عالم حضور تاج الشریعہ کو اپنی رحمت وغفران کی چادر میں ڈھانک لے (جو اس کی شان کے لائق ہے)وہ بے راہ روی کے اس میدان میں مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے۔اور مسلک اعلیٰ حضرت کی آبیاری کرتے رہے۔کیا ضرورت ہے کہ فقہی سیمینار میں تصویریں ریلیز کی جائیں؟ کیا ضرورت ہے کہ میڈیا کے ذریعے اخبار میں تصویروں کی تشہیر کی جائے ؟ کیا ضرورت ہے کہ موبائل کے ذریعے فوٹو کھینچوایا جائے ۔کیا ضرورت ہے کہ عکسی تصویریں بنوائی جائیں ''حالات'' بدلنے کی کوشش میں یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ایک افسوس ناک پہلو یہ سامنے آیا کہ ''جدید مسائل کے محققین'' مدنی اور سنی چینل کی تصویروں کے جواز کے لئے پر تول رہے ہیں اور اس سطح پر اتر آئے ہیں کہ ان کو ''مثل آئینہ'' ثابت کیا جائے ۔استغفر اللہ جب کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق ہے۔صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہیں ۔تا کہ ذوالصورت کے لئے مرأۃ ملاحظہ ہو۔اور شک نہیں کہ ہر حیوان کی تصویر مجسم ،خواہ مسطح ،کپڑے پر ہو،خواہ کاغذ پر،دستی ہو یا عکسی اس مفہوم میں سب داخل ہیں ۔گویا عکسی بھی تصویر میں داخل ہے۔اس مسئلہ پر سیمینار کر کے سیکڑوں علماء کو اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں لاتے ہیں۔

کیا یہ اعلیٰ حضرت ،اور فتاوے رضویہ کے خلاف نہیں ہے؟

(۳)رویت ہلال کے اثبات میں استفاضۂ خبر بھی ثبوت شرعی ہے ۔ بلکہ یہ رویت ،اور شہادت سے بھی اعلیٰ درجے کا ثبوت ہے۔

اعلیٰحضرت فرماتے ہیں جس اسلامی شہر میں حاکم شرعی قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہوں۔وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔مجرد بازاری افواہ کی خبر اُڑ گئی،اور قائل کا پتہ نہیں۔ بلکہ وہاں کی خود آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں۔جو بالاتفاق خبر دیں۔

(ثبوت ہلال کے طریقے،ص:۱۶)

جدید مسائل کے کچھ محققین ۔موبائل یا ٹیلفون کے ذریعہ حاصل ہونے والی خبروں سے بر بنائے استفاضہ چاند ہونے کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔جیسا کہ جامعہ اشرفیہ کے پوسٹر ۱۴۳۹ھ احکام ومسائل میں مندرج ہے۔

آگاہی۔آج کے زمانے میں موبائل اور ٹیلفون سے پورے ملک سے چاند ہونے نہ ہونے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔اور ساتھ ہی یہ تحقیق کر لی جاتی ہے کہاں کہاں واقعی چاند ہوا۔اور کتنے علماء وصالحین نے چاند دیکھا اس لئے موبائل یا ٹیلیفون سے حاصل ہونے والی مصدقہ خبروں سے استفاضہ ہو سکتا ہے۔چاند دیکھنے والوں کی کثیر ومعتمد لوگوں کی خبریں جو مشہور ہو جائیں۔اور فقیہ کو ان خبر دینے والوں کی دیانت،صداقت،اور تقویٰ کے باعث یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ چاند ضرور ہو گیا ہے تو اسے شرعا استفاضہ کہیں گے۔حضور تاج الشریعہ اس نظریہ اور فکر کی آزادی کو اعلیٰحضرت،فقہائے امت اور شریعت کے خلاف لکھتے ہیں۔اور اس نظریہ کے بطلان پر آپ نے ایک گراں قدر رسالہ لکھا۔

''سوال یہ ہے کہ ٹیلیفون وغیرہ کا استعمال در بارۂ رویت ہلال ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے،اس مقام پر درج ذیل امور کا لحاظ ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا۔صحت خبر کا مدار،محض سماع پر نہیں۔بلکہ من جملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا۔یہاں سے ظاہر ہوا شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ خبر کی تعریف بایں الفاظ کی **''معنیٰ الاستفاضہ ان تاتی تلک البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر من اھل البلدۃ انھم صاموا عن رویۃٍ**۔پھر یہ بھی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تحقیق کی بھی شرط ہے۔اعلیٰحضرت فرماتے ہیں ہمارے

ائمہ نے صرف استفاضہ واشتہار کافی نہ جانا بلکہ اس کے لئے تحقیق ہوجانے کی قید زیادہ فرمائی۔وہ استفاضہ جوشرعا معتبر ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں ۔اس شہر سے گروہ درگروہ وہ متعدد جماعتیں آئیں سب بالاتفاق یک زبان کہیں کہ وہاں فلاں شب چاند دیکھ کرلوگوں نے روزہ رکھا۔یہاں تک کہ ان کی خبروں پر یقین شرعی حاصل ہو۔فتاوے رضویہ،ج:۱۰،ص:۴۳۵،اگر یہ مفہوم ہے اورضرور یہی مفہوم ہےتو اس صورت میں خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے۔اور متواتر اعلیٰ درجے کی خبرصحیح ہے۔جس میں راوی کا مرتبہ تحمل،مرتبۂ ادائیں خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے۔اوراس صورت میں خبر مستفیض ازقبیل روایت نرمی خبرنہیں کہ اس پر یہ بات جمادی جائے کہ ٹیلیفوں اور ریڈیو وغیرہ آلات خبر(جن کی وضع ہی صرف خبر پہنچانے کے لئے کی گئی ہے)سے حاصل شدہ خبریں بھی خبر ہے۔الخ۔

اس کے بعد بیس،پچیس صفحات پر مبسوط بحث فرما کر موبائلی خبر مستفیض والوں کی بھرپور خبر لی ہے۔دس پندرہ اصول،اور تحقیقی سوالات ان کی گردن پر سوار کیا۔اس طرح وصایا شریف پر اپنا عمل دیکھایا۔

اقول وباللہ التوفیق: آج کے زمانہ میں پورے ملک ہی سے نہیں،پوری دنیا سے چاند ہونے نہ ہونے کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔اور ساتھ ہی یہ تحقیق بھی ہوسکتی ہے کہ کہاں کہاں واقعی چاند ہوا۔اور کتنے علماء وصالحین نے چاند دیکھا۔پھر کیا مشکل ہے پوری دنیا سے چاند حاصل کرنے میں پوری دنیا کا مطلع ایک ہے۔اور پھر یہ کہ چاند دیکھنے والوں کی کثیر ومعتمد لوگوں کی خبریں جومشہور رہو جائیں۔اور فقیہ کوان خبر دینے والوں کی دیانت،صداقت،اور تقویٰ کے باعث یقین ہوجائے تو اسے شرعا استفاضہ کہیں گے۔

حیرت یہ ہے کہ کثیر ومعتمد لوگوں کی دیانتداری،صداقت اور تقویٰ شعاری۔ثقاہت وعدالت،اوران کا معتمد ہونا۔یہ سارے اوصاف موبائل سے معلوم کرنا۔یہ شرعا غیر معتبر ہے۔اور شہادت کے لئے گواہ کا روبرو ہونا۔اور محسوس شکل میں موجود ہونا ضروری ہے۔پھر موبائل کے ذریعے استفاضہ شرعی کیسے ثابت ہوگا۔استفاضہ خبر کی ساری جولانگاہ شوال کے چاند تک محدود رہتی ہے۔بقیہ دس مہینے کچھ سرگرمی نظر نہیں آتی۔

(۴) چلتی ٹرین پر فرض اور واجب نمازیں نہیں ہونگی۔جیسا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:''ریل انگریزوں کے کھانے کے لئے روکی جاتی ہے۔اور نماز کے لئےنہیں۔تو منع من جھۃ العباد ہوا۔اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے۔اور بعد زوال مانع اعادہ کر لے۔

(فتاوی رضویہ،ج:۳،ص:۴۴)

جدید مسائل کے محققین: فقہی اصطلاح کے لحاظ سے اس کو مفہوم مخالف سے استدلال کرتے ہیں۔یہاں پر کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ایک تو یہ انگریزوں کے کھانے کے لئے نہ رکے،جیسا کہ نماز کے لئےنہیں روکی جاتی۔اس صورت میں نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔اور اگر دونوں کے لئے ٹرین روکی جائے۔تو کوئی مسئلہ نہیں تھا۔مگر ہوا یہ کہ انگریزوں کے لئے روکی جاتی ہے۔نماز کے لئے نہیں۔اس لئے نماز دہرانی پڑے گی اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ انگریزوں کے کھانے کے لئے ٹرین نہ روکی جائے جیسا کہ نماز کے لئےنہیں روکی جاتی تو نماز دہرانے کی حاجت نہیں رہے گی۔

(چلتی ٹرین ص:۳۱)

حضور تاج الشریعہ کی سخت گرفت :مفہوم مخالف کی طرف اتنی جلدی کیوں دوڑے۔اس عبارت کا ایک مفہوم وہ بھی تو ہے جو ذہن کی طرف سبقت کرتا ہے۔اس متبادر مفہوم کا نام مفہوم موافق رکھیئے۔وہ یہ کہ ٹرین کو روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا۔تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئےنہیں روکتے تھے۔مفہوم موافق کے ہوتے ہوئے مفہوم مخالف پر عمل کس نے ٹھہرائی۔یہی صورت آج بھی موجود ہے۔ٹرین کو روکنا اپنے اختیار میں ہے۔قانون اسی اختیار سے بنے ہیں۔یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایا ہے۔جسے اپنے قابوں میں کرنا دشوار ہے۔فتاویٰ رضویہ میں یہ عبارت بھی تو تھی۔ریل میں ہے اور اس ڈبے میں پانی نہیں ہے۔اور دروازہ بند ہے۔کوئی کھولنےنہیں دیتا۔لہذا پانی کے لئے اترنے پر قدرت نہیں تیمم کر لے لانہ محبوس فی معنی العجز ۔جب پانی پائے طہارت کر کے نماز پھیرے۔لان المانع من جھۃ العباد کیا دروازہ کسی فرد خاص کے لئے بند کیا گیا ہے۔بلکہ ڈبہ میں موجود عام افراد کے لئے دروازہ بند کیا گیا۔تو کیا آپ کے طور پر مانع من جھۃ العبد نہ ہوگا۔اور تیمم سے جو نماز پڑھی اس کے اعادہ کی ضرورت نہ ہوئی؟ فتاویٰ رضویہ میں مذکور یہ حکم تسلیم نہ تھا تو اسے کیوں (کنی) کاٹ گئے،

کیوں نہیں اس کو ذکر کیا۔ اور اس کو ذکر کرنے کے بعد دلیل سے اس کو رد کیوں نہ کیا؟

(خیالی) مفہوم مخالف کے پیچھے تو اس لئے کہ منع خاص وعام کا تفرقہ ٹھہرا کر۔ تغیر زمانہ کے بنا پر یہ جمادیں کہ اب اس زمانہ میں حکم بدل گیا ہے۔

اقول: ۸۰ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب میں حضور تاج الشریعہ نے مسلک اعلیٰحضرت کی حمایت میں علم وحکمت کے دریا بہائے ۔اور فقہ وبصیرت کے گوہر لٹائے۔ اور ثابت کیا کہ مفہوم مخالف کا سہارا دجل وفریب ،اور نفس پرستی ،اور مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف ہے۔ بلاشبہ ٹرین اور بسیں کوئی شریر چوپایہ نہیں ۔اس لئے سعودیہ عربیہ میں قانون ہے بسوں کو نماز کے اوقات میں روکیں ۔اس لئے یہ بندے کے اختیار میں ہے۔

تقریب فہم کے لئے اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دیا تھا کہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی انگریزوں کے لئے روکی جاتی ہے اور اب جب کہ دونوں کے لئے نہیں روکی جاتی تو بھی منع من جھۃ العباد ہی ہوگا۔ مفہوم موافق کے ہوتے ہوئے مفہوم مخالف کا سہارا لینا کج فہمی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ نے دلائل قاہرہ سے یہی ثابت فرمایا ہے۔

(۵) لاؤڈ اسپیکر پر نماز اکابرین اہل سنت بالخصوص تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند کی تحریرات وتشریحات اور ان کے موقف کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آپ کے فتوؤں سے ظاہر ہے آپ فرماتے ہیں۔''لاؤڈ اسپیکر کی آواز وہی امام کی آواز نہیں ۔مماثل آوازِ امام ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز مثل گنبد وچاہ ہے ۔عین آواز امام نہیں ۔اور مقتدی نماز میں غیر کی اقتدا کرے یہ مفسد ہے۔ اسے دہلی کا تسلیم نہیں کرتا۔ لاہور کا یا کہ کراچی کا۔ اگر کوئی اس آواز لاؤڈ اسپیکر کا امام کی آواز خیال کرتا ہے۔ اس کا خیال محض غلط ہے۔ (فتاوی برکات مصطفیٰ ص: ۶۸/ ۶۹)

اور حضور برہان ملت فرماتے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر دور حاضر کے محدثات سے ہے۔ جو آلات سائنس اپنے اندر رکھتا ہے۔ جن کے اور برک کے اشتراک سے آواز دور تک پہچانا ہے۔ اذان وخطبہ کے وقت اس کے استعمال میں وہ حرج نہیں ۔ جو نماز میں ہے۔ کہ محض جو اس کی آواز سن کر جو مقتدی انتقالات کرے گا۔ وہ بجائے اقتدائے امام کے اس دوسری خارج آواز کی پیروی کرے گا۔ اسے اس سے تلقن من الخارج ہوگا۔ جس کی وجہ سے وہ نماز سے خارج ہو جائے گا۔ (فتاویٰ برکات مصطفیٰ ص: ۱۲)

جدید مسائل کے محققین: اخلاص نیت کے ساتھ عمل کا بھی مظاہرہ کرتے ۔اسے صرف جائز ہی نہیں بلکہ ہر چھوٹی ،بڑی مسجد میں وسعت قلبی اور کشادہ دلی کے ساتھ لگواتے ہیں ۔جس مسجد میں بغیر لاؤڈ اسپیکر کی نمازیں ہوتی ہیں ۔وہاں لاؤڈ اسپیکر لگانے کے استحسان اور اس کے فوائد سے آگاہ کرتے ہیں ۔

حضرت تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضور برہان ملت اور سیکڑوں اکابر ملت اور اپنی تحقیق کی بنیاد پر لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں غارت ہونے کا حکم دیتے ہیں ۔دنیا نے دیکھ بھی لیا روئے زمین پر مخلوق الہیٰ کی بھیڑ ۔جو شاید اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آئی اور اس کے بعد بھی شاذ و نادر رہی ہے۔اس کے باوجود آپ کے جنازے میں لاؤڈ اسپیکر کو محروم رکھا گیا۔بغیر لاؤڈ اسپیکر آپ کے جنازے کی نماز ادا کی گئی ۔

کچھ لوگ پر جدیدیت کا ایسا بھوت سوار ہے کہ اپنے اساتذہ سے ٹکراؤ۔اور ارادت سے ٹکراؤ۔اور اساطین ملت سے ٹکراؤ۔لگتا ہے اگلوں نے دین نہیں سمجھا تھا۔پچھلوں کو ’’حالات‘‘ نے دین سمجھا دیا۔

بحر العلوم اکیڈمی مبارکپور، اعظم گڑھ
8127546817

مولانا محمد ناصر رضا امجدی
استاد: دارالعلوم حسینی، شہڈول مدھیہ پردیش

حضور تاج الشریعہ کی انقلابی شخصیت

اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو بے شمار بیش بہا انعامات سے نوازا ہے۔سب سے عظیم احسان یہ ہے کہ انبیاء اور رسولان عظام کی مبارک جماعت ہمیں عطا فرمائی۔ انکے مشن کو زندہ رکھنے کے لیے انبیاء اور رسولوں کے بعد علماء حقہ کا خزانہ بخشا، جو راہ حق پر قائم رکھنے کے لئے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ کے اوراق ان کی خدمات اور کارناموں سے روشن ہیں۔ یوں تو بہت سے علمائے کرام افق عالم میں نمودار ہوئے اور اس روانی سے برسے کہ کئی کشتوں کو سیراب کر دیا۔

انھیں میں چند ایسے بھی خوش نصیب ہیں جنکے ایک نہیں بلکہ کئی پیڑھیوں نے خدمت دین و ملت کا فریضہ انجام دیا۔ اس روئے زمین پر ہمیں ایسے متعدد خانوادے نظر آتے ہیں جن کی مسلسل کئی نسلوں سے نوع انسانی نے استفادہ کیا۔ کہیں دو پیڑھیاں کہیں تین پیڑھیاں کہیں اس سے کچھ زائد۔ عہد صحابہ کے متعدد آفتابوں اور ماہتابوں نے اس خاکدان گیتی کو علم و عمل کے فیضان سے سیراب کیا۔ یار غار اور شیر خدا کے نسل پاک ایسے ذوات کے کہکشاں کا جھرمٹ ہے۔ ان کے علاوہ کئی مبارک نسلیں ہیں جو اس صفت سے متصف ہیں۔

سرزمین ہند میں ماضی قریب کی بات کریں تو خانوادۂ ولی اللہ، خانوادۂ فضل حق، خانوادۂ فرنگی محل، خانوادۂ بدایوں، خانوادۂ اشرفیہ اور خانوادۂ مارہرہ مطہرہ وغیرہ خانقاہیں ایسی ہیں جنکے نقوش قدم اب تک دعوت حق و صداقت بلند کیے ہوئے ہیں۔ ان تمام خانوادوں سے اکتساب فیض کر کے ان کی تعلیمات کا فروغ کرنے کے لیے ایک ایسی خانقاہ نے جنم لیا جنکے آبا و اجداد ہتھیاروں کو

اپنے بازوؤں میں لیے جان مسلم کی حفاظت کرتے تھے لیکن ان ہاتھوں نے تلوار چھوڑ کر ایمان مسلم کی حفاظت کے لیے قلم کو ہتھیار بنایا جن کے بعد کی نسلوں میں ایک سے بڑھ کر ایک ایسے لعل وگوہر نے جنم لیا جو علم وہنر کے بحر ذخار تھے۔ جس سے ایک عالم نے اکتساب فیض کیا اور اپنی علمی وعملی پیاس کو بجھایا۔ انہیں ایسی پاکیزگی عطا ہوئی جو بہت کم کے نصیب میں لکھی جاتی ہے جنکے علمی بصیرت میں وہ وسعتیں تھیں کہ نسلوں میں مجددانہ صلاحیت کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ ایسی عظمت عطا ہوئی کہ اہل علم انھیں مرکز علم گردانتے ہیں۔ ایک صدی سے زائد کا عرصہ ہوا کہ اسے عوام اہل سنت مرکز دینی وملی تسلیم کرتے ہیں۔ اس مرکز کا نام مرکز بریلی یا خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے نام سے موسوم ہے۔ اس خانوادہ کے بے شمار سیاسی وسماجی احسانات کے ساتھ ہی یہ ملی احسان عظیم بھی آب زر سے تحریر کیے جانے کے لائق ہے کہ جب شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نجدی دجالوں نے اہانت وتنقیص کے تیر چلانے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے دلوں سے مٹانے کی کوشش کرنے لگے اس وقت اس خانوادہ کے جیالوں نے نہ صرف کہ ہر میدان میں اس کا دندان شکن جواب دیا بلکہ ناموس رسالت کے ساتھ ساتھ حب رسول کا جام پوری دنیا کو اس طرح پلایا کہ پوری دنیا شرق سے لے کر غرب تک عاشقان مصطفی سے بھر گئ۔

اس خاندان کا مختصر تعارف کچھ اس طرح ہے کہ ان کا تعلق نسل افغان کے قبیلہ بڑھیچ ہے۔ مورث اعلیٰ حضرت شہزادہ سعید اللہ خاں قندھار حکومت افغانستان کے ولی عہد تھے۔ خاندانی اختلاف کی بنا پر ترک وطن کرتے ہوئے آپ محمد شاہ بادشاہ کے اذن پر شیش محل کی میزبانی سے ابتدا ہوئی پھر بعد ملاقات آپ کو فوج کا جنرل بنا دیا۔ روہیل کھنڈ میں بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو بادشاہ نے آپ کو روہیل کھنڈ کی دارالسلطنت بریلی بھیج دیا۔ امن وامان قائم فرمایا۔ آپ کے شہزادہ سعادت یار خان دربار دہلی میں وزیر مملکت ہوئے جن کو کلیدی قلمداں ملا تھا۔ ان کی اپنی علاحدہ مہر تھی۔ حافظ کاظم علی خان کے وقت میں مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہوا۔ ہر طرف بغاوت کا شور اور آزادی وخود مختاری کا زور تھا آپ اودھ کی کمان سنبھالنے پہنچے۔ آپ کے فرزند مولانا شاہ رضا علی خان بریلی جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں اہم کردار ادا کیا۔ انگریزوں نے ان کا سر قلم کرنے کے لیے پانچ ہزار کا انعامی اعلان کیا تھا۔ آپ کے دو فرزند مولانا مفتی نقی علی خان اور مولانا حکیم نقی علی خان بریلوی تولد ہوئے جنہوں نے درجنوں کتابیں لکھیں۔ بالخصوص مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے تین

درجن سے زائد کتابیں لکھیں۔اعلی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی آپ ہی کے شہزادہ ہیں۔آپ خانوادۂ بریلی کے لیے مرکز ومحور کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ ہی کو چودہویں صدی کا مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔آپ نے ۵۵ علوم وفنون پر مہارت حاصل کی تھی،آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہیں۔آپ کے فتاویٰ بارہ جلدوں میں قدیم اور جدید مع شرح تیس جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں کل فتاویٰ کی تعداد ۶۸۴ ہے۔آپ کے دو صاحبزادے تھے،مفتی حامد رضا اور مفتی مصطفی رضا۔مفتی حامد رضا جو خلف اکبر ہیں انہیں علامہ خرطوبی جنھیں چند واسطوں سے علامہ طحطاوی سے سند فقہ حاصل ہے آپ کو سند فقہ عطا کیا۔اس کے علاوہ علامہ محمد سعید بابصیل مکی اور علامہ سید احمد برزنجی مدنی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔آپ نے جملہ علوم وفنون مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے حاصل کیے آپ کا لقب خاص حجۃ الاسلام ہے۔آپ نے بھی مختلف علوم وفنون میں درجنوں کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ حامدیہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔اعلیٰ حضرت کے دوسرے صاحبزادے مفتی مصطفی رضا خاں بریلوی اپنے دور کے مفتی اعظم تھے۔خانوادۂ بریلی میں اگر اعلیٰ حضرت کے بعد کسی کو شہرت کی ایسی بلندی حاصل ہوئی جو عالمگیر تھی تو وہ آپ ہی کی ذات تھی۔آپ کی تصانیف کی تعداد ۳۹ شمار کرائی جاتی ہے۔آپ کے فتاویٰ کے مجموعہ کا نام فتاویٰ مفتی اعظم سات جلدوں میں شائع ہو چکا ہے جو تقریباً ۵۰۰ فتاوے اور ۲۲ رسائل پر مشتمل ہے۔حضور مفتی اعظم ہند کو اللہ تعالیٰ نے پانچ صاحبزادیاں عطا فرمائی تھی جبکہ کوئی لڑکا نہیں تھا وہیں آپ کے برادر اکبر حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں کے گھر ۱۹۰۶ء کو مولانا ابراہیم رضا کی پیدائش ہوئی اعلیٰ حضرت نے پوتے کا عقیقہ بڑے ہی پر وقار انداز میں کیا۔آپ کو اعلیٰ حضرت سے شرف بیعت کے ساتھ ساتھ اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔اعلیٰ حضرت ہی نے آپ کا رشتہ اپنے فرزند اصغر حضور مفتی اعظم ہند کی صاحبزادی سے طے کر دیا تھا، ۱۳۴۷ھ میں آپ اس رشتہ سے منسلک ہوئے۔آپ کا بھی علمی مقام کافی بلند تھا آپ کو مفسر اعظم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔آپ ہی کے آنگن میں ۱۴/ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ۔ ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز سہ شنبہ کو ایسا فرد جلیل جنم لیتا ہے جو اس خانوادہ کا تاج اور اپنے اسلاف کی تعلیمات کا بجا امین تھا۔یعنی وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام شہزادۂ مفسر اعظم جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ علامہ اختر

رضا ازہری رحمۃ اللہ علیہ، محمد نام پر عقیقہ ہوا، محمد اسمٰعیل رضا پکارنے کا نام اور عرف محمد اختر رضا تجویز کیا گیا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے رسم بسم اللہ ادا کرائی، گھر پر ہی والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا، اسی دوران والد ماجد سے اردو کی کتابیں پڑھیں۔ دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ لے کر نحو میر میزان وغیرہ سے ھدایہ آخرین تک کی کتابیں کہنہ مشق اساتذہ سے پڑھیں ساتھ ہی ۱۹۵۲ء میں ایف اے آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لے کر ھندی اور انگریزی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ منظر اسلام سے سند فضیلت کے حصول کے بعد ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ تشریف لے گیے وہاں آپ نے کلیۃ اصول دین ایم اے میں داخلہ لیا وہاں آپ نے پورے جامعہ ہی نہیں بلکہ پورے مصر میں اول پوزیشن حاصل کر کے صدر مملکت سے ازہر ایوارڈ حاصل کیا وہاں سے واپسی پر آپ کو لینے کے لیے حضور مفتی اعظم ہند بذات خود بنفس نفیس تشریف لے گیے اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر آئی، سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا، پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں اور فرمایا ''کچھ لوگ گیے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ماشاءاللہ ''۔ جب آپ جامعہ ازہر میں تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے اسی دوران آپ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی کا ۶۰ سال کی عمر میں ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۶۵ء کو انتقال ہو گیا تھا۔

آپ نے اس موقع پر ایک تعزیتی نظم بھی تحریر فرمائی۔

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل
اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل
ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل
اپنے اختر پر عنایت کیجیے
میرے مولا کس کو بہکاتا ہے دل

آپ کے اساتذہ میں قابل ذکر حضور مفتی اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفی رضا نوری، بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری، مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا

خان جیلانی، فضیلت الشیخ علامہ محمد سماحی شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر قاہرہ، حضرت علامہ مولانا محمود عبدالغفار استاذ الحدیث جامعہ ازہر قاہرہ، استاذ الاساتذہ مولانا مفتی محمد احمد عرف جہانگیر رضوی اعظمی، فضیلت الشیخ مولانا عبدالتواب مصری استاذ منظر اسلام بریلی اور مولانا حافظ انعام اللہ خاں تسفیم حامدی بریلوی ہیں۔

جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد تاج الشریعہ ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام میں درس وتدریس میں مشغول ہوئے، ۱۹۷۸ء میں صدر المدرسین کے اعلیٰ عہدہ پر تقرر کیا گیا۔ ہندوستان گیر تبلیغی دورے کی وجہ سے بارہ سال تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد آپ نے اس سے علیحدگی اختیار فرمایا۔ تعلیمی میدان میں آپ نے جس سے سب سے زیادہ استفادہ کیا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی صحبت تھی۔ جس نے آپ کو علمی وسعتوں، فقہی بصیرتوں اور روحانی تجلیات کا عظیم مینارہ بنادیا۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: میں بچپن سے ہی حضرت سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں۔ جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا۔ شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ ودوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی کبھی حضرت (مفتی اعظم) کی خدمت میں حاضر ہوکر فتوی دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔ (ماہنامہ استقامت کانپور ۱۹۸۳) ایک مرتبہ مزید یہ اشارہ فرمایا ''مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتئ اعظم قدس سرہ کی صحبت واستفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت استفسارات اور استفادہ سالوں کی مشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتئ اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انھیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔''

یقینا حضور مفتی اعظم ہند کی صحبت کیمیا اثر نے آپ کو اس منصب پر پہنچادیا جس سے پورے عالم اسلام نے استفادہ کیا پورے عالم سنیت کے لئے مرکز افتاء بن گئے۔ وہ مقام فقہی حاصل ہوا کہ قاضی القضاۃ فی الھند کے منصب جلیلہ کا حقدار بنادیا۔ اس جانب پیش روئی بھی حضور مفتئ اعظم نے ہی کی تھی چنانچہ حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس فتویٰ نویسی کے کام کو انجام دو۔ میں (دارالافتاء) تمہارے سپرد کرتا ہوں''

موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔''

الغرض حضور مفتی اعظم کے واسطے سے آپ پر اعلیٰ حضرت کا وہ فیضان ہوا جس نے آپ کو امت کا تاج الشریعہ بنا دیا تمام روحانی وعرفانی فیضان مفتیٔ اعظم سے آپ سیر وشکم ہو کر افق عالم پر آفتاب بن کر ضیاء دین بکھیرنے لگے شکرانے کے طور پر فرماتے ہیں۔ ع

جناب مفتیٔ اعظم کے فیضان تجلی سے
شبستان رضا میں خیر سے اختر رضا تم ہو

دوسری جگہ اس نعمت کا اظہار اس انداز میں فرماتے ہیں۔ ع

مفتیٔ اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

بلاشبہ آپ کی ذات علم وعرفاں سے مزین تھی، آپ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے۔ یہ محض شخصیت سازی کے لئے کوئی بناوٹی جملہ نہیں بلکہ اہل علم نے آپ کے ان اوصاف کا اظہار کیا۔ عوام کی نظر میں مقبولیت کے لئے علمی سربلندی ضروری نہیں لیکن ارباب علم و دانش میں مقبولیت اور محبوبیت کے لئے یقینا علم وادب کا بحر ذخار ہونا پڑتا ہے۔ جب علماء اہلسنت نے آپ کے علمی شان وشوکت کے قصیدے پڑھے تو اندازہ لگائیں کہ یہ جملے حقیقت کا کیا روپ رکھتے ہیں آپ کے ہم عصر اور نائب قاضی القضاۃ فی الہند محدث کبیر شہزادۂ صدر الشریعہ سلطان الاساتذہ علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی دام ظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں:

''علامہ ازہری کے قلم سے نکلے ہوئے فتاویٰ کے مطالعہ سے ایسا لگتا ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پڑھ رہے ہیں آپ کی تحریر میں دلائل اور حوالہ

جات کی بھر مار ہے‘‘۔

آج کل تحقیقی روشنی بڑی بے اعتدالیوں کا شکار ہو چلی ہے، نااہلوں کی تحقیق نے جہاں فتنوں کا نیا باب کھول رکھا ہے وہیں اہل لیاقت کی چند بے احتیاطیوں نے بھی بڑا ظلم دکھایا ہے۔ آج کے مشاق اہل قلم کو جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایک بنیادی چوک یہ نظر آتی ہے کہ وہ اپنا مقصود ثابت کرنے میں اپنے موقف کے برخلاف اتنی شدت اختیار کرتے ہیں کہ شخصیت شکنی پر اتر جاتے ہیں حالانکہ محتاط قلم اپنے اکابر کا لحاظ بھی رکھتی اور آبروئے قلم رکھتے ہوئے موقف بھی واضح کر دیتی ہے۔ یہ عظیم ہنر اعلیٰ حضرت کی تحریرات میں بکثرت دیکھنے کو ملتا ہے۔ اور یہی چمک تاج الشریعہ کے رشحات قلم سے روشن ہے، جیسا کہ ویڈیو کے عدم جواز پر جب آپ نے تحقیق پیش فرمائی تو احتیاط کا وہ جوہر دکھایا جو اس خلفشار کے ماحول میں بہت مشکل تھا بلکہ انہی تحقیقات کو مجموعی شکل دی گئی کتاب کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہیں:

’’ٹی وی اور ویڈیو کے متعلق فقیر کے سابق و لاحق مضامین ہدیۂ قارئین ہیں ان سے اظہار حق مقصود ہے وبس کسی کی تضحیک وتجہیل مقصود نہیں برتری یا سخن پروری ہرگز مقصود نہیں۔ فقیر نے کسی واجب الاحترام ہستی پر ہرگز جسارت نہ کی، فقیر کی کسی تحریر سے کسی بزرگ پر جسارت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا اور کسی کے قول کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ہم پر حجت نہیں‘‘ اس کے قول کو صراحۃً مردود یا مرجوح بتانا بھی نہیں‘‘ پھر دلائل و براہین کی روشنی میں کسی کے قول کو رد کرنا کوئی جسارت نہیں ورنہ کوئی جسارت وسوء ادب سے نہ بچے گا۔ اور میرے دلائل و براہین بفضلہ تعالیٰ معروف ہیں اور اکثر و بیشتر کو مقبول ہیں۔ فقیر نے اپنی تحریروں میں عناد و مکابرہ اور مجادلہ سے کام نہیں لیا ہے نہ اپنے انداز سے صدائے ’’ہم چنیں دیگر نیست‘‘ بلند کی ہے۔ اور ان تہمتوں سے برائت کے لئے فقیر کو آقاء نعمت مخدوم گرامی منزلت سیدی وسندی وذخری وکنزی لیومی وغدی حضرت العلام سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ حسن زیب سجادہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ کی تقریظ جمیل وتصدیق جلیل بس ہے۔ اور ممدوح مذکور بزرگوار جانبین ہیں‘‘۔ (ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن ۱۴)

ذرا احتیاط ملاحظہ کریں کہ کس غایت درجہ کا اہتمام فرمایا۔ایسی شخصیت کو جو جانبین سے مسلم ہیں انھیں کو فیصلہ سونپ کر درمیان میں لے آئے تا کہ دوسری جانب سے بھی یہ روش اختیار کی جائے۔

وہابیہ کی فتنہ پروری کا نتیجہ تھا کہ اکثر اہل عرب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو فرقۂ جدیدہ بریلویہ کا بانی اور اس کو قادیانی کی شاخ جانتے تھے۔حضور تاج الشریعہ کا یہ عظیم کارنامہ بھی ہے کہ آپ نے اہل عرب کے اس مغالطہ کی اصلاح فرمائی اور حقیقت کو واضح کر دیا۔ بالخصوص جامعہ ازہر کے دورے میں بے شمار طلباء کے درمیان اس موضوع پر خطاب فرمایا اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دئے، جامعہ ازہر کے ہی بعض اساتذہ جو اعلیٰ حضرت کے تعلق سے وہابیہ کا ساختہ عقیدہ ونظریہ رکھتے تھے آپ کی ملاقات سے دور ہوا۔اسی دورے میں آپ کو آپ کی خدمات کے عوض فخر ازہر کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔یوں ہی ۱۴۰۴ھ میں روزنامہ الھدیٰ ابوظبی نے خصوصی نمبر شائع کیا۔جس میں یہ لکھا کہ "بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، نیا مذہب ہے۔تاج الشریعہ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور "روزنامہ الھدیٰ" کا جواب عربی میں ترتیب دیکر شائع کرایا اور باضابطہ طور پر برصغیر میں ایک مہم چلائی تا کہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازشیں ناکام ہو جائیں انھیں تحریرات کو مجموعی شکل دیکر الحق المبین میں جمع کیا گیا ہے۔

بے شمار تبلیغی دوروں کے باوجود آپ نے متعدد تصنیفی کام انجام دئے۔آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی کسی فقہی انسائیکلو پیڈیا سے کم نہیں جس میں بالخصوص جدید مسائل کا حل بہت بہتر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔آپ کے تصنیفی خدمات کی فہرست درج ذیل ہے۔اردو تصانیف: ۱،ہجرت رسول ۲، آثار قیامت ۳، ٹائی کا مسئلہ ۴، حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر ۵، ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم ۶، شرح حدیث نیت ۷، سنوں چپ رہو ۸، دفاع کنز الایمان (دو جلد) ۹، الحق المبین ۱۰، تین طلاقوں کا شرعی حکم ۱۱، کیا دین کی مہم پوری ہو چکی ۱۲، جشن عید میلاد النبی ۱۳، سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان) ۱۴، فضیلت نسب ۱۵، تصویر کا مسئلہ ۱۶، اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ ۱۷، القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق ۱۸، سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی ۱۹، العطایا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف ازہر الفتاویٰ (زیر ترتیب ۵ جلد) عربی تصانیف: ۱،

الحق المبین ۲، الصحابۃ نجوم الاھتداء ۳، شرح حدیث الاخلاص ۴، نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا ۵، سدا المشارع ۶، حاشیہ عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ ۷، تعلیقات زاہرہ علی صحیح بخاری ۸، تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم تارح رتارخ لا آزر ۹، مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (۲ جلد) ۱۰، نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین ۱۱، الفردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ۔ عربی کتب کے تراجم ۱، انوار المنان فی توحید القرآن ۲، المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند ۳، الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی تعاریب (اعلیٰ حضرت کے اردو تراجم): ۱، برکات الامداد لاہل الاستمداد ۲۔ فقہ شہنشاہ ۳۔ عطایا القدیر فی حکم التصویر ۴۔ اہلاک الوہابین علی توہین قبور المسلمین ۵۔ تیسیر الماعون لسکن فی الطاعون ۶۔ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۷۔ قوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار ۸۔ الھاد الکاف فی حکم الضعاف ۹۔ الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء ۱۰۔ سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح ۱۱۔ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین۔

آپ کی ان تصانیف کے تعلق سے یہ بات ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ کی تصنیفات قلمی رعنائیاں بکھیرنے کے لئے معرض وجود میں نہیں آئیں بلکہ ہر تصنیف ضرورت وقت کے پیش نظر جماعت کی اصلاح یا اغیار کو جواب دینے کے لئے منشۂ شہود پر آئی۔

آپ کے کارناموں میں عظیم کارنامہ آپ کا تبلیغی دورہ رہا ہے پورے عالم بالخصوص ہندوستان کا کونسا خطہ ہے جہاں پر آپ کے نقوش قدم نہ ملتے ہوں۔ آپ کے یہ دورے کسی خانقاہی رواج کے پیش نظر یا حلقہ ارادت بڑھانے کے لئے نہیں ہوتے تھے بلکہ اصل مشن نت نئے جنم لیتے فتنوں کا سدِّ باب اور مسلک اہلسنت بنام مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت مقصود تھا یقیناً جو رضائے الٰہی کے لئے مصروف ہو جائے تو دونوں عالم کا پالن ہار اس کا ذکر لوگوں کے زبان پر کر دیتا ہے۔ جتنی مقبولیت وشہرت حضرت کو عطا ہوئی ہم عصر علماء میں اس کی نظیر نہیں ملتی ان کا دربار کسی دربار شاہی سے کم نہ تھا، شہر بریلی کا سفر کرنے والے حضرات کو یہ منظر ضرور یاد ہوگا کہ آپ کے آستانہ کے باہر لوگوں کی لمبی لمبی قطاریں ہوتی تھیں وہ کسی دنیاوی حرص میں نہیں قطار لگائے کھڑے رہتے تھے کہ ان میں کوئی امیر وقت ہے، علماء ہیں، ضعیف وناتواں ہیں، بچے ہیں، بوڑھے ہیں نہ انہیں وقت کی پرواہ نہ موسم کا خیال ان سب دیوانوں کو بس ایک ہی دھن تھی کہ وقت کے اس امام

سے سلسلہ متصل ہو جائے۔ان کا دامن نصیب ہو جائے کہ قیامت کو کہیں ''تا جور ہم بھی ہیں'' یہ ایک دو دن کا منظر نہیں ہوتا تھا بلکہ تقریبا روزانہ کا کا معمول یہی تھا نہ جانے پوری دنیا سے کون انہیں اس در کا پتا بتا کر لے آتا تھا کہ ایک بار اس قطب کی زیارت کر لیں۔کیا خوب فرمایا

گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اس کے گیت پر
باغ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

آپ کی مقبولیت کا حقیقی ادارک تو آپ کے وصال کے وقت ہوا ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء کو جیسے ہی آپ کے وصال کی خبر عام ہوئی سب کے فکر وخیال میں بس ایک ہی بات محو گردش تھی ہمارا رہبر ورہنما چلا گیا اب ہم اہلسنت کا کیا ہوگا کیا عرب کیا عجم تعزیت ناموں کا نہ رکنے والا سلسلہ دراز شروع ہو گیا۔ بلاشبہ بدمذہبوں کے پھیلائے ہوئے فتنے تار عنکبوت کی طرح بکھر گئے جوانھوں نے صلح کلیت کی شکل میں بنایا تھا میل جول کی چمک دکھا کر عقائد کو تہس نہس کرنے والے فتنہ عظیمہ صلح کلیت کو اس طرح دکھایا جا رہا تھا گویا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا وجود ختم ہو چکا ہے لیکن آپ کے وصال کی خبر پاتے ہی روتے بلکتے، آہیں بھرتے نالہ زار امت مسلمہ کا سیلاب جب بریلی پہنچا۔ایسا عوامی سیلاب کہ اہل بریلی ہی کیا وہاں کے حاضرین نے بھی لوگوں کا اتنا مجمع کبھی نہ دیکھا تھا ہر چہار جانب انسانی سروں کا نظارہ ٹڈی دل تعداد کی عملی تعبیر امنڈتے سیلاب کی صحیح ترجمانی سب وہاں وقوع پذیر ہوا تو دنیا جان گئی امت مسلمہ آج بھی ایک ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا علم آج بھی بلند ہے صلح کلیت کا فتنہ غروب ہو چکا۔ یقینا تعداد جنازہ کی کثرت نے مسلک حقہ کی حقانیت کا اعلان کر دیا۔اللہ رب العزت اس امت کی وحدت ومحبت کو تاج الشریعہ کے صدقہ باقی رکھے مسلک اعلیٰ حضرت پر ہم سب کو قائم رکھے۔

چل دئے آنکھوں میں تم اشکوں کا دریا چھوڑ
کر رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر
ہر جگر میں درد اپنا میٹھا میٹھا چھوڑ کر
چل دئے وہ دل میں اپنا نقش والا چھوڑ کر
پس ممات نہ بدنام ہو تیرا اختر
الٰہی اس کو بچا لینا طعن اعداء سے

مفتی محمد مشتاق احمد قادری عزیزی
استاد و مفتی: جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک

حضور، ازہری میاں صاحب علیہ الرحمہ

۱۴۳۹

اسمِ گرامی: اسماعیل رضا عرف اختر رضا قادری ازہری۔

القاب وآداب: تاج الشریعہ، کامل علوم متداولہ، متبحر فقہی جزئیات، فقید المثال، مفتیٔ اعظم ہند، فخرِ ازہر، یادگارِ شانِ اسلاف، جامع الصفات، تاج الاسلام، آقائے نعمت، رفیع الدّرجات، جانشینِ مفتیٔ اعظم، وارث علومِ رضا، مجمعِ شریعت وطریقت، جامعِ معقول ومنقول، ماہر فروع واصول، صاحب تحقیق وتدقیق، منبعِ رشد وہدایت، شیخ الاسلام، نابغِ روزگار، عبقری شخصیت، قدوۃ العلماء والفقہاء، محدّثِ جلیل، حجۃ الخلف والسلف، فقیہِ زماں، قاضی القضاۃ۔

فضل وکمال: حضور ازہری میاں صاحب کا فضل وکمال عالم آشکارا ہے آپ جس علمی اور روحانی خاندان کے چشم وچراغ ہیں اُس میں کئی صدی پیشتر سے یکتائے روزگار شخصیات کا تسلسل ہے مجاہد آزادی علامہ رضا علی، علامہ نقی علی، اور مجدّدِ اسلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضور مفتیٔ اعظم ہند، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا، ، مفسرِ اعظم علامہ ابراہیم رضا جیلانی میاں، کی ظاہری اور باطنی شان وشوکت آپ کے وجود مبارک کی زینت ہیں الولد سرّ لابیہ کے مطابق اپنے خانوادہ کے تمام اہلِ شرف اشخاص کے وارث وامین ہیں۔

اِس حقیقت کی شاہد آپ کی مستعار کے قیمتی لمحات ہیں عشقِ رسالت سے لبریز دل، ملتِ اسلامیہ کے ساتھ ہمدردی، عرب وعجم کے اہل سنت سے خیر خواہانہ روابط اُن کی بروقت رہنمائی اور تربیت، قرآن وسنت کی اعلیٰ ترین خدمات، فقہ وفتاویٰ میں عبقریت، عربی زبان وادب پر

حیرت انگیز گرفت، اردو زبان وادب میں نعت نگاری کے ساتھ عربی میں برجستہ شعر گوئی پر بے نظیر قدرت، نوکِ قلم سے نکلے ہوئے ہزاروں محققانہ اور مدققانہ فتاویٰ، جد وجہد اور بے مثال علمی صلاحیت کی مظہر درجنوں کتابیں، نعتیہ دیوان، اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی کئی کئی کتابوں کے اردو تراجم، بیعت وارشاد سے عوام وخواص اہلِ سنت تک فیضانِ قادریت کی ترسیل، عرب وعجم کی تنہا سب سے زیادہ مقبول اور پُرکشش ذات یہ وہ حقائق ہیں جن کے آگے عام عقیدت مندوں، اہلِ شرف واہلِ وجاہت کے سرِ اعتراف خم ہیں۔

بزمِ تاثرات: آپ کا عہد حیات آپ کی دلکش ذات کی انتہائی حد تک دیوانہ دکھائی دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس جہاں میں جس نے جس طرح دیکھنا چاہا اُس نے اُسی طرح دیکھا اور اُس میں بھی دیکھنے والے نے بے مثال پایا اِسی لئے عقیدت وحقیقت میں ڈوب کر پوری فکری فراوانی اور فیاضی کے ساتھ اپنے گراں قدر تاثرات کو قلمبند کیا ہے ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے تحت کچھ تاثرات سپردِ قلم ہیں۔

(۱) مولانا اشرف آصف جلالی (پاکستان)

جامع معقول ومنقول ماہرِ فروع واصول صاحبِ تحقیق وتدقیق منبع رشد وہدایت امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم ومعارف رضا کے لئے ایک آئینہ کی حیثیت رکھتی ہے اور علم وعمل کے لحاظ سے معیار گردانی جاتی ہے آپ کو متعدد زبانوں پر دسترس حاصل ہے اس لئے آپ کی تبلیغی کاوشوں پر بڑے دوررس نتائج وفوائد مرتب ہوئے ہیں آپ کا حلقۂ ارادت بھی بڑا وسیع ہے اور ارادت مندوں کی تربیت کا بھی آپ خصوصی اہتمام فرماتے ہیں ایسی بہت سی اور متنوع مصروفیات کے باوجود آپ نے تصنیف وتالیف کے میدان میں واضح کردار ادا کیا ہے اِس وقت متعدد تصانیف زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر جہانِ تحقیق میں اپنا لوہا منوا چکی ہیں'' المعتقد المنتقد مترجم (ص: ۵۳)

(۱) محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری مدظلہٗ العالی لکھتے ہیں۔

''تاج الشریعہ علامہ ازہری صاحب زید مجدہٗ یگانۂ روزگار محقق اور صاحب بصیرت

عالم وفقیہ ہیں علم وفضل اور زہد تقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امامِ اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے وارثِ منفرد ہیں احقاق حق وابطالِ باطل کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں اِسی لئے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے حصولِ فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں'' المعتقد المنتقد مترجم (ص: ۴۲)

روحانی مقام:۔ آپ جہاں ظاہری علوم ومراتب میں اپنے خانوادے کے اکابرین کا عکس جمیل ہیں وہیں سلوک وتصوف اور روحانیت میں بھی اُن کے جانشین اور نائب ہیں یہی وجہ ہے کہ بیشتر کرامتیں آپ سے صادر ہوئیں جن کا باقاعدہ تحریر میں رکارڈ محفوظ ہے۔

اِسی سلسلے میں الجامعۃ الاسلامیہ روناہی ضلع فیض آباد یو پی کے سہ ماہی رسالہ بنام ''الجامعہ'' کے کئی سال قبل کے ایک شمارے میں میں نے پڑھا کہ آپ ملک شام کے دمشق شہر میں کسی بڑی علمی درسگاہ کے صحن میں بعد نمازِ عصر علماء شام کے جھرمٹ میں جلوہ فرما ہیں کہ اچانک آپ سے نزدیک ہی روڈ سے دمشق کے ایک عظیم بزرگ کا گذر ہوا جہاں انہوں نے دیکھا کہ جس صحن میں آپ جلوہ فرما ہیں وہاں سے قندیل کی مانند ایک اجالا آسمان کی جانب جاتا ہوا محسوس ہوا تو فوراً وہ بزرگ وہاں رک گئے اور چشم حیرت لئے اُسی صحن میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں آپ جلوہ فرما ہیں اور آپ کے وجود سے روحانیت کا نور نکل نکل کر اوپر کو بلند ہو رہا ہے

استاذِ جامعہ ازہر شیخ خالد ثابت مصری حفظہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔

میں نے شیخ کبیر اختر رضا ازہری دام ظلہٗ کے چہرے کی طرف دیکھا اِس حال میں کہ حسن وجمال اُن کو گھیرے ہوئے ہے اور سکینہ ووقار اُن پر غالب ہے اور میں نے صحیح عربی زبان میں اُن کے کلمات سُنے جو حق مبین کو بلند کرتے ہوئے اُن کے منھ سے قوۃ و فقاہت کے ساتھ نکل رہے ہیں تو میں نے خود کو پایا کہ میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ ''ذُرّیۃ بعضھا من بعض'' ایسی ذرّیت جس کا بعض بعض سے ہے یہ ایک عربی کا محاورہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ اپنے اجداد کے فضل وکمال کے وارث اور مظہر ہیں'' مسلکِ اعتدال (ص: ۸۹)

عالمی شہرت: آپ دنیا کے اُن بافیض بزرگوں میں ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے عالمی شہرت عطا فرمائی ہے عرب وعجم کے کثیر ایسے ممالک ہیں جہاں آپ کی تشریف ارزانی ہوئی اور وہاں کے لوگوں نے فیوض وبرکات خوب خوب لوٹا یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدوں میں اُن ممالک کے لوگ بھی ہیں جہاں عام پیرانِ طریقت کی رسائی نہیں ہوتی جن ممالک میں آپ جانے پہچانے جاتے ہیں اور وہاں آپ کے عقیدت مند مرید رہتے ہیں اُن کی ایک مختصر رپورٹ قاضی مفتی شہید عالم رضوی نے یوں پیش کی ہے:

''حضور تاج الشریعہ کے مریدین ہندوستان ، پاکستان ، بنگلہ دیش، لنکا، مارشش ، ہالینڈ، لندن، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ریاض، انگلینڈ، عراق، ایران، ترکی، لبنان، بیروت وغیرہ ممالک میں علما وفضلا ،شعراء وادباء مشائخ وفصحاء مفکرین ومحققین، مصنفین، قائدین، ریسرچ اسکالرس، پروفیسرس جیسے افراد پر مشتمل لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں جو آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

(المعتقد المنتقد، ص: ۸۴)

قابلِ رشک وصال پُرملال: ماضی کے تاریخی تسلسل سے یہ بات عالم آشکارا ہے کہ اہل اللہ کے وصال کے وقت کلمۂ طیبہ کا زبانوں پر جاری ہوجانا، کسی بہتر سے بہتر وقت میں وصال ہونا یہ اُن پر رب کے خصوصی انعامات کی نشانی ہے ساتھ ہی اس بات کا اعلان مقصود ہوتا ہے کہ یہ بندے میرے عام بندوں جیسے نہیں اِس لئے اُن کے لئے توفیق خیر کے سارے دروازے وا کردئے جاتے ہیں بطور نمونہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی یہ تحریر پڑھ لی جائے جس کو انھوں نے اپنے والد علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ کے وقت وصال کے بارے میں سپرد قرطاس کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''روز وصال نمازِ صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کئے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالتِ بے ہوشی میں نمازِ ظہر بھی ادا فرما گئے جس وقت روحِ پُرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا واللہ العظیم ایک نور ملیح اعلانیہ نظر آیا

کہ سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی پچھلا کلمہ کہ زبانِ فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا وبس'' الکلام الاوضح (ص: ۳۰)

اِس شان کے تسلسل کی ایک کڑی آپ بھی ہیں، وقتِ وصال کے قریب نماز عصر پڑھ کر باوضو مغرب کے انتظار میں تھے کہ اتنے میں اذان کی شیریں آواز آئی اور آپ نے جوابِ اذان کے قصد سے اللہ اکبر کا آغاز ہی کیا تھا کہ اتنے میں پیکِ اجل آ گیا اور آپ کلمۂ تکبیر کا ورد کرتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا اِلَیہِ راجعُون

ایک ممتاز جنازہ: آپ کے جنازہ میں دیوانوں اور پروانوں کی کثرت ایک عالمی ریکارڈ بن گئی ہے آپ سے پہلے بھی بڑی بڑی شخصیتیں اس شان کی گذری ہیں علامہ شامی علیہ الرحمہ کے بارے میں تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ اُن کے جنازہ میں لوگوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے حکومتِ وقت نے پورے ملک کی فوج لگا دی تھی تب جا کر شرکاء جنازہ کو کنٹرول کیا جا سکا، آپ کے نانا جان حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے جنازہ میں بھی عاشقوں کی بھیڑ کم نہ تھی۔ سوانح نگاروں کے مطابق آپ کے جنازہ میں تقریباً بیس لاکھ کا مجمع تھا۔

لیکن آپ کے جنازہ نے ماضی کے تمام ریکارڈ کو توڑ دیا ایک محتاط اندازے کے مطابق ستّر لاکھ لوگ جنازہ میں شریک ہوئے ملک اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے دیوانوں کو دیکھ کر انتظامیہ دم بخود تھی کہ آج تک بریلی تو کیا دنیا کے کسی ملک میں کسی کے جنازے میں اتنی تعداد میں لوگ شریک نہ ہوئے۔

ع۔ یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔

علامہ انیس عالم سیوانی
جنرل سکریٹری: امام احمد فاؤنڈیشن، لکھنؤ

حضور تاج الشریعہ غوث اعظم کی عظیم کرامت تھے

کرامت کہتے ہیں اس خرق عادت کو جس کا ظہور اولیاء اللہ کے بدست ہوتا ہے، کرامت انسان کے عقل وفہم سے ماوراہوتی ہے، جس تک سب کی رسائی نہیں ہوتی الّا یہ کہ اللہ اپنے کرم سے جسے بہرہ ورفرمادے۔

آج کے دور میں جب ہم نبیرۂ اعلیٰ حضرت، سیدی، مرشدی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات وشخصیت پر نظر ڈالتے ہیں تو یقین اوراذعان کی آخری منزل پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مرشد عرب وعجم حضور تاج الشریعہ جن اوصاف وکمالات اور محاسن کے جامع تھے کسی فرد واحد میں اُن خوبیوں کا مجتمع ہونا بہت کم دیکھنے یا سننے میں آتا ہے، بیک وقت ایک شخص عالم وفقیہ، مصنف ومحقق، محدث وادیب، حق گو، حق پسند، بیباک ہواوران سب پر مستزاد یہ کہ وہ اپنے اقوال وفتاویٰ پہ عامل بھی ہو، حق بات کہنے میں اپنوں اور بیگانوں کا فرق نہ کرتا ہو، اہل زمانہ کی تعریفوں سے بے نیاز، حاسدین اور معاندین کے سب وشتم سے بے پرواہ، اہل سنت کے لیے نرم گوشہ اور خدا ورسول کے باغی وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، رافضیوں اور صلح کلیوں کے لیے اشداء علی الکفار کی تفسیر یہ شان اور مقام ماضی قریب میں صرف اور صرف میرے شیخ اور مربی، آقائے نعمت، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے۔

اُن کی عزت وکرامت اور شرافت ونجابت کا منکر درحقیقت خائب وخاسر اور دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہے، اُن کی ذات حق کی برہنہ شمشیر اور باطل کو خاکستر کرنے کے لیے شعلہ افگن تھی۔

دنیا میں شاید کوئی مذہبی، سیاسی یا سماجی ایسی شخصیت ہو جس کے چاہنے والے اور محبت کرنے والے اتنی بڑی تعداد میں ہوں، وہ یکجائی ویکسوئی کے خواہاں، دنیا سے بھاگنے والے لیکن ان کے فدائیوں اور جانثاروں کا کیا پوچھنا ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے قرار نظر آتے تھے، ایسا لگتا ہے کہ مخلوق خدا کے دلوں میں اُن کی محبت کسی نے ڈال دی ہو، وہ سامنے ہوں تو عقیدت کیش اُن کے نورانی جلوؤں میں کھوئے رہتے، نظروں سے اوجھل ہوں تو اُنہی کی یادوں اور باتوں میں مشغول رہتے، آج بظاہر وہ نہیں ہیں لیکن اُن کی روحانیت اور ان کا تصرف واختیار زمین والوں کے قلوب میں جاری وساری ہے۔

اسی لیے مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی عام انسان نہیں، لیکن فرشتہ بھی تو نہ تھے، پھر گونا گوں خوبیاں اور کمالات نیز اس قدر ان کے نام کا مخلوق کی زبان پر جاری ہونا؟

یہ سب اس دریائے رحمت کا فیض عام ہے جس کے دربار میں صبح کا سورج ہر روز سلامی پیش کرتا ہے اور غروب ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے، جس کی حکومت اور سلطنت زمین کے گوشے گوشے میں جاری ہے، جن کی بولی خدا کی بولی، جن کی ناراضگی عتاب الٰہی کا باعث، جو غوث الثقلین، شہنشاہ ولایت، قطب الاقطاب، غوث اعظم کے منصب عظیم پر فائز ہیں یہ انہیں کی عطائے خاص ہے۔

ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی غوث اعظم کا نائب اور مظہر ہوتا ہے اور میرے قلب پر جیسے یہ بات کوئی القا کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی اپنے دور میں غوث اعظم کے نائب اور مظہر تھے، اعلیٰ حضرت کے جانشین حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں (۱۲۹۲ھ/ ۱۸۹۲ء متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) اپنے وقت میں نائب غوث اعظم تھے، سرکار مفتی اعظم علامہ محمد مصطفی رضا خاں (۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء متوفی ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) اپنے وقت کے نائب غوث اعظم تھے، سرکار مفتی اعظم کے جانشین اور علوم اعلیٰ حضرت کے وارث وامین حضور تاج الشریعہ بھی غوث اعظم کے نائب اور مظہر تھے، اسی لیے ہر موڑ پر ان بزرگوں کی تائید وحمایت سرکار بغداد سے ہوتی رہتی تھی، حالات چاہے جیسے ہوں، مخالفتوں کے طوفان میں بھی مشائخ بریلی وہی کہتے تھے جو حق ہوتا۔

بریلی شریف کے مخالفین کی تعداد اتنی بڑی اور فہرست اتنی طویل ہے کہ مخالفین کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ دنیا سے بریلی کا نام ونشان مٹ جائے گا، کتنے ادارے تعلیم وتربیت سے

زیادہ زور بریلی کی مخالفت پہ صرف کررہے ہیں، بہت سے وہ ہیں جن کی زندگی کا نصب العین اور مقصد حیات ہی بریلی شریف اور بالخصوص جانشین سرکار مفتی اعظم علامہ ازہری علیہ الرحمہ کی توہین وتحقیر ہے، کچھ وہ ہیں جو حالات دیکھ کر رنگ بدلتے رہتے ہیں، کہیں کچھ کہیں کچھ، متعدد خانقاہیں، حسد اور جلن کی آگ میں جل جل کر خاک ہورہی ہیں، کچھ لوگ ’’پدرم سلطان بود‘‘ کے سہارے بریلی کی عظمت کے منکر ہیں۔

وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، نیچریوں وغیرہ سے زیادہ اس وقت مرکز اہل سنت کو نام نہاد سنیوں سے نقصان پہنچ رہا ہے، لیکن اس سب کے باوجود مخالفین، بریلی شریف کی حیثیت عرفی کو ختم کیا کرپاتے، کہ کم کرپانے میں بھی بُری طرح ناکام ہیں، بریلی شریف کے خلاف کئی تحریکیں، کئی تنظیمیں اور کتنے آستینوں کے سانپ کام کررہے ہیں، بہت سے رسائل وجرائد، کتنے اوباش، لاخیرے شوشل میڈیا کے ذریعے، پروانچل کے ایک بڑے مدرسے کے ذمہ دار اپنے اساتذہ اور طلبہ کے ذریعہ عوام وخواص میں انتشار کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں، لیکن اُن کے نشانے مسلسل خطا کررہے ہیں، اُن کا ہر داؤ الٹا پڑ رہا ہے، ان کی تمام تر فریب کاریاں عبث ثابت ہورہی ہیں، اور بریلی شریف کا سورج ہر صبح نئی آن بان شان کیساتھ طلوع ہو رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت پر حملہ کرنے والے، اُن کی قدر ومنزلت کو گھٹانے کی کوشش کرنے والے، ان کے خلاف بکواس کرنے والے دنیا میں بھی رسوا ہورہے ہیں اور آخرت میں تو ذلت وخواری ان کا مقدر ہے ہی۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، وارث علوم رضا، جلوۂ حجۃ الاسلام، مظہر مفتی اعظم، تاج الاسلام سیدی، سندی، مرشدی علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ کے وصال پُرملال سے پہلے تک مخالفینِ بریلی شریف کا نظریہ اور پروپیگنڈہ یہ تھا کہ بریلی اپنے وجود کی جنگ لڑ رہا ہے، مرکز کی مرکزیت آخری سانسوں کے سہارے چل رہی ہے، جیسے تاج الشریعہ کی آنکھ بند ہوگی تمام سنیوں کو ہم اپنے نرغے میں لے لیں گے اور صلح کل کا پرچم بلند ہوجائے گا، لیکن دنیا نے دیکھا کہ بریلی کی شان ہر صبح وشام دوبالا ہورہی ہے، کیوں نہ ہو حکومت تو سرکار بغداد کی ہے، جو ان کے چہیتوں سے اور محبت کرنے والوں سے ٹکرائے گا برباد ہوجائے گا، ان کا کتا شیر کا جبڑا پھاڑ ڈالتا ہے۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

بریلی کی پشت پناہی سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کی جناب سے ہو رہی ہے پھر کس کی مجال ہے جو بریلی والوں کا جھنڈا نیچا کر دے، اُن کی عظمت کا پھریرا آسمان کی بلندیوں پر لہرا رہا ہے۔ ان کے چاہنے والوں سے زمین کی وسعت تنگ پڑ رہی ہے اور ان کی رفعتوں کے ڈنکے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں، جس کی حمایت شہنشاہ ولایت، تاجدار اولیاء، سیدنا سرکار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی متوفی ۴۷۰/۵۶۱ھ فرمائیں اسے دنیا میں کوئی زیر کرنے والا نہیں، کیونکہ ان کی حکومت اور ان کا اختیار جن و بشر ہی نہیں ہواؤں اور سمندر کی لہروں پر بھی ہے، اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ میرے شیخ اور مرشد، ماویٰ وملجا حضور تاج الشریعہ سرکار غوث اعظم کی کرامتوں میں سے ایک زندہ کرامت تھے۔

جن اوصاف وکمالات کے وہ حامل تھے ان کے تصور سے فکر وخیال کی دنیا عاجز ودرماندہ نظر آتی ہے۔

لوگوں کو اپنا بنانے کے لئے بعض لوگ چاپلوسی کرتے ہیں، پروپیگنڈہ کا سہارا لیتے ہیں تنخواہ دار ملازم رکھتے ہیں، جا بجا برانچیں قائم کرتے ہیں، دولت وحکومت اور سیاست کا سہارا لیتے ہیں، حرام حلال کی تمیز ختم کر دیتے ہیں، اسلام اور کفر کا فرق مٹا دیتے ہیں، باطل فرقوں سے یارانہ اختیار کرتے ہیں تا کہ لوگوں کی نظروں میں محبوب بن جائیں لیکن نتیجہ رسوائی ونامرادی کے سوا کچھ نہیں۔

ان حالات میں ذرا نظر ڈالیں حضور تاج الشریعہ کی ذات پر تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ کسی سیاسی آدمی یا سیاست سے کوسوں دور تھے، ملک کا وزیر اعظم بریلی آتا ہے لیکن آپ بریلی چھوڑ کر بہیڑی چلے جاتے ہیں کہ اس رسوائے زمانہ نامراد نرسمہا راؤ سے سامنا نہ ہو، اہل دولت وثروت کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے، سینکڑوں اور ہزاروں کی بھیڑ عموماً دروازے کے باہر کھڑی رہتی کہ ایک جھلک دیکھنے کو مل جائے لیکن براہ راست اس کا بھی موقع کم ہی خوش نصیبوں کو مل پاتا، بیجا کسی کی شان بیان نہ کرتے، مخالفین تک کے بارے میں نازیبا کلمات نہ فرماتے، ایک ایسا گھرانہ جو اپنے وجود کے الف سے ی تک بریلی کا مرہون منت ہے، جن کو بریلی کا احسان مند ہونا تھا لیکن احسان فراموشی اور بیوفائی کی کوئی سرحد انہوں نے نہ چھوڑی بلکہ وہابیوں، دیوبندیوں ہی کو نہیں شیطان

مردود کو بھی انھوں نے بے غیرتی اور بے مروتی میں ہزاروں میل پیچھے چھوڑ دیا ہے، حالانکہ بریلی کی ایک آواز پہ ان شر پسندوں کے ناپاک وجود سے دنیا پاک ہوجاتی لیکن کبھی بھی اس عالی ظرف محسن نے ان بدبختوں کے خلاف زبان نہ کھولی، آپ کی ذات کو نشانہ بنانے والے خواہ ناگپوری نابکار ہوں خواہ بھدرک کے سڑے دماغ عیاش مصنوعی پیر یا پھر کوئی غیر مہذب، بدتمیز بھیا، تاج الشریعہ نے ان کی بے حیائیوں اور بدتمیزیوں پر کوئی ایکشن نہ لیا، ہاں جس کسی نے مذہب ومسلک سے بغاوت کی، بدمذہبوں سے یارانہ گانٹھنے کی وکالت کی، اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کو آنکھ دکھانے کی کوشش کی تو پھر تاج الشریعہ نے اسے برداشت نہیں کیا، حکم شرع سنانے میں کبھی رعایت نہیں برتی، کتنے لوگ غلطیاں کرکے اس خواب میں محو استراحت تھے کہ ہم فلاں ہیں فلاں کے بیٹے ہیں، ہم نے بریلی کا جھنڈا بلند کیا ہے اس لیے ہم سے محاسبہ نہیں ہونا چاہئے لیکن اس مردحق آگاہ نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی کہ حکم شرع کی زد پہ کوئی سربراہ اعلیٰ آرہا ہے یا محقق فرسودہ خیال، یا خطیب کنگال یا داعی بے لگام، شریعت کے معاملے میں اس ذات نے صرف وہی کہا اور وہی لکھا جو اس کے نزدیک کتاب وسنت اور کتب فتاویٰ سے مستفاد تھا، اس کا ثمرہ یہ ملا کہ طوفانوں کی زد پہ، ہواؤں کی دوش پہ، موجوں کے تلاطم میں بھی اُس ذات کی عظمت ورفعت کا چراغ روشن رہا، جب وہ ذات دنیا سے گئی تو ایسا لگا کہ اس زمین پر ہی نہیں آسمان پر بسنے والے بھی اس شخصیت کے جلوس جنازہ میں شرکت کرنے کو سعادت سمجھ رہے تھے، خدایا! اس شمع ہدایت کی کرنوں کو اور منور فرمادے جس کے وجود مسعود کی برکتوں سے ایک عالم مستنیر ہو رہا تھا۔

مفتی سید آصف اقبال رضوی
پرنسپل جامعہ بنات الصالحات، ناسک

حضور تاج الشریعہ بحیثیت مرشد کامل

ہر ایک مقام و مرتبہ کے لئے کچھ نہ کچھ لیاقت و صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک انسان اپنے اندر خوبیاں پیدا نہیں کر لیتا وہ کسی رتبہ کا حق دار و مستحق نہیں قرار پا سکتا ہے، اسی ضابطہ کے تحت امام اہل سُنّت، مجدّد دین و ملّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عاشق ماہِ نبوت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک کامل مرشد ہونے کے لئے بھی چار شرائط کا جامع ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

۱) شیخ خوش عقیدہ سُنّی مسلمان ہو۔
۲) فاسق معلن نہ ہو۔ یعنی اعلانیہ غیر شرعی کام نہ کرتا ہو۔
۳) عالم ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے تلاش کر لیتا ہو۔
۴) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا ہو۔

(ملخصًا فتاوٰی رضویہ جلد ۲۱ / کتاب الحظر والاباحۃ ص ۵۰۶-۵۰۵ مطبوعہ پوربندر، گجرات)

ان چار شرائط کی کسوٹی پر فی زمانہ پائے جانے والے مرشدانِ طریقت کو اگر پرکھا جائے تو بہت سے نااہل ثابت ہو جائیں گے، بلکہ بہت کچھ تو مرید بننے کے بھی لائق نا ہوں گے چہ جائیکہ مرشد بننا!

لیکن اگر انہیں شرائط پر عالمِ اسلام کے روحانی پیشوا، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، جانشینِ مفتیٔ اعظم پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، سیدی، مرشدی، تاج الشّریعہ، حضور

اختر رضا خان قادری، برکاتی ،رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ کا جائزہ لیا جائے تو موجودہ دور میں صرف مرشد ہی نہیں بلکہ مرشدوں کے بھی تاج دار نظر آتے ہیں۔

شرط اول خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونے کو اگر دیکھا جائے تو کہنا پڑیگا کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ نہ صرف سنّی تھے بلکہ سنّی گر تھے اور اسی عقیدۂ حقہ کی ترویج و اشاعت کرنا آپکا مقصد اہم تھا، آپ نے نظم ونثر، تحریر وتقریر، قول وعمل اور اپنی ہر ہر ادا سے اسی مسلک و مذہبِ حق اہل سُنّت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت ہی کی تبلیغ و اشاعت فرمائی ہے۔حضور تاج الشریعہ کے یہ اشعار اُن کے پاکیزہ عقائد وتعلیمات کے مظہر ہیں ؎

جہاں بانی عطا کردیں ،بھری جنّت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر ،جان ومال ان پر فدا کر دیں

عشق رسالت جانِ ایمان ہے ایک سچّا ایمان والا جہاں مصطفی جانِ عالم سے پیار کریگا وہیں ان کے گستاخ کو ذلیل ورسوا بھی جانے گا اور دشمنانِ رسول پر لعنت بھیجے گا اس رنگ کو لئے ہوئے ان اشعار کو بھی ملاحظہ کریں ؎

جو جنونِ خلد میں کوؤں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیمِ تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

اور یہ بات تو اظہر من الشّمس ہے کہ جو سرکار تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر مرید ہوا، یا جس نے حضور تاج الشریعہ کو دیکھ بھی لیا وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، کیسا ہی بے پڑھا لکھا اور شریعت کے مسائل سے نا آشنا ہو وہ وہابیہ، دیابنہ سے سخت متنفّر و بیزار رہتا ہے۔

پیر کامل کی دوسری شرط فاسق معلن نہ ہو۔ بالفاظ دیگر پیر کامل وہی ہوگا جو متبع شریعت ،صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔

اس دوسری شرط کی روشنی میں آج کل کے پیروں کا حال ملاحظہ کیا جائے تو معاملہ پورا کا پورا چوپٹ نظر آتا ہے۔عورتوں سے مصافحہ، پیر صاحبان کی تنہائی میں خواتین سے ملاقاتیں ،عورتوں سے پیر دبوانا، ہاتھ چُموانا، نمازوں کی ادائیگی میں لاپرواہی، مزامیر کو تو پشتینی وراثت سمجھنا،اس پر مستزاد یہ کہ ویڈیو شوٹنگ ،فوٹو گرافی تو کارثواب کی طرح برضا ورغبت بلکہ بڑے ہی ذوق وشوق سے کروانا!!! اس سے بھی گرے ہوئے گریڈ کے پیر فقیر پائے جاتے ہیں ان کی بات یہاں کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

جبکہ اسی شرط کی روشنی میں سیدی، آقائی مولائی مرشدی تاج الشریعہ کا جائزہ لیا جائے تو آپ سرتاپا شریعت کے عامل نظر آتے ہیں ،صوم وصلوٰۃ کا تو یہ حال تھا کہ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا مرض، کمزوری ہو یا توانائی کسی حال میں بھی نماز کی ادائیگی میں غفلت نہیں فرماتے ،نماز کا وقت ہوتے ہی اسٹیشن ہو یا ایئر پورٹ مناسب مقام پر نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا کرتے۔ اتباع شریعت کی زبردست مثال وقت وصال کے احوال سے پتہ چلتی ہے کہ سیدی، سرکار تاج الشریعہ کو وصال سے قبل ہاسپٹل سے کاشانۂ اقدس پر لایا گیا، آپ نے تازہ وضو کر کے نماز عصر ادا فرمائی اور شہزادۂ عالی وقار جانشینِ تاج الشریعہ حضرت عسجد رضا صاحب قبلہ سے دلائل الخیرات شریف سماعت فرمائی پھر نماز مغرب کا انتظار کرنے لگے غروب آفتاب کے بعد اذانِ مغرب ہونے لگی تو اذان کا جواب دیتے رہے اور دم اخیر اللہ، اللہ، اللہ، اللہ اکبر فرمایا اور روح انور قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

تھی زبان پاک پر اللہ اکبر کی صدا
روحِ اختر جب بریلی سے سوئے جنّت چلی
حضرت تاج الشریعہ اب ہیں جنّت کی بہار
ایک گل جانے سے گلشن کی گلی سونی ہوئی

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰ پر حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے حدیث شریف منقول ہے: انّما الاعمال بالخواتیم یعنی خاتمہ پر اعمال کا مدار اور جنّت ودوزخ کا انحصار ہے۔ سرکار تاج الشریعہ کے آخری احوال بتا رہے ہیں کہ وہ کس درجہ کے متبع شریعت تھے ان کا لقب ”تاج

الشریعہ" ایسے ہی زبان زدِ عام و خاص نہیں ہوا، سچ کہا ہے کہنے والے نے "زبانِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو" ان کا کوئی قول و عمل شریعت کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ شریعت کا آئینہ دار ہوتا۔ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ اس دور پر فتن میں اصل شرعی منہج پر اگر کوئی گامزن تھا اور حقیقی شریعت کا کوئی داعی اور مبلغ تھا تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہی تھی۔ اگر اس دور پر فتن میں فخر ازہر، حضور تاج الشریعہ کی بارعب، متصلب فی الدین، گراں قدر شخصیت نہ ہوتی تو آج کے مغلوب الفکر، مصلحت پرست، صلح کلّیت کا مزاج رکھنے والے نام نہاد علما و مشائخ فقہ وفتاوی کی درگت بنا دیتے۔

لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ، تصویر کشی کا معاملہ، ٹی وی، مووی، ویڈیو، علماء کونسل کا مسئلہ، سنی وہابی اتحاد، سرو دھرم سمبھاؤ کا معاملہ، وندے ماترم کا حکم، جن گن من کی شرعی حیثیت، چین کی گھڑی کا حکم، لفظِ کملی کا مسئلہ، اللہ میاں کہنے کا حکم، ٹائی باندھنے کا مسئلہ یہ وہ مسائل ہیں جن کی رو میں بڑے بڑے جبّہ و دستار والے لڑکھڑاتے، ڈگمگاتے بلکہ ٹھوکریں کھا کر گرتے پڑتے نظر آتے ہیں مگر اس دلدل نما، ناسازگار حالات میں بھی ایک تاج الشریعہ ہی وہ مرد آہن تھے جنھوں نے اپنے آباو اجداد کے طرز پر عمل کرتے ہوئے غیروں کی دسیسہ کاری اور اپنوں کی ناراضی کو خاطر میں نہ لا کر کلمۃ الحق بلند فرمایا اور شریعت کا جو فتوی تھا اسے ظاہر فرمایا ؎

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بے گانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ کا ہالینڈ کا سفر ہوا، جلسہ میں بہت سے ڈاکٹر، پروفیسر اور بڑے بڑے آفیسر ٹائی لگا کر شریک اجلاس تھے، آپ نے سب کی موجودگی میں ٹائی کی حقیقت اور ٹائی کے متعلق عیسائیوں کے عقیدے اور ٹائی کی تمام اقسام کی وضاحت پر مشتمل پُر مغز، معلوماتی خطاب فرمایا، جلسے کے بعد اس مسئلہ پر آپ سے استفتا کیا گیا جس کا آپ نے دلائل و براہین سے مرصع مکمّل تشفّی بخش بلکہ مسکت جوابِ لاجواب

ہالینڈ روانہ کیا، اسی موقع سے آپ کی بہترین کتاب "ٹائی کا مسئلہ" وجود میں آئی۔

مفتی عابد حسین قادری (جمشید پور) اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

"میرے دور طالب علمی میں الجامعۃ الاشرفیہ کے ایک خاص موقع سے ازہری میاں

قبلہ کا ورود مسعود ہوا تھا، وہاں آپ کی اقتدا میں مغرب کی نماز پڑھنے کا راقم الحروف کو موقع ملا حضرت نے غالبًا سورۂ والضحٰی کے آخری کلمہ ''فحدث'' کی "ثا" کو رکوع میں جاتے وقت'' اللّٰہ اکبر'' کے لام سے ملاتے ہوئے رکوع کیا۔ دوسری رکعت میں بھی کسی سورہ میں بھی اسی طرح کیا۔ عام طور پر امام لوگ اس طرح نہیں کرتے اس لئے یہ میرے لئے باعث خلجان ہوا مگر کتابوں کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ آپ کا یہ عمل فقہائے کرام کی تصریحات کے عین مطابق تھا۔

" آخر سورہ میں اگر اللہ عزّ وجلّ کی ثنا ہو تو افضل یہ ہے کہ قرأت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے "و کبّرہ تکبیرا اللہ ا کبر ،واماّ بنعمة ربّك فحدّث اللہ ا کبر''یعنی ثا''کو زیر پڑھے) اور آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قرآن پر ٹھہرے پھر "اللہ ا کبر " کہے جیسے ان شانئک ھو الابتر "میں وقف و فصل کرے پھر رکوع کے لئے "اللہ ا کبر " کہے اور اگر دونوں نہ ہو تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔"

مرشد کامل کے لئے تیسری شرط ہے عالم ہونا کہ اتنا علم رکھتا ہو کہ ضرورت کے مسائل کتابوں سے تلاش کر لیتا ہو۔

موجودہ دور کے پیر حضرات عمومًا اس شرط سے عاری و خالی نظر آتے ہیں عالم ہونا تو درکنار صحیح ناظرہ خواں بھی نہیں ہوتے ، زیادہ تر پدرم سلطان بود کے نعرہ لگانے والے ہوتے ہیں تو کچھ چند ایک اردو کتابیں پڑھ کر رعب جھاڑتے پھرتے ہیں مگر جب نظر پڑتی ہے گلستانِ رضا کے گل شاداب، چرخ رضا کے آفتاب و ماہتاب، مفتیٔ اعظم کے خزانۂ علمی کے درّ نایاب، اسم بامسمّٰی تاج الشریعہ، بدر الطریقہ پر تو آپ کے علمی وقار و جاہ و جلال کی تابانیوں سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اور عقل و فہم دنگ رہ جاتے ہیں۔ آپ علمی اعتبار سے اپنے نامور آبا و اجداد کے سچّے جانشین نظر آتے ہیں، آپ میں بیک وقت جد اعلیٰ، مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا فقہی تبحر اپنے نانا مفتیٔ اعظم ہند کی شان افتا، اور دادا جان حجّۃ الاسلام کا زہد و ورع، حسن جمال سب کچھ بدرجۂ اتم موجود تھا، آپ عالم کیا عالم گر تھے، ملک و بیرونِ ملک کثیر تعداد میں آپ کے شاگرد علما پائے جاتے ہیں، کئی مشائخ

نے آپ س سے سند حدیث حاصل کی ہے۔

آپ عالم، فاضل مفتی، محدّث، مدقّق دینی علوم کے علاوہ بہت سارے دنیاوی علوم کے بحر بیکراں تھے، بڑی سادگی سے مضبوط دلائل پیش کر دیتے سمجھنے والا سمجھ جاتا مگر اہل علم بنظر عمیق مطالعہ کرتے تو پتہ چلتا کہ اس خاموش تحریر کی پہنائیوں میں کیسا علمی سیل رواں جاری ہے۔

مفتی محمد اختر حسین قادری (جمد اشاہی) رقمطراز ہیں:

" کسی نے سوال کیا کہ تراویح کی چار رکعت کے بعد ہر ترویحہ میں جماعت کے چند افراد بلند آواز سے تسبیح پڑھتے ہیں پھر امام دعا مانگتے ہیں اس کے بعد پھر چند افراد پہلی ترویح میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف دوسری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوتھی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اور پانچویں میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعریف اور دوسری سے لے کر پانچویں تک تذکرۂ خلافت کرتے ہیں یہ عمل عرصۂ دراز سے ہوتا چلا آرہا ہے۔

مندرجہ بالا عمل کرنا درست ہے یا ناجائز؟ ایسا کرنے میں شرعی رکاوٹ ہے یا نہیں؟

آپ فرماتے ہیں:

الجواب: جائز ہے کہ مانع شرعی کوئی نہیں۔ حدیث میں ہے مارأہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا جانیں تو اللہ کے نزدیک بھی وہ اچھا ہے پھر ہمارے ائمۂ اعلام فرماتے ہیں کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگوں کو اختیار ہے چاہیں تو تسبیح پڑھیں یا قرأت کریں یا خاموش رہیں یا تنہا نماز پڑھیں درّ مختار میں ہے: ویخیّرون فی تسبیح و قرأۃ و سکوت و صلاۃ فرادی اور امور مذکورہ کچھ متعیّن نہیں ورنہ اہل مکّہ طواف نہ کرتے ردّ المحتار میں ہے واہل مکّۃ یطوفون اور جہت متعیّن نہ ہونا ظاہر تو ممانعت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ماہنامہ سنّی دنیا، بریلی شریف، ص ۱۳-۱۲ فروری مارچ ۲۰۰۲ء)

اس ارشاد پر غور فرمائیں تو واضح ہوگا کہ حضرت تاج الشریعہ نے کس ایجاز و حسن بیان سے چند جملوں میں مدلّل، مکمّل جواب عنایت فرمایا ہے اور حدیث و اصول فقہ اور ارشاد فقہا سے فتوٰی کو

مزیّن فرمادیا ہے۔

آپ نے اصل حکم بیان فرمایا کہ یہ طریقہ جائز ہے پھر اس پر تین شہادت پیش فرمائی اوّل اصول فقہ کا یہ ضابطہ کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو جب تک کسی دلیل خاص سے عدم جواز ثابت نہ ہو تو اس طریقہ کو ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ دوم: حدیث پاک کہ عامۂ مسلم جسے اچھا جانیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے اور اس طریقہ کو کوئی ایمان والا ناجائز نہیں کہتا تو عموم حدیث میں یہ بھی داخل ہے۔ سوم: فقہ کا جزئیہ کہ ترویحہ میں کیا کیا جائے۔ اور پھر اس جزئیہ سے مسئلۂ دائرہ کے حکم کا استخراج فرمایا اور مزید اس استخراج کی صحت کو ردّالمحتار کے حوالے سے مزیّن بھی فرمادیا۔

اس فتویٰ میں جو اختصار اور جامعیت اور بیان میں وضوح وظہور کے فنّی محاسن وکمالات جلوہ گر ہیں اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے"

"بہت ساری مساجد خصوصًا شہر ممبئ میں کی تعمیر اس طور پر کی جاتی ہے کہ منبر کا کچھ حصّہ دیوار کی محاذات سے آگے نکلا ہوا ہے عمومًا پہلی صف منبر کے دائیں بائیں قائم کی جاتی ہے اس طرح صف بندی کے متعلّق حضور تاج الشریعہ کے کمال فقاہت اور استدلال واستنباط کی غیر معمولی صلاحیت کی بکھری کرنیں مشاہدہ کریں آپ رقمطراز ہیں:

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دربارۂ صفوف شرعًا تین باتیں بتاکید اکید مامور بہ ہیں اور تینوں آج کل معاذ اللہ کالمتروک ہو رہی ہیں یہی باعث ہے کہ مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلی ہوئی ہے۔ اوّل تو یہ کہ صف برابر ہو خم یا کج نہ ہو مقتدی آگے پیچھے نہ ہوں سب کی گردنیں شانے ٹخنے آپس میں محاذی ایک خط مستقیم پر واقع ہوں جو اس خط کہ ہمارے سینوں سے نکل کر قبلۂ معظّمہ پر گذرا ہے عمود ہو۔ دوم: اتمام کہ جب تک ایک صف پوری نہ ہو دوسری نہ کریں۔ سوم: تراصّ یعنی خوب مل کر کھڑا ہونا کہ شانہ سے شانہ ملے۔

اقول ظاہر ہے کہ جب منبر کے دائیں بائیں صف بندی کریں گے تو دوسرا تیسرا اور جو صفوں میں ملحوظ ہے اور شرعًا بتاکید مطلوب ہے اس کی تعمیل نہ ہوسکے گی۔ اور پہلا امر ہی مفقود ہے جو ادنیٰ تامل سے ظاہر ہے اگرچہ ایک ہی سیدھ میں دونوں طرف والے

کھڑے ہوں کہ جب بیچ میں منبر حائل ہے تو اس صورت میں نہ عرفاً برابر کھڑا ہونا صادق ہے۔ نہ شرعاً محقق ہے اور اگر ایک سیدھ میں نہ کھڑے ہوں تو یہ صف بالکلیہ معدوم ہے۔

لہٰذا بلاضرورت اس طرح ممبر کے دائیں بائیں صف بندی کرنا ان احادیث صحیحہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے اور اس صورت میں کراہت صرف اس نامکمل صف والوں پر ہی نہ ہوگی بلکہ ان کے پیچھے صف بندی کرنے والے بھی اس کراہت کے مرتکب ہوں گے۔

چوتھی قباحت اس صورت میں لازم آئے گی کہ امام وسط صف میں نہ ہوگا حالانکہ شرعاً یہ مطلوب کہ امام وسط صف میں کھڑا ہو۔

(ملخصًا فتاویٰ مرکزی دارالافتا بریلی شریف، ص ۳۷)"

مرشد کامل کی چوتھی شرط ہے کہ اس کا سلسلۂ ارادت حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متّصل ہو۔ موجودہ دور پرفتن میں کہیں تو سلسلہ ہی منقطع ہے کہ باپ نے اجازت وخلافت دی ہی نہیں اور بیٹا بطور وارث جانشین بن بیٹھا، یا پھر مرشد مجاز بدعقیدہ یا گمراہ ہے جسے دین وشریعت عقائد ومسلک کی کوئی پرواہ ہی نہیں۔ ایسے ہوش ربا ماحول میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ کی ذات پاک پر نظر پڑتی ہے تو بس دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے۔ سیدی سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے والد حضور مفسر اعظم ابراہیم رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت حاصل ہے۔

سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت وخلافت پانچ طریقوں سے آپکو حاصل ہے (۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اہدائیہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منوّریہ۔ آپ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ ہی میں اکثر مرید کیا کرتے تھے کہ اس سلسلہ کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے سلسلۃ الذہب (سونے کی زنجیر) فرمایا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ کی اجازت وخلافت آپ کو دو طریقوں سے حاصل ہے ۱۔ چشتیہ نظامیہ، ۲۔ چشتیہ صابریہ۔

سلسلۂ نقشبندیہ کی اجازت وخلافت آپ کو دوطریقوں سے حاصل ہے ۱۔نقشبندیہ علائیہ،
۲۔ نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ

سلسلۂ سہروردیہ کی اجازت وخلافت بھی آپکو دوطریقوں سے حاصل ہے ۱۔سہروردیہ قدیمہ
۲۔ سہروردیہ جدیدہ۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاسل کی اجازتیں خلافتیں حاصل تھیں۔

بلا شبہ آپ مرشد کامل کی چاروں شرائط کے جامع تھے صرف ہندو پاک ہی نہیں بلکہ دنیا کے اکثر علاقوں میں آپ کے مریدین وخلفا بکثرت پائے جاتے ہیں۔آپکے پردہ فرمالینے سے اہل سنت و جماعت کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے، جب سے وصال ہوا ذہن میں وہی شعر گردش کررہا ہے جو کبھی راز الہ آبادی نے حضور مفتیٔ اعظم ہند کی شان میں کہا تھا ؎

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس دہر میں تھک جاؤگے
ایسا مرشد نہ زمانے میں کہیں پاؤگے

مفتی شمس الدین رضوی
صدر المدرسین: دار العلوم غوث اعظم، ناسک

حضور تاج الشریعہ کی کرامت اور روحانیت

مبدءِ فیض وکرم خالق کائنات جل وعلانے اپنے دین کی حفاظت وصیانت اور پیارے محبوب جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی تحفظ وبقا کیلئے اس کائنات ارضی پر بیشمار نفوس قدسیہ اور خانوادۂ علمیہ کا انتخاب فرمایا انھیں پاکباز ذوات قدسیہ میں ہندوستان کی سرزمین پر خانوادۂ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی فضیلت وعظمت کے حامل ہیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے جد امجد بطلِ حریت امام العلماء حضرت علامہ مفتی محمد رضا علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان (م/ ۱۲۸۲ھ) نے تعلیم وتربیت، درس وافتا، فقہ وفتاویٰ اور اسلام کی خدمات جلیلہ کی جو بنیاد ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں رکھی تھی بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی پوری شان وشوکت اور آن وبان کیساتھ قائم و دائم اور جاری وساری ہے بلکہ روز افزوں مدارترقی پر ہے۔ اس اثنا میں بیشمار نابغۂ روزگار ہستیاں تشریف لائیں اور اپنے علم وفضل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، کشف وکرامت، محبوبیت وولایت، صحافت وخطابت، ذکاوت وفطانت، جاہ وجلال، فضل وکمال بالخصوص عطائے محبوب کردگار، فیوض وبرکات اولیائے کبار کے سبب چار دانگ عالم میں مذہبِ اسلام کی عظیم خدمات کے جلوے بکھیرے، اسلام کی آفاقی وہمہ گیری تعلیمات کے دیئے روشن کئے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے وارث بن کر اپنی نورانی کرنوں سے کفر والحاد، بدمذہبی وگمرہی کی کالی گھٹاؤں کو تتر بتر کردیئے، دشمنان اسلام کے پرخچے اڑائے، محافظین اسلام بن کر دین ومذہب کی حفاظت وحمایت کا حق ادا کردیئے۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را۔

اُن پاکباز ہستیوں میں حضرت امام العلماء کے فرزندان گرامی و اولاد عظام امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان (م/ ۱۲۹۷ھ) حضرت مولانا ہادی علی خاں قادری بریلوی اوران کے پوتے مجدد اعظم حضور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی (م/ ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) حجۃ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی (م/ ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی (م/ ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراھیم رضاخاں قادری بریلوی (م/ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۶۵ء) حضرت علامہ حمّاد رضا خاں رضوی بریلوی (م/ ۱۳۷۵/ ۱۹۵۶ء) ریحان ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں قادری بریلوی (م/ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء) استاذ العلماء حضرت حسنین رضا خاں قادری بریلوی (م/ ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء) امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری بریلوی (م/ ۲۶/ محرم الحرام/ ۱۴۳۷ھ/ ۹/ نومبر/ ۲۰۱۵ء) صدر العلماء حضرت مفتی محمد تحسین رضا خاں قادری بریلوی (م/ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۷ء) علامہ مفتی تقدس علی خاں قادری بریلوی (م/ ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء) حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی (م/ ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی (م/ ۶/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء بعد نمازِ مغرب جمعہ مبارکہ) علیھم الرحمۃ والرضوان جو آسمان ولایت وکرامت کے درخشندہ ستارے اور رشد وہدایت کے آفتاب و ماہتاب ہیں۔ ھٰؤلاءِ مشائخی فجئنی بمثلھم ۔ سردست میرے ممدوح مکرم جانشین مفتی اعظم وارث علوم اعلیٰ حضرت قاضی القضاۃ فی الھند تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضور اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے جو آبروئے خاندان اور حجۃ الاسلام و مفتی اعظم کے صحیح جانشین اوران کی امانتوں کے نگہبان و امین تھے روحانیت وکرامت کے تاجدار عشق نبوی و محبت مصطفوی کے بحر ذخّار، علماء ومشائخ کے مرجع فقہا و محدثین کے معتمد علیہ اور استقامت فی الدین جنکا نشان امتیاز تھا چونکہ میرا موضوع آپ کی کرامت وروحانیت ہے لہذا انھیں سے متعلق بطور خراج عقیدت کچھ معلومات پیش کرنے کی کوشش ہوگی۔ حضور تاج الشریعہ نے اس خاکدان گیتی پر جب آنکھیں کھولیں تو انھیں وقت کے غوث حضور سرکار مفتی اعظم کا آغوش مبارک ملا جن کی تعلیم وتربیت اور

فیوض وبرکات نے حضور تاج الشریعہ کو علم وعرفان کا بحر ناپیدا کنار بنادیا سرکار مفتی اعظم کی بارگاہ ودرسگاہ کس قدر بافیض تھی وہ حضور تاج الشریعہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں ''جو علمی وادبی فائدہ حضرت مفتی اعظم کے پاس رہ کر ہوا وہ مصر میں نہیں ہوا وہ ۳۰؍سال بھی کاش حضرت کی خدمت میں ہی گذرے ہوتے مزید فرماتے ہیں کہ مفتی اعظم ہند کا علم بڑا مضبوط تھا۔ مفتی اعظم قدس سرہ کی تبحر علمی کا تذکرہ حضرت قاضی ملت مفتی عبدالرحیم صاحب بستوی علیہ الرحمہ بھی اکثر کیا کرتے تھے۔ (فتاوی تاج الشریعہ ج:۱،ص:۲۹۔۳۰) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت واستفادہ سے حاصل ہوا ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر بھاری پڑتے تھے میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں آج جو میری حیثیت ہے وہ انھیں کی صحبت کیمیاء اثر کا صدقہ ہے'' (حیات تاج الشریعہ: ص: ۳۵؍مولانا شہاب الدین رضوی صاحب)۔

۸؍شعبان المعظم؍ ۱۵؍جنوری؍ ۱۳۸۱ھ؍ ۱۹۶۲ء کو علماء ومشائخ کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے حضور تاج الشریعہ کو طلب فرمایا اپنے قریب بٹھایا دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر جمیع سلاسل عالیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالاولیت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا تمام اوراد وظائف اعمال واشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور اخیر عمر میں ایک تحریر کے ذریعہ اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر کیا۔ (حیات تاج الشریعہ، ص:۴۹۔۵۰؍مولانا شہاب الدین رضوی صاحب)

چونکہ حضور تاج الشریعہ کو ولایت ومعرفت کے مدارج طے کرانے والے اور مقبولیت ومحبوبیت کے اعلیٰ درجے پر فائز کرنے والے حضور مفتی اعظم ہی ہیں (جیسا کہ مذکورہ تحریر سے واضح ہے) لہٰذا مُوصَل الیہ سے پہلے مُوصِل کی عظمت وبزرگی کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں (شاید کسی کتاب میں محفوظ نہ ہو) ۲۹؍ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ؍ ۹؍فروری ۲۰۰۵ء مبارک تاریخ میں خواجہ علم وفن خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ اور ان کے ساتھ مخدوم گرامی فاضل بغداد خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا مختار الحسن خاں صاحب قبلہ دار العلوم غوث اعظم

کوکنی پورہ ناسک سٹی میں تشریف لائے ادارہ کے علماء وطلبہ نے خوب خوب استفاضہ واستفادہ کیا بہت سے مسائل وامور پر گفت وشنید ہوئی چونکہ حضور خواجہ صاحب کو شہر بریلی وخانوادۂ رضا سے کافی قربت حاصل تھی اس لیے اشتیاق بڑھا کہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں اس خصوصی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے یوں لب کشا ہوئے کہ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد کے ایک حجرے میں ایک مجذوب رہتے تھے آخری عمر میں ہمیشہ غشی طاری رہتی تھی صرف نماز کے وقت افاقہ ہوتا نماز پڑھتے پھر اسی عالم میں پہونچ جاتے ایک دن حضرت مجذوب صاحب نے اچانک فرمایا کہ ''مفتی اعظم کو محبوبیت کے مقام پر فائز کردیا گیا'' اتنا بولے اور خاموش ہوگئے۔خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے چند دن بعد بریلی شریف میں ایک پروگرام رکھا گیا جسمیں تین اسٹیج بنائے گئے ایک علمائے کرام دوسرا مشائخ عظام اور تیسرا خاص حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے لیے وہ پروگرام کچھ دیر نعت ومنقبت وتقاریر وغیرہ کی شکل میں چلا اس کے بعد خلق خدا کی جانب سے مفتی اعظم کی گلپوشی کا پروگام شروع ہوا تو یہ سلسلۂ زریں صبح صادق تک چلتا رہا جبکہ اس سے پہلے کتنے پروگرامات شہر بریلی وبیرون ہوئے مگر یہ منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔بطور واقعہ انھوں نے فرمایا کہ حضور مفتی اعظم کا ایک پروگرام بہار، بنگال (راقم بھول گیا ہے) میں رکھا گیا میں بھی شریک سفر تھا بیچ میں دریا حائل تھا بیل گاڑی کا سفر جاری تھا رات کا کافی حصہ گذر چکا تھا راہ بھی پرخطر جب بیل گاڑی ندی کی دوسری سمت پہونچی اور ریت میں چلنے لگی تو ایک بیل اپنے کندھے سے جوا اتار کر بھاگ گیا اس وقت میری جوانی کا عالم تھا بیل گاڑی سے فوراً کود پڑا کہ پکڑوں مگر وہ نکل گیا بہت زیادہ حیرانی وپریشانی کہ اب آگے کا سفر کیسے طے ہوگا تھوڑا وقت گذرا تھا کہ قریب کے گاؤں والے لالٹین، ٹارچ، لاٹھی وغیرہ اور ساتھ میں ایک بیل لیکر حاضر ہوئے ہم لوگ حیران کہ آخر ان لوگوں کو کیسے پتہ چلا اور اس تاریک رات میں کس نے ان دیہاتیوں کو بستروں سے اٹھا کر ساحل دریا پر بھیج دیا ہے استفسار پر انھوں نے کہا کہ ہمارے گاؤں کی گلی کوچے میں ہم لوگوں نے اپنے کان سے سنا کہ کوئی صدا لگا رہا ہے کہ اے گاؤں والو تم لوگ سو رہے ہو جبکہ سرکار مفتی اعظم ہند اور ان کے قافلے کے ساتھ گھاٹ پر ایسا حادثہ پیش آیا ہے۔ہم لوگ فوراً بیل لیکر حاضر ہوگئے۔ الحاصل بیل گاڑی چلی منزل مقصود پر پہنچے دوسرے دن دوپہر کے وقت ایک آدمی وہی بھاگے

ہوئے بیل کو لیکر حاضر ہوا اور کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ رات میں کوئی بڑے مولانا صاحب آرہے تھے ان کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا یہ بیل مجھے ملا لہذا دینے کے لیے میں آیا ہوں۔حضور مفتی اعظم ہند کو جو مقبولیت بارگاہ رب العزت میں حاصل تھی اور جو محبوبیت اس کی بارگاہ عظمت سے عطا ہوئی اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے یہی سبب تھا کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے لیے خلق خدا امنڈ پڑتی عوام وخواص ہر کوئی ایک جھلک پانے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے فخر وسعادت سمجھتا تھا۔فقیر راقم الحروف نے یہ سب اکابر سے سنا اور کتابوں میں پڑھا ہے آنکھ سے دیکھا نہیں ہے مگر ہاں حضور مفتی اعظم کے قائم مقام میرے ممدوح مکرم حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبوبیت ومقبولیت دوران طالب علمی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے تا دوران تعلیم وتدریس وامامت وخطابت اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں یقینا قابل حیرت بھی ہے باعث رشک بھی اور زیادتیٔ ایمان وایقان کا سبب بھی **اللّٰھمّ زد فزد**۔۱۷؍مئی ۱۹۹۳ء سے تا دم تحریر اگست ۲۰۱۸ء شہر ناسک و مالیگاؤں میں بے شمار جلسے وپروگرامات ہوئے جسمیں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہوئی ان سب میں ایک بات مشترک نظر آئی کہ جیسے حضور والا کی تشریف آوری اسٹیج پر ہوتی تھوڑی دیر کے لیے سارے نظام درہم برہم ہوجاتے ہر کوئی دیدار کا تمنائی اور ملاقات کے لئے بیتاب رہتا دست بوسی میسر نہیں تو قدم بوسی وہ بھی نہیں تو جس گاڑی میں تشریف لاتے اس گاڑی کو چومنا آنکھوں سے لگانا باعث سعادت سمجھا جاتا۔حضور والا کبھی کبھار ناراض بھی ہوجاتے محبت میں جھڑکتے تنبیہ کرتے اور فرماتے کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ میرے متعلق اتنا جم غفیر اور ازدحام کثیر ہوتا ہے یا اور بھی کوئی ہستی ہے مزید فرماتے کہ میں بیمار آدمی ہوں مصافحہ کے لئے مجبور نہ کرو جب حجر اسود کا استلام ہوسکتا ہے تو میرے لئے بھی وہی طریقہ اختیار کرو چالیس گاؤں ضلع جلگاؤں وغیرہ کی سرزمین پر ایسا بھی منظر دیکھنے کو ملا کہ جب وہاں کے احباب کو یہ خدشہ گزرا کہ حضرت کی گاڑی کے ڈرائیور کی کارستانی سے شاید ہم لوگ ملاقات سے محروم رہ جاتے وہ تمام کے تمام گزرنے والی سڑک پر لیٹ گئے اور مجبورا گاڑی رکی اور عاشقوں کی پیاسی آنکھیں سیراب ہوئیں۔

حضور تاج الشریعہ کی محبوبیت ومقبولیت علی وجہ الکمال والتمام ساری دنیا نے اپنے سر کی

آنکھوں سے اس وقت ملاحظہ کیا جب آپ کے وصال پر ملال کی خبر بجلی بن کر خطۂ ارض میں بسنے والے مسلمانان اہل سنت کے سروں پر گری ہر کوئی تھوڑی دیر کے لئے ساکت و جامد ہو گیا حیران وششدر ہو کر رہ گیا پھر حسرت جتائے اور اس بات کی جد و جہد میں مصروف ہو گئے کہ نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنی ہے خیر جو اہل قسمت تھے سعادت مند تھے ان کی یہ بھی خواہش پوری ہوئی انسانی سروں کی اس سمندر کو دیکھ کر دنیا نے حضور تاج الشریعہ کی کھلی ہوئی کرامت و بزرگی، روحانیت ومقبولیت کا مشاہدہ کیا ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء

پرتو احمد رضا تھے حضرت اختر رضا
جانشین مصطفیٰ تھے حضرت اختر رضا
جس کے گھر سے بھیک لیتے ہیں گدا اور شاہ بھی
ہاں وہی گنج عطا تھے حضرت اختر رضا

(کرامت، بزرگی، بڑائی، فضیلت، بخشش، سخاوت، اور کرشمہ، خرق عادت، خوبی، عمدگی، انوکھا پن، فیروز اللغات، ص:۱۰۵۹)

حضرت امام قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

"کرامتیں کبھی تو اس صورت میں ظاہر ہوتی ہیں کہ کسی ولی کی دعا قبول ہو جاتی ہے کبھی اسطرح کہ فاقے کے وقت بغیر کسی ظاہری سبب کے کھانا موجود ہو جائے یا پیاس کے وقت پانی حاصل ہو جائے یا تھوڑی سی مدت میں لمبی مسافت طے کرنا یا دشمن سے (بلا سبب ظاہری آناً فاناً) نجات مل جائے یا کسی ہاتف کے ذریعے خطاب کیا جائے وغیرہ وغیرہ ایسے امور خلاف عادت ہیں" (بحوالہ کرامات اعلیٰ حضرت، ص: ۲۴ / رسالہ قشیریہ، ص: ۶۴۴)

صاحب فیروا اللغات وصاحب رسالہ قشیریہ کی تشریحات کے مطابق کرامتوں کے صدور کی مختلف جہتیں ہیں لہذا اس روشنی میں حضور تاج الشریعہ کی ذات پاک سے منسوب کرامتوں کو ملاحظہ فرمانے سے قبل حضور مفتی اعظم کی کرامت و بزرگی ملاحظہ فرمائیں ڈاکٹر سید جمال الدین قادری برکاتی پروفیسر وصدر شعبۂ تاریخ وثقافت جامعہ اسلامیہ نئی دہلی ارقام فرماتے ہیں کہ راقم الحروف کی

زندگی میں دو اہم موڑ آئے جب والدہ مرحومہ حافظیہ حجن عائشہ خاتون نے عرس قادری برکاتی قاسمی کے موقع پر حضور مفتی اعظم کو زحمت دی کہ وہ گھر کی ڈیوڑھی (بڑی سرکار) پر تشریف لائیں انھوں نے کرم فرمایا تشریف لائے مونڈھے پر تشریف فرما ہوئے امی محترمہ نے درخواست پیش کی کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اس کے لیے دعا کیجئے پڑھ کر پھونکئے تعویذ دیجئے کہ یہ ایم، اے، کے امتحان میں اپنی یونیورسٹی میں سب سے زیادہ نمبر لائے احمد نوری کی جو گرمی مفتی اعظم اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھے اس گرمی کو دعاؤں کے ذریعے انھوں نے مجھ پر ڈالا تعویذ عنایت فرمایا میں واقعی ایم، اے تاریخ میں اول آیا اور سب سے زیادہ نمبر لانے کا امتیاز حاصل کیا اور یونیورسٹی کی جانب سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ دوسری مرتبہ پھر عرس قاسمی قادری برکاتی کے موقع پر والدہ محترمہ نے حضور مفتی اعظم کو ڈیوڑھی پر آنے کی دعوت دی پھر اسی طرح ان کے لیے گھر کی ڈیوڑھی میں مونڈھا رکھا گیا امی محترمہ نے درخواست گزاری کہ میرا بیٹا اسی یونیورسٹی میں عارضی ملازم ہے جہاں اس نے تعلیم حاصل کی تھی دعا کیجئے کہ وہ مستقل طور پر ملازم ہو جائے جس شخص کی مخالفت کا خطرہ ہے وہ دور ہو آپ نے دعا فرمائی تعویذ عنایت فرمایا اور میں بحمد اللہ اسی نوکری پر مستقل ہو گیا شیخ کامل کی دعائیں اثر پذیر تھیں بارگاہ رب العزت میں ان کی دعا و تعویذ کو شرف قبولیت حاصل تھا میں بھی ان سے متحول ہوا ہوں اور رہوں گا۔ (پیغام رضا مفتی اعظم نمبر ص: ۳۳۴)

اب آیئے انشراح صدر کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی کرامت ملاحظہ فرمایئے ۲۰۰۸ء میں جب کہ راقم الحروف ادائیگی حج کیلئے ۹؍ذی الحجہ کی مبارک تاریخ عرفات کے میدان میں حاضر تھا وہیں پرنیشنل اسکول ناسک سٹی کے مایہ ناز سُرُ حاجی محمد توصیف صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے خوشخبری سنائی کہ فقیر کے گھر ایک ساتھ ایک لڑکے و لڑکی کی ولادت ہوئی ہے اور یہ حضور تاج الشریعہ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے فقیر نے استفسار کیا وہ کیسے جواباً بتایا کہ ممبئ قیام گاہِ حضور تاج الشریعہ پر حاضر ہو کر عرض کیا حضور بارہ سال قبل میں صاحب اولاد ہوا تھا اسکے بعد اتنا طویل وقفہ ہو گیا شاخ تمنا ہری ہوئی نہ نخل آرزو برآور ہوا۔ اتنا سننا تھا کہ حضور والا نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے عرض گذار ہوئے ''یا اللہ سَرُ کو اولاد عطا فرما سَرُ کو اولاد عطا فرما'' فقیر راقم الحروف نے عرض کیا کہ وَلَدُ مذکر و مونث دونوں کو شامل ہوتا ہے حضور والا نے وَلَدُ کی جمع ''اولاد'' دعا میں استعمال کیا تھا اللہ

تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضور تاج الشریعہ کی دعا کو بتمامہٖ بلاکم وکاست قبول فرمایا اور اس عظیم نعمت سے سرفراز ہوئے۔

انھیں کا بیان ہے کہ الحاج صادق سَرُ موجودہ پرنسپل برائے بنات نیشنل ہائی اسکول ناسک پرنسپلی کی خواہش رکھتے تھے، ممبئ حضور والا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پرنسپل کے لیے درخواست ڈالیں یہ نہ ڈالیں اجازت چاہی، حضرت نے فورا کہا، انشاءاللہ آپ کا کام ہو جائے گا اور تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے، آج بحمد اللہ تعالیٰ الحاج صادق سر اسی عہدے پر پر عز وشان کے ساتھ برقرار ہیں اقامہ اللہ وادامہ۔

موصوف مذکور کا بیان ہے کہ فخر خاندیش حضرت علامہ مولانا عبدالغنی صاحب قبلہ رضوی نصیر آبادی علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کی تاریخ ۳۰/جون ۲۰۰۵ء کو شب میں لوگوں سے بچتے بچاتے چھپتے چھپاتے حضور تاج الشریعہ کو نیشنل اسکول کی آفس میں لائے اس وقت اسکول بہت خسارے میں تھی کورٹ کچہری کا بھی سامنا تھا ساری روداد و کیفیات تفصیلاً حضور کے گوش گذار کئے گئے حضور تاج الشریعہ فوراً مصروف دعا ہو گئے حل المشکلات، فتحیابی، فراوانی وخوشحالی کیلئے دعائیں فرمائیں اور ۱۱۰۰ سو روپئے اسکول کو نذر کئے موجودہ چیئر مین حاجی عبدالعزیز صاحب منیار وائس چیر مین الحاج برہان الدین خاں صاحب نے بالاتفاق کہا اس رقم کو اسکول کے اکاؤنٹ میں ڈالدو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مانگی ہوئی دعا کو اسطور پر قبول فرمایا کہ چند ہفتوں کے اندر اسکول کو فتح ونصرت حاصل ہوگئی اور رقوم کی اتنی فراوانی اتنی فروانی ہوئی کہ آج وہی کھپریل کی نیشنل اسکول ایک عظیم فلک بوش عمارت کی شکل میں ناظرین کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے اور زبان حال سے کہہ رہی ہے۔

مدینے کے گدا ہوتے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

یکے از غلامانِ تاج الشریعہ شمس الدین خاں مصباحی خادم دار العلوم غوث اعظم ۲۵ م
۲۶/ بغدادی چوک کوکنی پورہ، ناسک سٹی مہاراشٹر :۔فونمبر۔ 9881830328

مفتی محمد ابوالحسن قادری رضوی
استاد و مفتی: جامعہ امجدیہ، گھوسی، یوپی

حضور تاج الشریعہ کی شان فقاہت

شیخ الاسلام والمسلمین، قدوۃ الواصلین، زبدۃ السالکین، سیدی مرشدی آقائی سرکار حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قدس سرہٗ حق اور حقانیت کے نشان، مسلک اہل سنت کی پہچان، اہل ایمان کی شان، علوم اعلیٰ حضرت کی روشن تصویر، سرکار مفتیٔ اعظم کا تقویٰ، اپنے خاندان کے فکر و عمل کا نمونہ، اکابر و اسلاف کی یادگار تھے۔ انہیں کسی تعارف کی حاجت نہیں۔ الحمدللہ وہ محبوبیت عظمیٰ کے درجہ پر فائز تھے۔ یٰایہا الّذینَ اٰمنُوا وَ عمِلُوا الصّٰلحٰت سیَجعَلُ لھُم الرَّحمٰن ودًّا کا مظہر تھے۔ اللہ رب العزت نے بے شمار فضائل و کمالات، عمدہ خصائل و صفات کا آپ کو جامع بنایا، یعنی آپ تنہا سیکڑوں و ہزاروں محاسن کا پیکر تھے اگر آپ کی تمام خوبیوں کو قید تحریر کیا جائے تو بڑے بڑے دفاتر تیار ہو جائیں۔ کسی عربی شاعر نے کہا ہے۔

لَیْسَ علَی اللہِ بِمُستَنکرٍ
اَن یَّجمَعَ الْعَالَمَ فی واحِدٍ

لاریب آپ عالم و فاضل، محقق و مفتی، قاضی و مدبر، داعی و مرشد، صالح و متقی، عابد و زاہد، مصنف و رائٹر، شفیق و مربی، مصلح و ناصح، واعظ و لکچرار، ناشر حق و قاطع باطل، خاشع و متواضع، ناصر و حامی، مفسر و مترجم، منطقی و اصولی، فقیہ و معلم، محدث و مقرر سب کچھ تھے۔ اس مختصر مقالے میں حضور ممدوح تاج الشریعہ کی فقاہت و شان افتا پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش ہوگی۔ مناسب یہ ہے کہ فقہ کی جامع تعریف و تشریح کر دی جائے۔ اور ایک مفتی و فقیہ کے اوصاف واضح کر دیے جائیں تا کہ تاج

الشریعہ کی شخصیت پڑھی جا سکے۔

در مختار کے مقدمہ میں ہے۔ " فالفقه لغة العلم بالشئ ثم خص بعلم الشريعة وفقه بالكسر فقها علم وفقه بالضمة فقاهة صار فقيها و اصطلاحا عند الاصوليين العلم بالاحكام الشريعة الفرعية المكتسبة من ادلتها التفصيلية و عند الفقهاء حفظ الفروع و اقله ثلاث وعند اهل الحقيقة المجمع بين العلم والعمل لقول الحسن البصري انما الفقيه المعرض عن الدنيا الزاهد فى الآخرة البصير بعيوب نفسه"۔ (ج ا ص ۱۱۸-۱۱۹)

خلاصہ یہ ہے کہ فقہ مطلقاً علم اشیا کا نام ہے البتہ بعد میں علم شریعت کے ساتھ فقہ کو خاص کر دیا گیا۔ لہٰذا فقیہ اسے کہا جائے گا جو علم شریعت کا حامل ہو۔ اہل اصول و ارباب فقہ اور اہل تصوف کی اصطلاح کے اعتبار سے فقہ کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔

اہل اصول کے نزدیک:

علم فقہ ان احکام فرعیہ شرعیہ کا نام ہے جو تفصیلی دلائل سے مکتسب ہو۔ اس اعتبار سے فقہ مجتہدین کا حصۂ خاص ہے۔

ارباب فقہ کے نزدیک:

علم فقہ کے مسائل کے حفظ کا نام ہے یہ تعریف مقلدین کو بھی شامل ہے۔

اہل تصوف کے نزدیک:

علم فقہ کہتے ہیں دنیا سے بے رغبتی، آخرت کی طرف میلان، دینی بصیرت، عبادت کی پابندی اور مخلوقات کی خیر خواہی کو۔ اس اعتبار سے فقیہ عالم باعمل اور متقی اکمل کو کہا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا خاندان عالی شان پشتہا پشت سے فقہ و افتا کا امین ہے۔ ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے اس خاندانی فضل کے سچے وارث تھے۔ آپ کی فقہی بصیرت اور شان فقاہت کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ آپ بلا شک و ریب اہل اصول کے آئینے میں فقیہ تھے۔ فقہائے اسلام کے پیمانے اور ارباب تصوف کے میزان پر بھی فقیہ تھے۔

آپ کے جد اعلیٰ مجدد اعظم نائب امام اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی مجتہدانہ شان کو دنیا نے تسلیم کیا ہے۔ان کی تحقیقات فقہیہ وتدقیقات انیقہ نے ان کی اجتہادی حیثیت کو آئینۂ عالم بنا دیا ہے۔سرکار تاج الشریعہ کی فقہی تحریروں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا طرز استدلال امام شامی کا اسلوب تحقیق بخوبی نظر آتا ہے۔آپ کو مجتہد فی الشرع یا مجتہد مطلق تو نہیں کہا جا سکتا مگر آپ کی علمی نگارشوں میں اجتہادی رنگ بخوبی نمایاں اور عیاں ہے۔اور فقہائے اسلام کے آئینے میں دیکھا جائے تو تاج الشریعہ ایک بلند پایہ فقیہ بلکہ فقیہ اعظم اور فقہائے زمانہ کے سرخیل معلوم ہوتے تھے۔علامہ زمخشری نے فقیہ کی تعریف یوں کی ہے ”الفقیه العالم الذی یشق الاحکام و یفتش عن حقائقها“ کہ فقیہ وہ عالم دین ہے جو احکام شرع کی گرہیں کھولتا ہے اور اس کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔ابتدائے عہد میں فقیہ مجتہد مطلق کے لیے استعمال ہوتا تھا لیکن اب ہر ایسے عالم کے لیے یہ لفظ مستعمل ہے جو نقل فتوی کا کام کرے اور مختلف طبقات فقہیہ پر گہری نظر رکھتا ہو۔راجح و مرجوح، مفتی بہ، ناسخ و منسوخ وغیرہ میں امتیاز رکھتا ہو۔جیسا کہ رد المحتار میں علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔” المفتی هو المجتهد فاما غیر المجتهد ممن یحفظ اقوال المجتهد فلیس بمفت والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتهد کالامام علی وجه الحکایة فعرف ان ما یکون فی زماننا من فتوی الموجودین لیس بفتوی بل هو نقل کلام المفتی لیاخذ به المستفتی“ (ردالمحتار ۱/۴۷)

مفتی مجتہد ہی ہوتا ہے جو شخص مجتہد نہ ہو محض مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہیں ہوتا ایسے شخص پر واجب ہے کہ اگر اس سے سوال کیا جائے تو مجتہد مثلاً امام اعظم کا قول نقل کے طور پر بیان کردے۔

حاصل یہ کہ آج کے زمانے میں فقیہ مفتی ناقل کو کہیں گے۔اسی لیے المنجد میں عصر حاضر کے مفتی کی تعریف یوں کی گئی ہے۔”الفتی الفقیه الذی یعطی الفتوی و یجیب عما القی علیه من مسائل المتعلقة بالشریعة“ (المنجد ص ۹۸)۔کہ مفتی اس فقیہ کو کہتے ہیں کہ اس کے سامنے شرعی سوالات کیے جاتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے۔

باوجودیکہ زمانہ حاضر میں مفتی وفقیہ کی حیثیت ایک ناقل کی ہے مگر ایسا نہیں کہ ہر پڑھا لکھا

نقل مسائل کرے اور فقیہ مفتی کہلائے بلکہ علمی اعتبار سے اتنا بلند ہو کہ شریعت کے بنیادی مصادر سے واقف ہو اپنے ائمۂ مذہب کے اقوال سے مکمل آگاہ ہو نئے مسائل کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں باضابطہ پیش کر سکے۔

(۲) راجح ومرجوح کا عالم ہو۔ ناسخ ومنسوخ میں امتیاز رکھتا ہو۔

(۳) اپنے مذہب کی کتابوں کی ترتیب سے آشنا ہو ان میں معتمد وغیر معتمد کا جانکار ہو۔

(۴) حالات زمانہ کا عارف ہو اس کی رعایت بھی کرتا ہو۔

(۵) کہنہ مشق مفتی سے تربیت یافتہ ہو۔

(۶) تمام علوم مروجہ پر دستگاہ رکھتا ہو۔ وسیع المطالعہ ہو۔

(۷) صاحب تقوی وخشیت کے ساتھ زیرک ودانا ہو اور قوی الحافظہ ہو۔

(۸) اپنے مسلک ومذہب کا مخلص وحامی ہو۔ تحریر وبیان میں محتاط ہو۔

وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ قدس سرہ فقہ وافتا کے تمام شرائط کے جامع تھے یہی وجہ ہے کہ فقہائے زمانہ نے انہیں بلا اختلاف تاج الشریعہ کہا۔ پورے ہندوستان کا قاضی القضاۃ تسلیم کیا۔ اور سرکار مفتی اعظم عالم رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنا قائم مقام اور نائب بنایا اور آپ نے نیابت کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ فقہ وافتا کے میدان میں زریں کارنامے انجام دیے ان کے ہزاروں تحقیقی فتاوے موجود ہیں باب العقائد سے متعلق فتاوے کی دو جلدیں بنام المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ (معروف فتاوی تاج الشریعہ) منظر عام پر ہیں۔ ان کے علاوہ ٹائی کا مسئلہ، رویت ہلال کا شرعی حکم، القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق، چلتی ٹرین پر نماز کا حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا حکم اور آپریشن مع شرعی حکم اور متعدد فقہی نگارشات منصۂ شہود پر ہیں۔ یہ تحریریں آپ کی فقہی عبقریت پر روشن برہان ہیں۔ مزید کسی ثبوت وحوالہ کی ضرورت نہیں، پھر بھی یہاں چند فتاوے نقل کیے جاتے ہیں ان کو پڑھنے والا خود اس بات کا اعتراف کرے گا کہ حضور تاج الشریعہ واقعی اپنے وقت کے فقیہ ہی نہیں فقیہ اعظم تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے فقہی خزانوں کے امین، مفتی اعظم کے فتوؤں کی شان، حجۃ الاسلام کی فقہیات کا آئینہ تھے۔

(۱) آپ سے سوال ہوا:

''بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ''خدا'' اللہ کا ترجمہ نہیں مگر اعلیٰ حضرت نے اللہ کا ترجمہ خدا کیوں کیا؟ مثلاً (و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل) اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا خدا نے حکم دیا''۔ گویا سائل نے خدا کے لفظ کی تحقیق طلب کی۔ آپ نے جواب میں دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ اللہ اور خدا ہم معنی اور مترادف ہیں۔ چنانچہ جواب ملاحظہ ہو۔

الجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب:

خدا اور اللہ الفاظ مترادفہ ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے علم ذات ہیں جن کا اطلاق غیر باری تعالیٰ پر جائز نہیں غیاث اللغات میں ہے'' اللہ در لغت بمعنی معبود برحق و در اصطلاح علم الذات الواجب الوجود المستجمع بجمیع الصفات'' اللہ لغت میں معبود برحق کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں ذات واجب الوجود جامع صفات کا علم ہے۔ اذ لا یطلق علی غیرہ لا حقیقۃ ولا مجازاً اسم جلالت کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا نہ حقیقۃ اور نہ مجازاً۔ نیز غیاث اللغات میں ہے چوں لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نہ کنند جب لفظ خدا مضاف نہیں ہوتا تو اس کا اطلاق ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں کرتے''۔

جب لفظ خدا کا اطلاق و معنی واضح کر دیتے ہیں تو بر سبیل ترقی و نتیجہ فرماتے ہیں۔

اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ من خدایم کہنا کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے ولو قال من خدایم علی وجہ المزاح یعنی خود آیم فقد کفر کذا فی التتار خانیہ اگر دل لگی کے طور پر فارسی میں کہے ''من خود آیم'' تو کافر ہو جائے گا۔

چوں کہ خدا کا لفظ فارسی عجمی ہے عجم میں اس کے وہی معنی ہیں جو عربی میں اللہ کا ہے تو آپ اس کے استعمال عرف سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عجم میں لفظ خدا ذات باری تعالیٰ کے لیے خاص ہے جس طرح لفظ اللہ عربیت میں علم ذات اقدس ہے اسی لیے اللہ و خدا دونوں کا استعمال فارسی و اردو میں ایک دوسرے کی

جگہ پر شائع و ذائع ہے چنانچہ خدا بولتے ہیں اور اللہ مراد لیتے ہیں اور خدا جانتے، مانتے اور سمجھتے ہیں۔ بعدہٗ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ترجمہ سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کا ترجمہ خدا کے لفظ سے صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے نہ کیا بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی کیا ہے و دیگر بڑے بڑے علما نے بھی کیا ہے اور اس ترجمہ پر کسی نے نکیر نہ کی سب نے خدا کا لفظ ذات باری تعالیٰ پر بولنا جائز قرار دیا۔

یہ فتوی متعدد صفحات پر بکھرا ہوا ہے شائقین علم کو دعوت مطالعہ دے رہا ہے یہ آپ کی علمیت و فقاہت کا حسین جلوہ ہے (ماخوذ از سوانح تاج الشریعہ ص ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰)

(۲) قرآن کلام نفسی ہے یا لفظی؟

اس کے جواب میں بڑی تفصیل فرمائی۔ کلام الٰہی کے حقائق و دقائق کے رموز واشگاف فرما دیا۔ فتوے کا کچھ حصہ نقل کرتا ہوں۔

”قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے جو اصوات معروفہ وحروف معہودہ سے منزہ ہے اس لیے کہ وہ اس کی صفت ذات ہے اور اس کی ہر صفت ذات قدیم اور اصوات معروفہ و حروف معلومہ حادث اور وہ قیام حوادث سے منزہ ہے، علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کی کتاب مستطاب المعتقد میں ہے۔ و منہ انہ متکلم بکلام قدیم لامتناع قیام الحوادث بذاتہ سبحنہ قائم بذاتہ لیس بحرف ولا صوت لانہ صفۃ لہ وھو متعال عنہ۔ ازاں جملہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کلام قدیم کا متکلم ہے اس لیے کہ اس کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام محال ہے وہ کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور حروف اور آواز نہیں اس لیے کہ وہ اس کی صفت ہے اور وہ حروف وآواز سے منزہ ہے۔ اسی معنی کر قرآن عظیم اللہ کی صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ کا نام ہوا۔ جسے کلام نفسی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ نظم ومعنی کا مجموعہ ہے۔ المعتقد میں ہے ۔و ھٰذا الکلام القدیم القائم بذاتہ یقال لہ الکلام النفسی ولا یوصف بانہ عربی او عبری انما العبری والعربی ھوالفظ الدال علیہ۔ اور یہ کلام قدیم جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے

ہیں۔اور نہ تو وہ عربی سے موصوف ہے اور نہ عبرانی سے اور عربی وہ لفظ ہے جو کلام نفسی پر دلالت کرے۔اور چوں کہ احکام شرعیہ کی دلیل لفظ ہے اسی لیے ائمہ اصول فقہ نے ان کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ مصاحف میں مکتوب ہے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور انہوں نے قرآن کریم کو نظم و معنی دونوں کا نام قرار دیا۔

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ نے المعتمد سے دو عبارتیں مع خلاصہ پیش کر کے کلام کی تقسیم کی توجیہ بلیغ بیان کی۔فرماتے ہیں۔

پھر کلام نفسی و کلام لفظی کی طرف تقسیم متاخرین کا مذہب ہے جسے انہوں نے رد معتزلہ او رکم فہموں کی تفہیم کے لیے اختیار فرمایا جس طرح متشابہات کی تاویل اختیار کی اور اصل مذہب جس پر ائمہ سلف ہیں وہ یہ ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو واحد ہے اس میں تعدد نہیں نہ خدا سے جدا ہوا نہ کبھی جدا ہو اور کسی دل نہ زبان نہ کسی ورق اور کان میں حلول کیے ہوئے ہے کہ وہ قدیم ہے اور ہم اور ہمارا حفظ اور تلاوت اور ہاتھ اور کتابت اور کان اور سماعت حادث ہیں اور قرآن کریم قائم بذات باری تعالیٰ ہمارے دلوں پر مفہوم کی صورت میں اور زبانوں پر منطوق کی صورت میں اور ہمارے مصحف میں مکتوب کی شکل میں اور ہمارے کانوں میں مسموع کے رنگ میں تجلی فرما رہا ہے تو وہی مفہوم و منطوق و منقوش و مسموع ہے نہ کہ کوئی شئ دیگر جو اس پر دال ہو اور یہ بغیر اس کے کہ اللہ سے جدا ہو یا حوادث سے متصل ہو یا کسی شی میں حلول کرے بالجملہ در حقیقت قرآن وہی کلام الٰہی ہے جو واحد ہے جس کی تجلیاں مختلف ہیں اور تجلی کا تعدد اسی شئ متجلی کے تعدد کا مقتضی نہیں۔(سوانح تاج الشریعہ ص ۱۷۲ تا ۱۷۵)

یہ فتوی علم عقائد سے متعلق ہے جو نازک ترین اور حساس مسئلہ ہے جس کو تاج الشریعہ نے بڑے اچھوتے اور دلکش انداز میں واضح فرما دیا۔یہ فتوی حضور تاج الشریعہ کے فقہی تبحر کا آئینہ دار ہے ساتھ ہی علم اصول فقہ میں آپ کی مہارت و کامل آگہی کا روشن ثبوت ہے۔

(۳) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے افضل ہیں؟

آپ کی بارگاہ میں استفتا ہوا کہ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے افضل

بتاتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے وہ آیات مکی کہلائیں جب مدینہ طیبہ میں تھے تو وہ آیات قرآنی مدنی کہلائیں۔تو یہ کیسے جب اللہ تعالی قدیم اس کا کلام اس کی صفت جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممکن اور اور حادث اس کے بندے ہیں واضح فرمائیں۔

جواب میں تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

مطلقا افضل بتانا غلط و باطل اور بہت سخت ہے کہ اس سے کلام الٰہی بمعنی صفت الٰہیہ قدیمہ قائمہ بالذات پر تفضیل لازم آتی ہے جو کفر ہے۔ہاں مصحف (کہ قرطاس و مداد سے عبارت ہے) پر تفضیل بے شک ثابت ہے کہ وہ حادث و مخلوق ہے اور مخلوق سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ جد الممتار حاشیہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔قوله والاحوط الوقف اقول لاحاجة الى الوقف والمسئلة واضحة عندى بتوفيق الله تعالىٰ فان القرآن ان اريد به المصحف اعنى الخ ۔یعنی اس مسئلے میں توقف کی حاجت نہیں اور مسئلہ کا حکم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک واضح ہے اس لیے کہ قرآن سے اگر قرطاس و مداد مراد ہوں تو یہ یقینا حادث ہیں اور ہر حادث مخلوق ہے اور ہر مخلوق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اور اگر کلام اللہ مراد ہو جو صفت الٰہی ہے تو بے شک خدا کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہے اور غیر اللہ اس کے مساوی کیسے ہوگا جو غیر اللہ نہیں۔اس توجیہ سے دونوں قول میں تطبیق ہو جائے گی۔

(۴) آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا یا باپ؟

یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان بڑا پیچیدہ اور معرکۃ الآرا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا یا باپ تھا حضرت تاج الشریعہ کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہوا آپ نے مسلک محققین بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور پر نور شفیع المذنبین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء کرام وامہات کریمات سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت عبداللہ وسیدہ آمنہ تک سب موحد تھے ان میں کوئی کافر نہ تھا اس پر آیت کریمہ الذى يراك حين تقوم و تقلب فى الساجدين اس کے بعد آپ نے تفسیر

ابن عباس ومسالک الحنفاء اورشمول الاسلام لاصول الرسول الکرام وغیرہ متعدد حوالوں سے ثابت فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام نامی اسم گرامی آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا۔

اس کے بعد آیت قرآنی "واذ قال ابراھیم لابیہ اٰزر" کی لغوی توجیہ پیش فرمائی کہ لغت میں لفظ اب کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اوراس کی نظیر قرآن کریم سے پیش کی۔

قال اللہ تعالیٰ: "ام کنتم شھداء اذحضر یعقوب الموت اذقال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھك و الہ اٰبائك ابراھیم و اسماعیل و اسحاق" کہ اس آیت میں اسماعیل کو اب فرمایا جب کہ وہ چچا ہیں۔ پھر نئی سطر سے مفردات و اتقان میں صراحت ہے کہ آزر ہی حضرت ابراہیم کا باپ تھا تو آپ کے دلائل اور مفردات واتقان میں تعارض ہو گیا آپ نے تعارض کا دفاع کیا اور فرمایا مفردات وغیرہ میں قیل کے لفظ سے آزر کا باپ ہونا مذکور ہے اور لفظ قیل ضعف پر دلالت کرتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ رہی مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے اور قیل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قوی کی حکایت مقصود ہوتی ہے مگر غالبا ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علی الاقل احتمال تو ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں اور اتقان کی عبارت کے ذیل میں افادہ علم فرماتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا اسی لیے اسے مقدم کیا اور آزر کو قیل (کہ مشعر ضعف ہے) سے تعبیر کیا یہاں سے ظاہر ہے کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس تصریح کے خلاف ہے ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو ونسیان کا نتیجہ ہے۔

ممدوح گرامی کا یہ فتوی در تحقیق ہے اس میں علمی، فقہی، فنی گہرائی ہے تفسیری بیان کا شاہ کار ہے اس کے پڑھنے پر دل باغ باغ ہو جاتا ہے یقینا یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے فیضان کا ایک نادر نمونہ ہے۔

(۵) کافر کو کافر کہنا کیسا ہے؟

سوال: زید کا کہنا ہے کہ کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے اور اس کے جواب میں خالد کہتا ہے کہ کافر کو کافر کہنا فرض ہے برائے کرم جواز وعدم جواز پر مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں۔ ''مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اور جو ضروریات دین کا منکر ہو وہ کافر ہے یہ بات اور ہے کہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس شخص نے قطعا کفر بکا یا کفری فعل کیا اس کے کفر میں شک کرنا جائز ہو جائے کہ جو کافر قطعی طور پر ہو اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے علما ایسوں کے بارے میں فرماتے ہیں: من شك فی عذابہ و کفرہ فقد کفر۔

(الدر المختار ج ۶ ص: ۳۷۰، کتاب الجہاد باب المرتد دار الکتب العلمیہ بیروت)

ضروریات دین وہ امور ہیں جن کو (ان کی شہرت کی وجہ سے) خواص وعوام سب ہی دین کی ضروری باتیں جانتے سمجھتے ہوں جیسے توحید و رسالت اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا، نماز روزے کی فرضیت، شراب جوئے کی حرمت اور اسی کے مثل اور باتیں ان میں سے ہر ایک کا انکار کفر ہے رد المحتار میں ہے: ھو ما یعرف الخواص والعوام انہ من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالۃ و الصلوات الخمس واخواتہا یکفر منکرھا۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۴۴۰ کتاب الصلوٰہ باب الوتر والنوافل) اسی میں ہے: لا خلاف فی الکفر المخالف فی ضروریات الاسلام و ان کان من اھل القبلۃ۔

(رد المحتار، ج: ۲ ص ۳۰۰، کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ)

قرآن عظیم نے بہت سے مقامات پر کافروں کو کافر فرمایا تو یہ کہنا کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہئے محض غلط و باطل ہے ورنہ قرآن عظیم خود منع فرماتا قرآن عظیم کا ارشاد ہے ''ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہٖ انھم کفروا باللہ و رسولہٖ وماتوا وھم فاسقون'' (سورہ توبہ آیت ۸۴) ان کی نماز جنازہ نہ پڑھئے ان کی قبر پر کھڑے نہ ہوئیے اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمان مرگئے۔ اور ''قل یٰایھا الکٰفرون'' (سورہ کفرون آیت ۱) اس میں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرمادیجئے کہ اے کافرو! معلوم ہوا کہ جو کافر ہے اسے کافر ماننا ضروری ہے کہ اگر دیدہ و دانستہ اسے کافر نہ کہا تو کفر سے رضا ہوئی اور رضا بالکفر کفر ہے ورنہ کوئی حرج نہیں کہ کھلا کافر ہے اسے کافر کہنے میں کیا شک ہے۔ آخر

میں ہے لہٰذا زید کا قول سخت غلط و باطل ہے اور خالد صحیح کہتا ہے زید پر توبہ لازم ہے۔
(فتاوی تاج الشریعہ ج ۲ ص ۲۷)

نمونے کے طور پر یہ پانچ فتوے پیش کیے گئے اس طرح کے مفصل و مجمل ہزاروں فتاوے ہیں جو آپ کی فقاہت کے برہان ہیں آپ کے فتاوئے بلا ریب سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا اور حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا رضی اللہ عنہم کی تحریروں کا عکس جمیل ہیں یہی وجہ ہے آپ کے فتوؤں میں اختصار و جامعیت ہے۔ حالات زمانہ کی رعایت بھی تحقیق و تدقیق کی بہار ہے مصادر و مراجع کی بھرمار بھی اپنے مذہب کی تائید ہے مسلک و مشرب کی تاکید بھی۔

بلا ریب آپ فقہی کمال و درک کی بنیاد پر فقاہت کے بادشاہ، احکام شرع کے بے مثال مروج و ناشر تھے ملک و بیرون ملک کے فقہائے زمانہ آپ سے تلمذ کرتے تھے۔ اشرفیہ کی مجلس شرعی ہو یا فیصل بورڈ یا شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف ان کی فقہی نشستوں کے آپ صدر الصدور ہوتے تھے سیکڑوں مقتدر فقہا و مفتیان کرام آپ کی نگاہ توجہ اور تائید کے مشتاق رہتے جس سے ظاہر کہ آپ اپنے زمانے کے بے مثال فقیہ بلکہ افقہ الفقہا تھے۔

آپ کی فقاہت اہل تصوف کے آئینے میں:

اہل تصوف کی نظر میں فقیہ اسے کہتے ہیں جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہو تقوی و طہارت کا پاس دار ہو دنیا سے بے رغبت دین میں مشتغل ہو، حلال و حرام کا علم رکھتا ہو۔ یہ تعریفات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ و مستفاد ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "**العالم من عمل بما علم**" (المقاصد الحسنۃ) اسی لیے ارباب تصوف نے کہا "**من تصوف و لم یتفقه فقد تفسق ومن تفقه ولم یتصوف فقد تزندق**"۔ الحمد للہ اس روشنی میں بھی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فقیہ اکبر تھے ان کا عمل عین شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا بلکہ جس کو خلاف شرع دیکھتے برملا ٹوکتے۔ دنیا ان کی طرف دوڑتی مگر آپ ٹھکراتے رہے زہد و بے ریائی، بے رغبتی، دنیا سے نفرت و بے اعتنائی، خشیت الٰہی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ دینی اشتغال سے ان کی زندگی عبارت تھی، قرآن کی تلاوت، دلائل الخیرات کی سماعت، درود شریف کا ورد، فتوی نویسی، ارشاد و اصلاح نظم نعت و منقبت، احقاق حق ازہاق باطل، حاجت روائی، دعوت حق میں ان کے

لمحات گذرتے رہے۔حاصل یہ کہ تاج الشریعہ ہر جہت سے فقیہ تھے۔

اللہ عزوجل ان کی فقاہت کے صدقے جماعت اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت فرمائے اوران کی قبر انور کو گلزار بنائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی سید شہباز اصدق چشتی
استاد و مفتی: دار العلوم غریب نواز، ساؤتھ افریقہ

حضور تاج الشریعہ اور فتاویٰ تاج الشریعہ

ایک عظیم فقیہ اور کامل و اکمل مفتی کی معرفت کے لیے فقیہ اعظم ہند، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا درجہ ذیل اقتباس منارۂ نور ہے۔

''فقہ یہ نہیں کہ کسی جزیہ کے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اس کا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے۔ یوں تو ہر اعرابی ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ وضوابط محررہ و وجوہ تکلم وطرق تفاہم و تنقیح مناط ولحاظ انضباط و مواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط وفرق مروایات ظاہرہ وتمیز درآیات غامضہ و ظاہرہ ومنطوق ومفہوم وصریح وقول و جمہور ومرسل ومعلل و وزن الفاظ مفتیین وسبر مراتب ناقلین وعرف عام وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان واحوال رعایہ وسلطان وحفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح و مناہج توفیق و مدارک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومشارع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام فہم مراد کا نام ہے کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق مؤید بتوفیق کا کام ہے۔ اور حقیقۃ وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القا فرماتا ہے۔ [فتاوی رضویہ ج:۱۶،ص:۳۷۷۔۳۷۶ مطبع مرکز اہل سنت برکات رضا پور بندر گجرات]

مذکورہ بالا اقتباس میں اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے ایک عظیم مفتی اور جلیل القدر فقیہ کے لیے جن علمی وفنی گہرائی وگیرائی کا تذکرہ فرمایا ہے اس کی کامل واکمل تنویر جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ الحاج الشاہ مفتی اختر رضا خاں المعروف ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ یہ نہ مبالغہ ہے اور نہ عقیدت کے بول ہیں بلکہ ایک مسلم حقیقت ہے جس کا اعتراف معاصر علما نے انشراح صدر کے ساتھ کیا ہے۔ استاذ گرامی ممتاز الفقہا محدث کبیر علامہ الحاج الشاہ مفتی ضیاء المصطفی قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی [طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ گھوسی] حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علم وفضل کا والہانہ تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانۂ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں۔ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وارث منفرد ہیں۔ احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے۔ آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں۔ اسی لیے علمائے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگیٔ ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں [تجلیات تاج الشریعہ۔ص ۷۴]

حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی شان فقہات کے حوالے سے سرزمین ہند کی عظیم وعبقری شخصیت کا تاثر ملاحظہ کر لینے کے بعد مرکز عقیدت ومحبت، جائے ولادت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ المکرمہ کے ایک عظیم عالم حضرت علامہ محمد خالد مکی صاحب کا تاثر بھی چشم سرور سے پڑھیں:

''ان دار الافتاء بمدینۃ بریلی و الذی یدیرہ الشیخ بنفسہ لا یعتبر دارالافتا ء لمنطقتہ الجغرافیہ فقط و انما ساھم فی تقدیم الفتویٰ الی سائر العالم علی طریقۃ اھل السنۃ و الجماعۃ و قد بلغ عدد فتاویٰ الدار مایزید علی خمسۃ الاف فتویٰ۔ ان الشیخ العلامۃ ادام اللہ برکاتہ لیس بارعا فی اللغتین العربیۃ و الاردویۃ فحسب بل ان لہ ملکۃ عظیمۃ فی اللغۃ الانجلیزیۃ و

قد ساهم سماحته بالافتاء بالانجليزية و صدر له كتاب فيها"

یعنی بے شک شہر بریلی کا دارالافتاء جسے شیخ [حضرت علامہ اختر رضا ازہری میاں صاحب] چلا رہے ہیں یہ دارالافتاء صرف اس علاقہ میں ہی معتبر نہیں یہ اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر فتویٰ دے کر باقی عالم کو بھی اپنا فیض پہونچا رہا ہے۔اس دارالافتاء سے آپ کے فتاوے پانچ ہزار سے زائد ہیں یقیناً شیخ علامہ پر اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کو ہمیشہ برقرار رکھے۔صرف دو زبان عربی و اردو میں ہی ممتاز نہیں بلکہ انگلش زبان میں بھی آپ کو عظیم ملکہ حاصل ہے۔ان کے فیض سخاوت ان فتوؤں کے ذریعہ بھی ہے جو انگلش املاء کے ساتھ ہیں اس زبان میں آپ کی ایک کتاب بھی ہے۔[فتاوی تاج الشریعہ، ج ۱، ص ۱۲۸، ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف]

لاریب حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ علوم اعلیٰ حضرت کے حقیقی وارث، جلیل القدر محدث، عظیم الشان مفسر، ممتاز مناظر، بالغ نظر فقیہ، نکتہ سنج مفتی، بلند پایہ ناقد و محقق اور رضوی مسند افتا کے سچے وارث تھے۔اگر یہ کہا جائے تو بڑی ناانصافی ہوگی کہ تاج الشریعہ ہندوستانی فقہا میں عظیم فقیہ اور ممتاز مفتی تھے حق تو یہ ہے کہ آپ عرب و عجم کے فقہا میں ممتاز اور سرخیل تھے۔فقہ و فتویٰ نویسی میں آپ کی ثقاہت اور مہارت کے ثبوت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ نے عالم اسلام کے عظیم فقیہ سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے زیر تربیت رہ کر فتویٰ نویسی کی مشق فرمائی ہے اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی حیات میں مرکزی دارالافتا بریلی شریف کا آپ کو مفتی نامزد کر کے اپنا نائب اور قائم مقام فرمایا ہے۔مفتی اعظم کی سرپرستی میں آپ نے سینکڑوں فتاوے تحریر فرمائے۔ان میں بعض فتاوے تاریخی اہمیت کے حامل ہیں چنانچہ نسبندی کے خلاف مفتی اعظم ہند کا فتویٰ قبلہ تاج الشریعہ کے زرنگار قلم سے منصۂ شہود پر آیا تھا۔

اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد یونس رضا اویسی صاحب نائب صدر المدرسین جامعۃ الرضا بریلی شریف کی درجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

"اندرا گاندھی وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا۔ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا۔کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔اس نے یہ سب بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لیے

ہی کیا تھا۔وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لیے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھی۔اندرا گاندھی کے ساتھ اس کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانا شاہی نظریہ پس پشت کام کررہا تھا۔۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کردیا گیا۔تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے۔رقیبوں کو قید سلاسل میں جکڑ کرنذرزنداں کردیا گیا۔میسا جیسے جابر قانون کو نافذ العمل کردیا گیا۔ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کردی گئی اوران لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دیا۔پولیس عوام کو جبرا پکڑ پکڑ کرنسبندی کرارہی تھی۔اسی اثناء میں نسبندی کے جواز یاعدم جواز پر شرعی نقطۂ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لیے دارالافتاء بریلی شریف سے عوام نے رجوع کرنا شروع کردیا۔دوسری طرف دیوبند کے دارالافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ملک کی ہیجانی کیفیت اورامت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر وظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے حکم سے حضرت [تاج الشریعہ] نے نسبندی کے حرام وناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ،مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی قدس سرہ کے دستخط ہیں‘‘۔[فتاوی تاج الشریعہ ج ۱ ،ص ۶۱۔۶۰،ناشر مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف]

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مفتی اعظم قدس سرہ کے زیرتربیت ۱۹۶۶ء میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔اور[۵۴] چون سال تک مسند افتاء پر جلوہ افروز رہ کر اعلی حضرت اورمفتی اعظم کے علمی وفقہی فیضان سے عالم اسلام کو فیضیاب کرتے رہے۔عرب وعجم کے بیشتر ممالک سے آپ کے پاس سوالات آتے تھے۔آپ کو عربی فارسی اردو اور انگلش زبان وادب پر مکمل عبور تھا۔ان تمام زبانوں میں آپ کے فتاوے موجود ہیں۔آپ نے کثیر فقہی موضوعات پر درجن سے زائد کتب و رسائل تحریر فرمائے ہیں۔[۱] ٹائی کا مسئلہ۔اردو۔مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی۔[۲] تین طلاق کا

شرعی حکم۔اردو۔مطبوعہ اختر بک ڈپوخواجہ قطب دہلی۔[۳] تصویروں کا حکم۔اردو۔مطبوعہ اختر بک ڈپوخواجہ قطب دہلی۔[۴] الحق المبین۔مطبوعہ ادارہ سنی دنیا بریلی۔[۵] ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم۔اردو۔مطبوعہ ادارہ سنی دنیا۔[۶] القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق۔اردو۔مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی۔[۷] عطایا القدیر فی حکم التصویر۔عربی۔المجمع الرضوی بریلی۔[۸] Few English Fatawa مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی۔[۹] ازہر الفتاوی۔انگلش۔مطبوعہ حبیبی دارالافتا ڈربن ساؤتھ افریقہ۔[۱۰] A Just Answer To the blased Authar طبوعہ ساؤتھ افریقہ۔[۱۱] رویت ہلال۔اردو مطبوعہ [۱۲] چلتی ٹرین پر نماز کا حکم۔[۱۳] سنو چپ رہو مطبوعہ۔[۱۴] المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ۔دو جلد مطبوعہ بقیہ جلدیں غیر مطبوعہ وغیرہ کتابیں فقہی موضوع پر آپ کے زرنگار قلم کے جواہر پارے ہیں۔ان کتابوں میں آپ کی علمی عظمت، فقیہانہ تفرد اور علمی گہرائی و گیرائی کے شواہد اپنی تمام تر جلوہ سمانیوں کے ساتھ موجود ہیں۔آخر الذکر کتاب ''المواہب الرضویہ فی فتاوی الازہریہ'' آپ کے فتاوے کا دلکش مجموعہ ہے جو کتب فقہ وفتاویٰ میں قابل قدر اور نایاب اضافہ ہے۔ابھی اس مجموعے کی صرف دو جلدیں شائع ہوئی ہیں۔بقیہ جلدیں منتظر اشاعت ہیں۔ یہ دونوں جلدیں کتاب العقائد کے ۱۵؍عناوین پر مشتمل ہیں جو مجموعی طور پر تقریباً ۹۷۶؍مسائل کے جوابات کو شامل ہیں۔فتاوی تاج الشریعہ کی یہ دونوں جلدیں کثیر فقہی جزئیات اور تحقیقات نادرہ کا عظیم مرقع، قول راجح، مختار اور مفتی بہ کا دلکش گلدستہ اور قرآنی نصوص اور سنن نبویہ کی تشریح وتعبیر اور ان سے احکام کے استنباط کا حسین مرقع ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی فتوی نویسی کا انداز واسلوب یہ ہے کہ پہلے آپ مسئلہ سے متعلق نصوص قرآنی پیش فرماتے ہیں۔اس کے بعد احادیث کریمہ سے مسئلہ کو مبرہن فرماتے ہیں۔بعدہ کتب فقہ سے جزئیات تحریر فرماتے ہیں۔حضور تاج الشریعہ کے فتاوے میں معتمد کتب فقہ وفتاوی کے جزئیات کی فراوانی ہے جس سے آپ کے علم ومطالعہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔دو جلدوں پر مشتمل فتاوے میں اکثر و بیشتر فتاوے ایسے ہیں جن کے جوابات میں درجن سے زائد کتابوں کے جزئیات موجود ہیں۔اس قسم کا ایک فتویٰ غیر صحابی کو''رضی اللہ عنہ'' کہنے سے متعلق ہے۔جس میں

اس کے جواز پر حضور تاج الشریعہ نے اولا فقہا عظام کی کتابوں سے ۱۳ حوالے پیش کئے اس کے بعد مناظرہ انداز میں خود دیوبندی مولوی کی کتاب سے بھی چند حوالے تحریر فرمادیے ہیں۔اس فتویٰ کا آغاز آپ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے: ’’جائز ہے اور جواز کے لیے یہی بس ہے کہ شرع مطہرہ سے اس کی ممانعت نہیں۔جو عدم جواز کا مدعی ہے بار ثبوت اس پر ہے جس سے وہ ہرگز قیامت تک عہدہ برآنہ ہوسکے گا۔یہی نہیں بلکہ بلا دلیل محض زور زبان سے ایک امر جائز و معمول اہل سنت کو ناجائز کہہ کر اللہ و رسول پر افترا ان کے حکم سے سرتابی ان کے فرمان واجب الاذعان کی تکذیب کا وبال شدید اس کے سر پر رہے گا۔افترا یہ کہ اللہ و رسول نے رضی اللہ عنہ کہنا منع نہ فرمایا نہ کسی گروہ کے لیے خاص فرمایا اور یہ ممانعت کا قائل۔حکم سے سرتابی یہ کہ بے دلیل بزور زبان کسی شے کو حلال و حرام کہنا ممنوع فرمایا گیا۔قال اللہ تعالی ’’ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام [سورہ نحل آیت ۱۱۶] اور یہ بے دلیل حرام کہنے پر مصر۔فرمان کی تکذیب یوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے ہیں ’’ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن ‘‘ [المقاصد الحسنۃ للسخاوی،ص: ۴۲۲] جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے ۔اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان خدا کا فرمان ہے ۔قال اللہ تعالی ’’ان ھو الا وحی یوحیٰ ‘‘ [سورہ النجم،آیت ۴۰] اور حضور جسے اچھا فرمائیں یہ اسے ناجائز کہے ۔یہ تکذیب خدا اور رسول ہوئی ۔پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ’’لا تجتمع امتی علی ضلالۃ ‘‘ [المقاصد الحسنۃ،ص ۵۲۶] میری امت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔تو جو کسی معمول اہل سنت کو بے دلیل ناجائز کہتا ہے وہ امت محمدیہ کو گمراہ کہتا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام فرما چکے ۔میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی یہ خدا و رسول کی تکذیب بالائے تکذیب ہوئی۔اور یہ طریقہ سنیہ اہل سنت و جماعت کو چھوڑنا اور خدا اور رسول کی دشمنی مول لینا اور جہنم کی راہ لینا ہے ۔قال اللہ تعالی ’’و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم و ساءت مصیرا ‘‘ [سورہ نساء،آیت ۱۱۵] اور جو اللہ و رسول سے دشمنی کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ پھر گیا اور جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔پھر قرآن عظیم

خود صحابہ اور ان کے جملہ اتباع کو بالعموم بے تخصیص بشارت دے رہا ہے "رضی اللہ عنھم و رضوا عنه "[سورہ بینہ، آیت ۸] تو بزرگان دین کے لیے رضی اللہ عنہ کہنا قرآن عظیم کی اقتدائے حمید ہے جسے وہابیہ بزور زبان ناجائز وحرام کہتے ہیں تو ان کا یہ طعن اہل سنت پر نہیں بلکہ خدا کی بارگاہ میں اساءت ادب ہے۔

اصولی انداز میں قرآن مجید سے استدلال کرنے کے بعد غیر صحابی کے لیے رضی اللہ عنہ کے جواز پر ۸/ کتب مشائخ سے ۱۳/ حوالے اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"بالجملہ بزرگان دین کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز اور اس میں صحابہ رضی اللہ عنھم کی تخصیص کا دعویٰ غلط و نا مسموع علمائے اسلام اپنی کتب میں تابعین و تبع تابعین کے لیے رضی اللہ عنہم تحریر کرتے آئے ہیں تبیین الحقائق زیلعی میں ہے "و الفرق لابی حنیفه رضی الله عنه"
[تبیین الحقائق، ج:۷، ص:۴۲۱]

اسی میں ہے "و ذکر الحاکم ابو محمد روایة عن ابی حنیفه رضی الله عنهما"
[تبیین الحقائق، ج ۷، ص ۴۴۷]

اسی میں ہے "و رضی الله تعالی عن اصحاب رسول الله و عن التابعین و تابع التابعین لهم باحسان الی یوم الدین"[تبیین الحقائق، ج ۷، ص ۵۱۲]

بیضاوی میں ہے "و عن ابی حنیفة رضی الله عنه"[تفسیر بیضاوی، ج ۱، ص ۱۲]

حاشیہ میر سید شریف علی الکشاف میں ہے "و المشهور من مذهب ابی حنیفة رضی الله عنه و اتباعه"

ردالمحتار میں ہے "قوله (التستری) امام اعظم رضی الله عنه"[ردالمحتار ج ۱، ص ۱۴۹]

اسی میں ہے "لا سیما الامام الشافعی رضی الله عنه"[ردالمحتار، ج ۱، ص ۱۴۹]

درمختار میں ہے "و مما قال فیه ابن المبارك رضی الله عنه"[درمختار، ج ۱، ص ۱۵۷]

حدیقہ ندیہ میں ہے "اتباع النبی صلی الله علیه و سلم و الصحابة و التابعین و ائمة الهدیٰ رضی الله عنهم "[الحدیقة الندیة ج ۱، ص ۳۰۵]

نہایۃ الزین میں ہے "یجب علی من لم یکن فیه اهلیة الاجتهاد المطلق ان یقلد

فی الفردوا حدا من الائمة الاربعة المشهورين وهم الاما م الشافعی و الامام ابوحنيفة و الامام مالك و الامام احمد بن حنبل رضی الله عنهم "۔[نہایة الزین، ج۱،ص۷]

اسی لیے تنویر و در مختار میں تصریح فرمائی کہ صحابہ و تابعین بزرگان دین وغیرھم کے لیے رضی اللہ عنہم کہنا جائز ہے "و هذا نصه: و يستحب الترضی للصحابة و كذا من اختلف نبوته و الترحم للتابعين و من بعدهم من العلماء و العباد و سائر الاخيار كذا يجوز عكسه الترحم للصحابة و الترضی للتابعين و من بعدهم على الراجح"۔

[در مختار، ج۱۰ص۴۸۵]

حدیقہ ندیہ میں فرمایا "هل يجوز عكسه ؟ فقال بعضهم لايجوز بل الترضی مخصوص بالصحابة و قال النووی هذا غير صحيح بل الصحيح الذی عليه الجمهور استحبابه و دلائله اكثر من ان تحصى"۔[الحديقة الندية، ج۱ص۴۷]

یہ کثیر حوالے حضور تاج الشریعہ کے وسیع علم اور عمیق مطالعہ کی غمازی کرتے ہیں۔فتوی کے اخیر میں مناظرانہ انداز میں لکھتے ہیں "آخر میں دیوبندیوں کے مستند مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی چند عبارتیں پیش کردینا مناسب۔تذکرۃ الرشید ج ۲ ،ص ۲۲ میں ہے "جس زمانہ میں احقر حضرت مرشدنا مولانا محمد رفیع الدین صاحب نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی خدمت میں حاضر رہتا تھا"۔اسی میں صفحہ ۲۴/ پر ہے "اور مقولہ حضرت مجدد الف ثانی قیوم ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔صفحہ ۲۵/ پر ہے "الی آخرہ ما قال رضی الله تعالٰی عنه"۔[فتاوی تاج الشریعہ ج۱ ص۴۷۱ تا۴۷۵]۔

سوال سے سائل کا مقصد خیر وشر سمجھنا اور اس کے پیش نظر جواب تحریر فرمانا ایک ماہر، نباض اور دقیقہ سنج مفتی کی علامت ہے۔تاج الشریعہ کے فتاوے کے مطالعہ سے یہ بات عقل سلیم پر روشن ہوتی ہے کہ تاج الشریعہ میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا،آپ ایک ماہر و نباض فقیہ اور صاحب عرفان مفتی تھے۔سوال کی باریکیاں آپ کے پیش نظر ہوا کرتی تھیں اور اس کے مطابق ہی آپ فتوی قلمبند فرماتے تھے۔ایک مثال ملاحظہ کریں۔مہیش پور سے ایک صاحب نے استفتاء کیا۔

سوال زید و بکر کے فرضی ناموں پر مشتمل تھا۔اس میں اعلی حضرت کا نام ذکر نہیں کیا گیا تھا۔سوال تھا کہ جملہ پیغمبر علیہم السلام اور خصوصا حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنی اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں حتیٰ کہ اپنی اپنی بیویوں سے مباشرت بھی کرتے ہیں اور ان کو صرف ایک عارضی موت ہوتی ہے۔کیا اس عقیدہ کو رکھنے والا ،اپنی تصنیف میں طبع کرانے والا خارج از اسلام ہے۔

جب سوال حضور تاج الشریعہ کے ملاحظہ میں آیا تو آپ کی نگاہ دور بیں نے سوال کے مقصد کو ملاحظہ کیا پھر جس لب ولہجہ میں آپ کے اشہب قلم نے جواب قلم بند کیا اس سے شمشیر رضا کی باریک بینی دقیقہ سنجی اور علمی جلالت ،فقہی بصیرت ظاہر ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔:

''بے شک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات حقیقی روحانی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اس لیے ان کا رزق منقطع نہیں ہوتا۔حدیث شریف میں ہے ''ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی فی قبرہ یرزق'' [مشکوۃ المصابیح ص ۱۲۱] اللہ تعالی نے زمین پر حرام فرمادیا کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی اپنی قبر میں زندہ ہے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔اور یہ کہ انبیاء کرام پر ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں۔اس قول کی تصریح علامہ زرقانی نے فرمائی اور ائمہ دین نے اسے مقرر رکھا ہے۔تو اس پر تکفیر اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ان تمام کی تکفیر ہوگی اور فی الحقیقت یہ وہابیہ کے دین وایمان کی بربادی ہے کہ اپنی گستاخی پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی گستاخانہ عبارتوں پر پردہ ڈالنے کو ایسی بات پر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کیا چاہتے ہیں جس میں نہ اصلا کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کا انکار نہ کسی طرح قرآن وحدیث کے خلاف بلکہ خود حدیث کے مفاد سے ثابت ہے کہ وہاں ''یرزق'' فرماتے ہیں اور ''یرزق'' تمام مواہب الہیہ کو شامل ہے اور اسے محض کھانے پینے سے خاص کرنا وہابیہ کی تنگ سمجھدانی ہے۔اسی لیے علامہ شرنبلانی نے نور الایضاح میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ''ھمتع بجمیع الملاذ و العبادات'' [نور الایضاح ص ۲۰۷] یعنی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام لذتیں اور تمام عبادتوں سے قبر انور

میں بہرہ حاصل ہے۔جی اب ہوش ہوا؟ تکفیر ملت پوری کیجیے اور شرنبلالی کو بھی خا رج از اسلام کہیے بلکہ حدیث و صاحب حدیث صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر بھی حکم کیجیے اور پھر دیکھیے کہ کون مسلمان رہتا ہے۔[فتاوی تاج الشریعہ، ج ۱ص، ۳۲۵]

مذکورہ سوال کا جو جواب حضرت تاج الشریعہ نے تحریر فرمایا اور یہ کہ ’’انبیا کرام پر ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں‘‘ اس عقیدہ کے حوالے سے جس طرح اعلی حضرت کی تائید میں امام زرقانی اور صاحب نور الایضاح علامہ شرنبلالی علیہما الرحمہ کا حوالہ پیش کر کے دیابنہ وہابیہ کا تعاقب کیا ہے اس سے آپ کی بالغ نگاہی، دقیقہ سنجی اور باریک بینی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی طرح آقاء علیہ السلام کی حیات طیبہ کے اجمالی تذکرہ پر مشتمل ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بطور استفتاء پیش کیا گیا۔ بعد ملاحظہ بطور اصلاح اس پر آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بھی آپ کی باریک بینی اور دقیقہ رسی کا بین ثبوت ہے۔آپ لکھتے ہیں:

’’کلینڈر ملاحظہ ہوا۔اس میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ و السلام کو افضل الانبیاء لکھا ہے اور وہ بے شک افضل الانبیاء السابقین ہیں اور سب سے افضل ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں مگر کلینڈر کا ظاہر اس کے خلاف ہے اس سے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے افضل ہونا اور ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا مفضول ہونا ظاہر ہوتا ہے جبکہ قرآن کریم صاف صاف حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سب رسولوں پر فضیلت بتاتا ہے ’’تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله و رفع بعضهم درجات‘‘ یعنی یہ رسول ہیں جنھیں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام فرمایا اور ایک کو سب پر درجوں بلند کیا۔تفسیر امام فخر الدین رازی میں ہے ’’اجمعت الامة على ان بعض الانبياء افضل من بعض و على ان محمدا صلى الله عليه وسلم افضل من الكل‘‘[التفسیر الکبیر للرازی ج۶، ص۱۶۵] اسی میں ہے ’’ المراد بهذه الآية محمد عليه

السلام لانہ ھو المفضل علی الکل" [التفسیر الکبیر للرازی ج ۶، ص ۱۷۱] اور احادیث بھی اس مضمون سے مالا مال ہیں۔ غرض یہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت کا موہم ہے جس سے احتراز ضروری تھا۔ کلینڈر میں یوں لکھتے "افضل الانبیاء الاولین" [فتاوی تاج الشریعہ ج ۱، ص ۳۶۰]

ایک دقیقہ سنج اور نکتہ شناس مفتی کی شان یہ بھی ہے کہ اس کے سامنے جو سوال پیش کیا جائے اسے بغور پڑھے، سوال کا منشا کیا ہے اسے سمجھنے کی کوشش کرے ضرورت ہو تو سائل سے مخفی گوشوں کے متعلق وضاحت بھی طلب کرے۔ راقم کے دادا استاذ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رضی اللہ عنہ رقم فرماتے ہیں:

"بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں جب تک مستفتی سے دریافت نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا، ایسے سوال کو مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس کی ظاہری عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگرچہ اس کا ذکر نہ کرنا بددیانتی کی بنا پر نہ ہو، بلکہ اس نے اپنے نزدیک اس کو ضروری نہیں سمجھا تھا۔ مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کرلے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے اور جو کچھ سائل نے بیان کردیا ہے مفتی اس کو اپنے جواب میں ظاہر کردے تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ جواب و سوال میں مطابقت نہیں ہے" [بہار شریعت، حصہ ۱۲، ص ۷۲-۷۱]

اس زاویے سے بھی فتاوی تاج الشریعہ کی شان نرالی ہے۔ تاج الشریعہ ان باتوں کا از حد خیال رکھا کرتے تھے، آپ کسی بھی استفتاء کا جواب غور وفکر کے بعد تحریر فرماتے تھے۔ اگر سوال میں کسی قسم کی پیچیدگی یا پوشدگی ہے تو آپ سائل سے اس مخفی گوشوں سے متعلق دریافت فرماتے تھے۔ بعض ضروری مقامات پر شقیں قائم کر کے مناظرانہ انداز میں جواب تحریر فرماتے تھے۔ اس طرح کی کئی مثالیں اس مجموعے فتاوی میں مل جائیں گی۔ میں یہاں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں ۔ اڑیسہ سے سوال آیا "اگر کوئی مسلمان کسی صحابی کو منافق کہے خاص کر بدری صحابی رضی اللہ عنہ کو اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی اس آیت سے "ان ارید الا الاصلاح ما استطعت و

ما توفیقی الا باللہ" لفظ "ما استطعت" کو حذف کر دے اور اس کے اس فعل پر اگر اسے توبہ کرنے کو کہا جائے تو وہ بجائے توبہ کرنے کے یہ کہے کہ تحریر و تقریر اور دعا میں قرآن حکیم کی آیت میں حذف بھی کیا جا سکتا ہے اور اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔ تو ایسے مسلمان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟"

تاج الشریعہ نے اس کا جو جواب تحریر فرمایا وہ آپ کی اعلیٰ بصیرت، نکتہ شناسی، دقیقہ رسی کا غماز ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"صاف صاف لکھا جائے وہ کون صحابی ہیں جنہیں منافق کہا گیا اور یہ تفصیل بھی لکھی جائے کہ آیت کریمہ تقریر و تحریر بقصد تلاوت لکھی پڑھی گئی یا بطور اقتباس درمیان میں آئی؟ اگر بقصد تلاوت پڑھی گئی تو قصدا حذف کیا یا سہوا اور اگر بطور اقتباس آیت کریمہ کو متکلم اپنے کلام میں لایا تو اس نے قصد تلاوت ہی کب کیا کہ اس پر تحریف کا الزام آئے اور اگر وہابیہ دیابنہ مخذولین اقتباس ہی کو ممنوع جانتے ہوں تو جملہ مصنفین پر الزام اٹھائیں اور جو اعتراض اس سنی عالم پر کرتے ہیں ان سب پر کریں اور ان سب کو کافر گردانیں پھر اپنے ایمان کی خیر نہ جانیں کہ ان میں کے اکثر ان کے معتمد و مستند و امام و پیشوا ہیں۔ فریقین کی مستند کتاب ردالمحتار میں ہے کہ فقہاء کا یہ قول "ان تضع الحرب اوزارھا" قرآن عظیم سے اقتباس ہے اور یہ ہمارے نزدیک اقتباس کے جائز ہونے کی دلیل ہے "وھذا نصه: **قولھم ان تضع الحرب اوزارھا اقتباس من القرآن و به یستدل علی جوازہ عندنا کما بسطه الشارح فی الدر المنتقی فراجعه**" [ردالمحتار ج٦ ص ۲۵۴] اس عبارت میں دیوبندی بول چلیں۔ اولا۔ تمہارے نزدیک یہ سب فقہاء کافر ہوئے۔ ثانیا۔ علامہ ابن عابدین شامی فقہا کی اس عادت کو دلیل جواز بنا کر کافر ہوئے۔ ثالثا۔ بلکہ سب سے بھاری کفر یہ کہ "ان تضع الحرب اوزارھا" آیت قرآن کو قولھم کہہ دیا۔ رابعا۔ فقہا نے بھی آیت کریمہ میں حذف کا ارتکاب کیا جیسا کہ ظاہر ہے تو یہ دیوبندیوں کے طور پر دوسرا کفر ہوا۔ خامسا۔ جب دیابنہ کے طور پر فقہاء حذف و تحریف کے مرتکب ہوئے اور فقہائے کرام ان دیابنہ کے بھی مانے ہوئے امام اور کافروں کو امام بنانا خود کفر تو دیابنہ

کو اپنے کافر ہونے کا اقرار لازم۔ بالجملہ اقتباس جائز ہے اور اقتباس چونکہ مقتبس کا کلام ہوتا ہے لہذا اس میں اسے تصرف کا اختیار ہے جس پر جزئیہ مذکورہ دلیل واضح ہے اور اس پر تکفیر خود کفر میں اسیر ہونا ہے" [فتاوی تاج الشریعہ ج۱ص ۴۲۰۔۴۱۹]

زمانہ کے حالات پر نظر رکھنا اور زمانے کے شرعی تقاضے کے مطابق مسائل کی گرہ کشائی کرنا ایک بالغ نظر مفتی کا منصب ہے۔اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کی الگ شان ہے،اس مقام پر مفتی یونس رضا صاحب کا درجہ ذیل اقتباس من وعن ملاحظہ کریں:

"۱۹۵۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ "الیکشن کمیشن" نے تمام باشندگان ملک کے لیے "شناختی کارڈ" کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دے دیا تھا۔اس شناختی کارڈ میں نام ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ رضویہ کے مرکزی دارالافتا میں شناختی کارڈ بنوانے یا نہیں بنوانے کے لیے سوالات کا انبار لگ گیا۔دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کر دی کہ ہر کام میں مثلا بینک اکاؤنٹ،خرید و فروخت ملازمت تعلیم و تدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے ۔اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں مجلس شرعی کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔حضرت تاج الشریعہ نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے "شناختی کارڈ بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ "اس صو رت میں عندالطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی،لہذا خاص شناختی کارڈ کے لیے تصویر کھنچوانے کی اجازت ہوگی" [فتاوی تاج الشریعہ ج۱ص ۶۴]

فن اسماء الرجال پر بھی آپ کو دستگاہ حاصل تھی۔اس فن میں کمال وتبحر پر آپ کے فتاوے برہان قوی ہیں۔آپ سے سوال کیا گیا کہ مولوی محمد ٹانڈوی نے الملفوظ کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے صحابی رسول کو کافر قرار دیا ہے [معاذ اللہ]۔اس استفتاء کا جواب آپ تحریر فرماتے ہیں:

"قول مشہور ماخوذ بہ ہے کہ عبد الرحمن قاری مذکور تابعی ہیں الاکمال میں ہے

"المشهور انه تابعی و هو من جملة تابعی المدینة و علماء ها"[الاکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۹] وہابیہ نے انہیں ازراہ جہل صحابی بتایا ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تبرا کرتے رہے کہ صحابی کو کافر کہہ دیا اہل سنت کے علمائے کرام کے بار بار مطالبہ کے باوجود وہابیہ جب شخص مذکور کا صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو شرم مٹانے کو یہ کہنے لگے کہ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ مندرجہ سوال مضمون میں نور محمد ٹانڈوی آنجہانی نے بھی یہی رٹ باندھی ہے اور یہ دیوبندیوں کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کھلا بہتان ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز کسی صحابی کو یا تابعی کو کافر نہیں کہا بلکہ عبد الرحمن فزاری کو کافر فرمایا ہے جسے ناقل یا مرتب نے غلطی سے قاری لکھ دیا ہے۔ اس پر اس کے وہ افعال جو اسی الملفوظ میں مفصل درج ہوئے مثلاً سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے چرواہے کو قتل کرنا، سرکاری اونٹ لے جانا، صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا شاہد عدل ہیں کہ وہ کافر تھا نہ کہ صحابی یا تابعی مگر دیوبندی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کے جوش میں ایسے اندھے ہیں کہ ایسے شقی کو صحابی یا تابعی بتا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر ٹھہرانے کی فکر میں اس کافر کو صحابی یا تابعی بتا کر دین و ایمان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں۔ یہ دھاندلی کا نتیجہ ہے اور بہتان کا ثمرہ ہے۔ پھر فزاری کی جگہ قاری ہو جانے سے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کے لیے یہ تو گڑھ لیا کہ انہوں نے صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا مگر اپنے مذہب کی کچھ خبر ہے۔ دیوبندی دھرم میں صحابی کو کافر کہنے والا مسلمان ہے چنانچہ فتویٰ رشیدیہ میں ہے "جو شخص صحابہ کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا" [فتوی رشیدیہ ص ۱۳] اسی میں ہے "جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے" فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹] اب دیوبندیوں سے رشید احمد گنگوہی کے ایمان و اسلام کی خبر پوچھیے بلکہ سب دیوبندی اپنے بابت بتائیں کہ ایمان کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم [فتاوی تاج الشریعہ ج ا ص ۴۳۰۔۴۲۹]

مذکورہ استفتاء کا جواب حضرت تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ نے جس انداز

میں تحریر فرمایا وہ فن اسماء الرجال میں آپ کی مہارت تامہ کا بین ثبوت ہے، ساتھ ہی جواب کی سطر سطر سے مناظرانہ شان بھی اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ ہویدا ہے۔

حضرت علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ جہاں ایک متبحر عالم دین، ممتاز مفسر، بے مثال محدث، بے نظیر مفتی، عظیم محقق ہیں وہیں وہ ایک باکمال اور بے مثال ناقد تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو نقد ونظر میں ایک خاص قسم کی استعداد عطا فرمائی تھی۔ آپ کے مجموعے فتاوی میں بہت سارے تنقیدی فتاوی ملتے ہیں جن میں آپ کے نقد ونظر کے اعلیٰ نمونے باصرہ نواز ہوتے ہیں۔ مجموعۂ فتاوی سے ایک فتوی بطور مثال پیش خدمت ہے۔ اس قسم کا سوال آیا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ چاروں اماموں مثلاً امام اعظم امام شافعی، امام حنبل اور امام مالک رضوان اللہ تعالی اجمعین کی ضرورت نہیں۔ ہم قرآن وحدیث خود سمجھیں گے اماموں کی ضرورت نہیں۔ اماموں کی تقلید قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں۔

تاج الشریعہ جواب کے آغاز میں غیر مقلدوں پر تیکھی تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان کا قول باطل ہے اور بے تقلید چارہ کار نہیں ہے اور غیر مقلدین نے تقلید کا انکار کر کے ایسے مسائل گڑھے ہیں جن کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں ہے۔ چند مسائل حاضر مطالعہ ہے۔ ”پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے“۔ [طریقہ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ ص ۶۔۷]

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لوٹے میں اپنا یا کتے کا پیشاب یا دو تہائی ماشے نجاست پڑ جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ روضہ ندیہ کے ص ۱۲/ پر یہ لکھ دیا ہے ”شراب و مردار وخون کی حرمت ان کی نجاست پر دلیل نہیں جو انھیں ناپاک بتائے دلیل پیش کرے“ [روضہ ندیہ ج ۱ ص ۲۳]

ان کی کتاب فتح المغیث ص ۶ میں ہے ” کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر“ یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجیے پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجیے وضو ہو گیا اگر چہ قرآن مجید ”وامسحوا برؤسکم“ اپنے سر کا مسح کرو فرمائے۔ یہ تقلید نہ کرنے کا انجام ہے۔ بلکہ فتاویٰ ابراہیمیہ ص ۲ مطبوعہ دھرم پرکاش الہ آباد میں وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کو

فرض بتایا ہے۔اس مسئلہ میں وہ رافضیوں سے بڑھ گئے ہیں کہ وہ صرف مسح کو جائز مانتے ہیں اور فتح المغیث کے ص ۵ اور طریقۃ محمدیہ کے ص ۵ میں نجاست کو صرف سات چیزوں میں منحصر کردیا ہے باقی کو اصل اشیاء میں طہارت پر جاری کیا ہے جب تک نقل خبر معارض وارد نہ ہو۔اس عبارت سے مرغی کا گوہ یا سوئر کا موت یا کتے کا پیشاب ان کے طور پر نجس نہیں ہے۔یہ تقلید نہ کرنے کا سبب ہے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

[فتاوی تاج الشریعہ ج ا ص ۲ ۵۳]

الغرض فتاوی تاج الشریعہ کی مطبوعہ دو جلدوں کے مطالعہ سے ہر صاحب علم یہ رائے با آسانی قائم کرسکتا ہے کہ تاج الشریعہ اس عہد کے بالغ نظر فقیہ، دقیقہ سنج مفتی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علوم وفنون کے حقیقی وارث اور سچے جانشین تھے۔ان گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے آپ قاضی القضاۃ فی الھند کے منصب جلیلہ پر فائز اور تاج الشریعہ کے معزز لقب سے ملقب تھے۔اور بلاشبہ یہ منصب اور یہ لقب آپ کے شایان شان تھا۔

اخیر میں فقیہ کے تعلق سے امام غزالی قدس سرہ کی درجہ ذیل تحریر پڑھیں:

''فقیہ وہ ہے جو دنیا سے دل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے، دین میں کامل بصیرت رکھتا ہو، طاعات پر مداومت اپنی عادت بنالے، کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے، مسلمانوں کا اجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیش نظر ہو، مال کی طمع نہ رکھے، آفات نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو، عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو، راہ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف ہو، دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو، سفر وحضر اور خلوت وجلوت میں ہر وقت دل پر خوف الٰہی کا غلبہ ہو [احیاء العلوم]

مذکورہ اقتباس میں ایک فقیہ کے لیے جو اوصاف وکمالات بیان ہوئے ہیں وہ تمام فقیہانہ اوصاف وکمالات قبلہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کے روز وشب معمولات صوفیا کے آئینہ دار ہیں۔بلاشبہ تاج الشریعہ لباس فقیہ میں ایک پرسوز مفتی اور جلیل القدر درویش تھے۔جس طرح فقہ وافتا میں عوام وخواص کا آپ کی

طرف مرجوعہ تھا اسی طرح اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کے لیے آپ عوام وخواص کے ہر دل عزیز شیخ طریقت تھے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مجموعے فتاوی میں صوفیانہ مسائل پر مشتمل فتاوے بھی موجود ہیں۔جلد دوم کا پہلا باب ''باب عقائد متعلقہ بیعت وارشاد'' ہے۔جس کا تعلق تصوف سے ہے۔اس باب کا پہلا استفتاء ہے جس میں سائل نے علم عشقی بلفظ دیگر علم تصوف کے متعلق سوال کیا ہے کہ وہ کون سا علم ہے؟۔آپ جواب تحریر فرماتے ہیں:

''وہ علم دین ہے اور دین اللہ ورسول کی اطاعت کا نام ہے۔قال اللہ تعالی "ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما"[سورہ احزاب آیت ۷۱]یعنی اور جو اللہ واس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔اسی کو فرمایا "ان الدین عند اللہ الاسلام"[سورہ آل عمران۔آیت ۱۹]یعنی بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔اور اطاعت کو محبت لازم اس لیے قرآن وحدیث میں صراحۃ محبت کا حکم فرمایا اور بے علم اطاعت نامتصور اسی لیے بہ قدر ضرورت علم دین سیکھنا ہر مرد وعورت پر فرض ہے قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"[مشکوۃ ص ۳۴]اسی کو شاعر نے علم عاشقی کہا''[فتاوی تاج الشریعہ ج ۲ ص ۳]

سوال مذکور کا جواب جن الفاظ سے آپ نے تحریر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ آپ خشک فکر عالم نہ تھے بلکہ ایک درویش کامل اور صوفی صافی فقیہ تھے۔الغرض حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فتوؤں کا مجموعہ قابل قدر اور فقہ حنفی کا عظیم شاہکار ہے جسے اردو کتب فتاوی میں ممتاز مقام حاصل ہے۔ضرورت اس بات کہ ہے آپ کے مجموعے فتاوی کی دیگر جلدیں بھی شائع ہوں۔

مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی
صدر مفتی و شیخ الحدیث ادارۂ شرعیہ، اتر پردیش، رائے بریلی

حضور تاج الشریعہ بلند پایہ محقق

برصغیر ہند میں بریلی شریف کی مردم خیز اور سبز و شاداب سرزمین پر بہت سارے لعل و گہر اور علم و فضل کے مہر درخشاں جنم لئے جو اپنی خداداد صلاحیت، ذہانت و فطانت، علمی بصیرت، تقویٰ و طہارت، رشد و ہدایت، دینی، علمی اور مذہبی خدمات کی بدولت افق عالم میں نیر تاباں بن کر چمکے۔ مسلکی، تجدیدی، اصلاحی، فکری اور قلمی و تحریری خدمات سے سواد اعظم مسلک حق و صداقت کی خوب خوب آبیاری کی، مجدد اعظم امام اہل سنت فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری، مفتئ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری، مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس شہر علم و فضل کے وہ گوہر نایاب اور انمول ہیرے ہیں جن کی دعوت و تبلیغ اور دینی و مذہبی خدمات کی بدولت شہر بریلی کو چہار دانگ عالم میں بے پناہ شہرت ملی، اہل عقیدت کے درمیان شہر بریلی کو ''شریف'' ہونے کا مبارک شرف ملا، اسلامی دنیا میں ''مرکز اہل سنت'' جیسا عظیم لقب ملا، اسکی نسبت کو عوام اہلسنت کے درمیان مسلک حق و صداقت کا علامتی امتیازی نشان سمجھا جانے لگا اور خواص اہلسنت نے عقائد اہلسنت کی سند اور پہچان تسلیم کیا۔

اسی شہر حکمت و معرفت اور خانوادۂ علم و فضل میں مفسر اعظم ہند کے گھرانے میں رئیس المحققین، سند المفسرین، ممتاز المحدثین، امام المتکلمین، سراج السالکین، زبدۃ العارفین، آفتاب رشد و ہدایت، مخزن علم و حکمت، تاجدار سنیت، پاسبان مسلک اہلسنت، بدر طریقت، تاج شریعت، نبیرۂ

اعلیٰحضرت، نواسہ و جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، جگر گوشۂ جیلانی، فرزند لاثانی، افقہ الفقہاء، مصدر العلماء، حضرت علامہ حافظ و قاری و مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خان قادری بریلوی المعروف بہ ''ازہری میاں، تاج الشریعہ'' **نور اللہ مرقدہ و تغمدہ بغفرانہ** ۱۴/ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۲ء بروز سہ شنبہ، خاندانی روایتوں کے امین، اسلاف کے فضل و کمال کا مظہر، مجدد اعظم کے علوم وفنون کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے زہد وتقویٰ کا عظیم پیکر، عالم اسلام کے ایک عظیم محقق و مفکر اور جماعت اہلسنت کے ایک ممتاز و نامور مذہبی رہنما اور قائد کی حیثیت سے جنم لیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو علم و فضل، تحقیق و تنقیح، فقہ وافتاء، تصنیف و تالیف، شعر وسخن، احقاق حق و ابطال باطل، تصلب فی الدین، اتباع شریعت، زہد وتقویٰ، دعوت وتبلیغ، مسلکی قیادت، اسلاف کے عقائد ونظریات کی پاسداری، جیسے اوصاف و کمالات اور گونا گوں خوبیاں ورثہ میں ملی تھیں، خانوادۂ رضویہ کے عظیم چشم و چراغ اور جماعت اہلسنت کے مقتدا اور پیشوا کی حیثیت سے بہت ہی قلیل مدت میں عالمی سطح پر آپ کی شخصیت مقبول و متعارف ہوئی، عروج وارتقاء اور بلندی کے جس نقطۂ منتہا تک آپ نے چند برسوں میں سفر طئے کیا تھا لوگ مدتوں کی تگ ودو اور سعی پیہم کے بعد اس منزل اور مقام تک پہنچتے ہیں، آپ فخر خاندان و وقار خاندان تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے علوم وفنون کے وارث حقیقی اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے سچے جانشین تھے، قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب جلیل پر فائز تھے اور جماعت اہلسنت کی عالمی سطح پر قیادت وترجمانی کرتے تھے، اپنے وقت کے ایک عظیم محقق و مفکر اور افکار رضا کے بے باک ناشر و ترجمان تھے، آپ کی ذات ستودہ صفات مرجع انام اور بالخصوص مرجع ارباب علم و دانش و مصدر علماء و مشائخ تھی، آپ رضویت کی شان، سنیت کی جان، مسلک اہلسنت کے علامتی نشان و پہچان اور مسلک حق وصداقت کی آبرو اور سرمایۂ افتخار تھے، ہندوسندھ، عرب وعجم میں جو مقبولیت اور شہرت آپ کو حاصل تھی اسمیں آپ عدیم النظیر اور یکتائے روزگار تھے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس صدی میں اپنے اقران ومعاصرین میں جس وصف نے سب سے زیادہ ممتاز و منفرد بنایا تھا میری نظر میں وہ وصف ہے آپ کا تفقہ فی الدین اور

مسلک اعلیحضرت کی صیانت و پاسداری، آپ بیک وقت محدث و مفسر، مفتی وفقیہ، مصنف و مؤلف، مترجم و محشی، ادیب و ناقد، شاعر و خطیب تھے، ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف تھا جو آپ کے خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ آپ کو یہ فن ورثہ میں ملا تھا، آپ کے فتاوی میں مفتی اعظم ہند کے فتوؤں کی جھلک، حجۃ الاسلام کی تحریر کا دلکش نمونہ اور اعلیٰ حضرت کے فتاوی کی روانی وسلاست اور توضیح و تنقیح جیسے اوصاف نمایاں طور پر موجود ہیں، نو پید مسائل کو حل کرنا، الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانا، مسائل شرعیہ کو کثرت دلائل وشواہد اور فقہی جزئیات سے حل کرنا، سائل کی زبان کی رعایت، مسئلہ سے متعلق دیگر علوم وفنون کا استعمال، متعارض اقوال میں تطبیق اور اس طرح کے دیگر اوصاف اور نمایاں خصوصیات میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے آپ مظہر اتم اور عکس جمیل تھے، آپ کے فتوؤں کو عالم اسلام میں سند کی حیثیت حاصل ہے، مسائل شرعیہ میں عوام وخواص سبھوں کا آپ پر کافی اعتماد ووثوق تھا، آپ کے موقف اور فتوی پر اہلسنت و جماعت اور بالخصوص خانوادۂ رضویہ کے عقیدت مندوں کا بڑی سختی کے ساتھ عمل بھی ہے۔ چلتی ٹرین پر فرض وواجب نماز کا شرعی حکم، جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا حکم، ٹی وی اور ویڈیو کا شرعی استعمال، چین والی گھڑی پہن کر نماز ادا کرنے کا حکم، اس طرح کے دیگر مسائل اس پر شاہد عدل ہیں، فروعی مسائل میں اپنے دور کے نامور مفتیان کرام اور فقہائے عظام سے نظریاتی اختلافات کے باوجود سبھی حلقوں میں آپ یکساں مقبول تھے، ہر ایک کے نزدیک آپ کی ذات مسلم الثبوت تھی اور قدر ومنزلت کی نگاہوں سے آپ دیکھے جاتے تھے، اس بات کا اندازہ حضور تاج الشریعہ کی وفات کے بعد ہند و بیرون ہند کی تمام خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور جماعت اہلسنت کے نامور ممتاز علماء کرام اور مشائخ عظام کے تعزیت ناموں، تاثراتی تحریریں اور ایصال ثواب کی محافل ومجالس سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے، اس صدی میں کسی کی وفات پر آنکھوں نے نہ ایسا دیکھا، نہ کانوں نے سنا اور نہ تحریروں میں پڑھنے کو ملا۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

آپ عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں فتاوے لکھتے تھے، آپ کے بعض تحقیقی فتاوے رسالے کی شکل میں موجود ہیں، المواہب الرضویہ فی الفتاوی الازہریہ المعروف بہ ”فتاوی

تاج الشریعہ‘‘ جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اسکے مطالعہ سے آپ کے فتاوی کی جامعیت و معنویت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلا فتوی ۱۹۶۶ء میں تحریر فرمایا مدینہ منورہ سے استفتاء ہوا تھا۔ نکاح، طلاق اور میراث کے مسائل سے متعلق تھا۔ مفتی شہاب الدین رضوی مصنف حیات تاج الشریعہ اس تعلق سے یوں رقم طراز ہیں:

’’حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز کیا، چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتاء کا شاندار جواب لکھا یہ استفتاء مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا، طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا، انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا اسے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا صاحب کو دکھایئے حضرت نے اسے اپنے شیخ واستاد نانا محترم کو دکھایا نانا صاحب نے دلائل و براہین سے مزین فتوی دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا اور صدائے تحسین بلند کی حوصلہ افزائی فرمائی‘‘ (حیات تاج الشریعہ، ص:۱۹)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتوی نویسی کی ابتداء کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں:

’’میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا، شروع شروع مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔ (ماہنامہ استقامت کانپور)

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے پاس استفتے کی بھر مار رہتی تھی، ملک کے کئی نامور مفتیان کرام آپ کے پاس افتا نویسی کا کام انجام دیتے تھے، حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت اور فتوی

نویسی کے ملکۂ راسخہ کو دیکھ کر ایک دن مفتی اعظم ہند نے آپ کو بلا کر ارشاد فرمایا:

"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم فتاوی نویسی کا کام انجام دو، میں دار الافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں انہیں میرا قائم مقام اور جانشین جانیں اسی دوران سے لوگوں کا رجحان آپ کی طرف زیادہ ہو گیا۔"

(حیات تاج الشریعہ ص:۱۷)

۱۹۶۷ء سے آپ مسلسل حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ہندوستان کی شہرۂ آفاق درسگاہ جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف سے درس وتدریس کے ساتھ فتوی نویسی کا کام مستقل طور پر انجام دیتے رہے اور جب ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو فتوی نویسی کی مکمل ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی اور آپ مرجع فتاوی ہو گئے آپ نے اس کام کو باضابطہ طور پر انجام دینے کے لئے ایک مستقل تحقیقی ادارہ "مرکزی دار الافتاء" کے نام سے بریلی شریف میں قائم فرمایا، معتبر ومستند مفتیان کرام کا ایک عملہ تشکیل دی، ملک وبیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں مسائل شرعیہ کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات اپنی نوک قلم سے تحریر فرما کرامت مسلمہ کے حوالے کیا اور ان کی دینی رہنمائی کی۔

مفتیان کرام کو جب پیچیدہ اور لاینحل مسائل میں دشواری پیش آتی تو آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپ اپنی وسعت نظر اور فقہی بصیرت سے ان مسائل کی گھتیاں سلجھاتے اور ان کو مطمئن کر کے واپس کرتے، آپ سے گفتگو اور بحث وتمحیص کے بعد وسعت مطالعہ اور آپ کے تحقیق وتنقیح سے حیران وششدر رہ جاتے۔

ہند وبیرون ہند کے اکثر فقہی سیمیناروں میں بھی آپ کی شرکت ہوا کرتی تھی، مجلس شرعی ازہر ہند باغ فردوس جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فقہی سیمیناروں میں پابندی کے ساتھ آپ شریک ہوتے تھے اور صدارت وسرپرستی آپ ہی کی ہوا کرتی تھی، اسکے فیصل بورڈ کے ایک اہم رکن بھی تھے، اگر مفتیان کرام کا زیر بحث مسئلہ میں اختلاف رائے ہوتا اور کسی ایک قول پر تمام مندوبین کا اتفاق نہ

ہوتا تو ایسی صورت میں وہ مسئلہ فیصل بورڈ کے حوالے ہوجاتا جس کو حل کرنے میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا کلیدی رول ہوا کرتا تھا، آپ کی رائے اور قول کو قول فیصل اور قول آخر کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا، جس پر تمام مقالہ نگار، ارباب فقہ وافتاء اتفاق کرتے اور اسکی تائید میں اپنا اپنا دستخط بھی ثبت فرماتے۔

راقم الحروف (محمد کمال الدین اشرفی مصباحی) نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سب سے پہلی زیارت مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دوسرے فقہی سمینار میں ۱۹۹۴ءمیں کی تھی، سیمینار کا موضوع تھا ''شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانا جائز یا ناجائز''؟

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری، امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، وغیرہم جیسے ملک کے نامور مفتیان کرام اور اجلۂ فقہائے عظام کے درمیان آپ مسند صدارت وسرپرستی میں جلوہ بار تھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ شہر علم وعرفاں میں علم وفضل کا آفتاب اتر آیا ہے، فضل وکمال کا یہ کوہ بے مثال اور علم وحکمت کا یہ بحر ذخار اپنی فقہی تحقیق اور وسعت معلومات سے سب کو سیراب کررہا ہے، تمام مندوبین اور شرکائے سمینار آپ کی طرف متوجہ تھے اور جب آپ کچھ لب کشا ہوتے تو سبھوں کے کان کھڑے ہوجاتے، آپ نے شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانے کے تعلق سے فرمایا کہ:

چوں کہ اس صورت میں عندالطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانے کی اجازت ہوگی **الضرورات تبیح المحظورات وغیرھا**۔

تمام مندوبین نے آپ کے موقف کی تائید کی اور اس کو خوب خوب سراہا۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شعروشاعری سے بھی خاص دلچسپی تھی، شاعری کا فن بھی آپ کو وراثت میں ملا تھا، آپ کا نعتیہ مجموعہ ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے بہت ہی مشہور ہے جو متعدد بار شائع ہوکر مقبول انام اور داد وتحسین حاصل کرچکا ہے، آپ کی نعتیہ شاعری دلکشی ورعنائی سے لبریز اور دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہے آپکا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف اور

تعریب وتحشی سے بھی اپنے قلم کا رشتہ مضبوط رکھا، متعدد اہم موضوعات پر درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور بہت سی کتابوں کا عربی سے اردو میں اور اردو سے عربی میں ترجمہ کیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ خانوادۂ رضویہ میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے صرف علوم و فنون کے ہی وارث نہیں تھے بلکہ اخلاق وکردار تقوی وطہارت میں اپنے اسلاف کی عملی تفسیر تھے، زہد وتقوی، توکل و بے نیازی، سادگی وسادہ مزاجی، نرم گوئی وشیریں مقالی، جیسے اوصاف میں بھی ممتاز و بے مثال تھے۔آپ نے اپنے اخلاق وکردار اور حسن سلوک سے احباب اہل سنت کو اپنا دیوانہ بنالیا تھا اور مریدین ومعتقدین کے دلوں پر اپنا قبضہ جمالیا تھا، شہر ومضافات، گاؤں ودیہات ہر جگہ سے یہی آواز سننے کو مل رہی تھی ''بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ''۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سارے مشائخ کرام کے درجات کو بلند کرے جو باحیات ہیں ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، ان کے نقوش زندگی کو ہم سبھوں کے لئے مشعل راہ بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین۔

مفتی شمشاد احمد مصباحی
استاد و مفتی: جامعہ امجدیہ، گھوسی، یوپی

حضور تاج الشریعہ اور درس بخاری

موضوع: قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا ناجائز ہے۔

حضور تاج الشریعہ شروع ہی سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تحقیق وتدقیق، ترجمہ وتعریب، فقہ وافتاء جیسے اہم علمی کاموں میں مصروف رہے، بین الاقوامی مبلغ اور عالمی شہرت یافتہ پیر ہونے کے سبب دنیا کے بیشتر ممالک میں بیعت وارشاد کی خاطر تبلیغی سفر کرنے کے باوجود لکھنے پڑھنے کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا، صحت کی نامساعدت اور حالات کی ستم ظریفی کے باوجود سفر وحضر ہر جگہ دین کی نشر واشاعت بالخصوص دنیا بھر سے آئے ہوئے دینی سوالوں کے جوابات، درس بخاری ودیگر کتب کی تدریس وتعریب کا سلسلہ صاحب فراش ہونے تک جاری رہا۔ گزشتہ دنوں حضور تاج الشریعہ کے درس بخاری کی ایک آڈیو کیسٹ بعض کرم فرماؤں کے ذریعے مجھ کو ملی جس میں حضور تاج الشریعہ نے بخاری شریف کا درس دیتے ہوئے مذکورہ بالا موضوع پر ایک تحقیقی اور علمی بحث ریکارڈ کرائی ہے، یہ بحث کئی گھنٹوں پر محیط ہے، دلائل وبراہین کی کثرت، قوت استنباط، طرز استدلال، دیکھ کر امام ابن الھمام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے، تاج الشریعہ نے جس طرح حدیث کی تشریح وتوضیح، مختلف مذاہب اور ان کے دلائل کی تفصیل حلِ لغات، اعراب کی مختلف صورتوں کی وضاحت، متعارض احادیث میں تطبیق، اور اسمائے رجال پر محققانہ بحث فرما کر مذہب حنفی کی ترجیح فرمائی ہے اسے دیکھ کر ہر منصف مزاج محقق یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ کا پایہ علم فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی بہت بلند اور ارفع واعلیٰ ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے درس

بخاری کی ایک جھلک میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ مسطورہ بالا جملوں کی صداقت کا آپ خود اندازہ کرسکیں۔ بخاری شریف ج:۱،ص:۲۶ پر امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے "باب لاتستقبل القبلة بغائط او بول الاعند البناء جدار او نحوه" پھر اس کے تحت درج ذیل حدیث سند کے ساتھ بیان کی، حدثنا آدم قال: ثنا ابن ابی ذئب قال: ثنا الزهریُّ عن عطاء ابن یزید اللیثی عن ابی أیوب الانصاری قال، قال رسول الله ﷺ اذا اتی أحدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره شرقوا اوغرّبوا۔ حضور تاج الشریعہ نے حدیث کو ذکر کرنے کے بعد، غائط اور بول کی تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے مختلف نسخوں کا ذکر کیا پھر باسانید مختلفہ حدیث کہاں کہاں مذکور ہے اس کو بیان فرمایا، پھر حدیث کی تشریح، بیان لغات و اعراب، حل مغلقات کے بعد فرمایا کہ اس مسئلہ میں کل چار مشہور و معروف مذاہب ہیں۔

پہلا مذہب: مطلقا عدم جواز چاہے صحراء ہو یا بُنیان۔ یہ مذہب ہے امام اعظم ابوحنیفہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری کا اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور خود راوی حدیث حضرت ابوایوب انصاری کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ حدیث ابوایوب کا یہ جملہ اس پر روشن دلیل ہے "فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت نحو الکعبة فکنا ننحرف عنها ونستغفر الله تعالیٰ" اگر انہوں نے ممانعت کو عام نہ سمجھا ہوتا تو مکان میں قضائے حاجت کے وقت انحراف اور استغفار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا مذہب: فضا اور صحراء میں ناجائز بنیان اور اماکن میں جائز۔ یہ مذہب ہے امام شعبی، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کا۔ ان حضرات کی دلیل مروان اصفر سے مروی وہ حدیث ہے جس کی ابوداؤد نے تخریج کی "رأیت ابن عمر أناخ راحلته وجلس یبول الیها فقلت: أبا عبد الرحمن ألیس قد نهی عن هذا؟ قال: بلیٰ انه نهی عن ذالك فی الفضاء فاذا کان بینك وبین القبلة شئ یسترك فلا بأس"، ابن خزیمہ، حاکم، دارقطنی، بیہقی نے بھی اس کی تخریج کی۔ ان کی دوسری مستدل حدیث بھی عبداللہ ابن عمر ہی کی ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی ہے، ابن عمر فرماتے ہیں: "رقیت یوماً علی بیت أختی حفصة

فرأیت النبی ﷺ یقضی حاجته مستقبل الشام مستدبر القبلة"اس حدیث کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، اور دارمی وغیرہ نے روایت کیا، حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر انتہائی محققانہ اور محدثانہ انداز میں کلام فرمایا ہے اور کثیر وجوہ سے ابو ایوب کی حدیث کو ترجیح دی، ان میں سے کچھ یہ ہیں (۱) ابن عمر کی پہلی حدیث موقوف ہے اور ابو ایوب کی حدیث مرفوع اس لیے حدیث ابوایوب کو ترجیح ہوگی۔(۲) ابن عمر کی دوسری حدیث اگر چہ مرفوع ہے مگر وہ فعل رسول کی حکایت ہے اور حدیث فعلی ہے اور ابوایوب کی حدیث، حدیث قولی، اس لیے حدیث قولی کو ترجیح ہوگی۔(۳) ابوایوب کی حدیث حرمت اور ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور ابن عمر کی حدیث حلت واباحت پر اور شریعت کا قاعدہ ہے "اذا اجتمع الحلال و الحرام رجح الحرام"۔ (۴) اگر مکان میں رخصت اس وجہ سے ہے کہ شرم گاہ اور قبلہ کے درمیان دیوار وغیرہ حائل ہے تو جنگل اور صحراء میں بھی رخصت ہونی چاہئے کہ وہاں بھی پہاڑ وغیرہ حائل ہیں مگر آپ وہاں حرمت کے قائل ہیں تو یہاں کیوں نہیں؟(۵) راوی حدیث ابوایوب انصاری نے بھی ممانعت کو عام سمجھا۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر اصول حدیث، اصول فقہ، فن جرح وتعدیل، اور اسمائے رجال کی روشنی میں ایسی زبردست بحث فرمائی ہے کہ مذہب حنفی آفتاب وماہتاب کی طرح منور ومجلّٰی ہوجاتا ہے۔

تیسرا مذہب: صحراء اور اماکن میں استقبال قبلہ ناجائز اور استدبار قبلہ جائز۔ ہدایہ میں اسے ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا "والا ستد بار یکره فی روایة لما فیه من ترك التعظیم ،ولا یکره فی روایة لان المستدبر فرجه غیر مواز للقبلة وماینحط منه ینحط الی الارض بخلاف المستقبل لان فرجه موازلها وما ینحط منه ینحط الیها۔ اس مذہب کی بنیاد بھی ابن عمر کے اسی قول پر ہے جس میں انہوں نے فعل رسول کی حکایت کی۔ ابن عمر کی حدیث پر تفصیلی گفتگو مذہب ثانی کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اور حدیث ایوب کا راجح ہونا بیان کیا جاچکا ہے۔

چوتھا مذہب: مطلق اباحت۔ اباحت کے قائلین میں بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے حدیث میں

تعارض دیکھ کر ”اذا تعارض تساقط“ کے تحت اصل کی طرف رجوع کیا اور وہ اباحت ہے ان حضرات نے ابن عمر کی حدیث مذکور نیز ابن ماجہ کی اس حدیث کو جسے عراک نے حضرت عائشہ سے روایت کیا حضرت ابوایوب کی حدیث کے معارض گمان کیا اور تعارض کے سبب اصل اباحت کا قول کیا، عراک کی حدیث یہ ہے ”عن عائشة قالت: ذکر عند النبی ﷺ قوم یکرھون ان یستقبلوا بفروجھم القبلة فقال: أراھم قد فعلوھا استقبلوا بمقعدی القبلة“ اس حدیث کو بیہقی طیالسی، دار قطنی، وغیرہ نے بھی روایت کیا، بہت سے محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا مگر تاج الشریعہ نے نصب الرایہ سے امام زیلعی کا یہ قول پیش کیا، قال: الزیلعی: قال ابن دقیق العید: قال الأثرم: قال احمد: احسن ما فی الرخصة حدیث عائشة وان کان مرسلا ،فان مخرجه حسن“ تاج الشریعہ نے فرمایا کہ اس کو مرسل کہنے کی بنا اس پر ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت نہیں کی پھر تاج الشریعہ نے فتح القدیر کے حوالے سے فرمایا کہ ممکن ہے کہ عراک نے حضرت عائشہ سے سماعت کی ہو کیوں کہ عراک کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع ثابت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ کا وصال ایک ہی سال ہوا۔ اس لیے عراک کا حضرت عائشہ سے سماع بعید نہیں جبکہ دونوں ایک ہی شہر میں تھے۔ تاج الشریعہ نے اس مقام پر عراک کی دو حدیثیں ذکر کیں پہلی حدیث کو مسلم نے تخریج کی، دوسری کو دار قطنی نے، دار قطنی کی حدیث میں تحدیث کی صراحت ہے۔ مسلم کی حدیث یہ ہے، عراک نے کہا: عن عائشة جاءتنی مسکینة تحمل ابنتین لھا“ دار قطنی کی حدیث یہ ھے۔ عراک نے کہا: حدثتنی عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنھا انه ﷺ لما بلغه قول الناس أمر بمقعدته فاستقبل بھا القبلة۔

اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعوی کیا، ان میں عروہ ابن زبیر، ربیعۃ الرائی، اور ابوداؤد ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ ہو چکی ہیں اور ناسخ مجاہد کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے ”نھانا رسول اللہ ﷺ ان نستقبل القبلة او نستدبرھا ببول، ثم رأیته قبل ان یقبض بعام یستقبلھا“ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے روایت کیا۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث

مسلم کی شرط پر صحیح ہے، مگر امام بدرالدین عینی نے فرمایا کہ حاکم کا مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ امام مسلم نے ابان بن صالح جو حدیث مجاہد عن جابر کے راوی ہیں ان کی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی پھر مسلم کی شرط پر صحیح کیسے ہوگی؟۔ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''کان رسول اللہ ﷺ قد نهانا ان نستقبل القبلة او نستدبر ها بفروجها اذا هرقنا الماء ثم رأيته قبل موته بعام يبول الى القبلة '' اس حدیث کے راوی اُبان ابن صالح ہیں، ان کو یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا، امام ترمذی نے ''علل کبیر'' میں فرمایا: سألت محمد بن اسماعيل :يعنى البخارى عن هذا الحديث فقال : صحيح ،والأ حوط المنع ،لان الناسخ لابدأن يكون فى قوة المنسوخ وهذا وان صح لا يقاوم ما تقدم مما اتّفق عليه الستة وغيره مما أخرج كثيراً،مع أن الذى فيه حكاية فعله وهو ليس صريحاًفى نسخ التشريع القولى لجواز الخصوصية۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر طحاوی، فتح القدیر، بنایہ، نصب الرایہ اور عینی وغیرہ کے حوالے سے ایک تحقیقی گفتگو فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ یہ حدیث، حدیث ابوایوب کی ناسخ نہیں ہوسکتی، یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حدیث ابوایوب کے برابر نہیں جس کی تخریج پر ائمہ ستہ کا اتفاق ہے، نیز اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ خصائص نبوت سے ہو اس لیے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے۔

تاج الشریعہ نے چاروں مذاہب اور ان کے دلائل بیان کرنے کے بعد مذہب حنفی کی تائید و ترجیح میں ایک تفصیلی گفتگو فرمائی اور کثیر دلائل سے واضح فرمایا کہ اس باب میں امام اعظم کا مسلک ہی راجح اور محتاط ہے اسی پر عمل کرنے سے بہر صورت کعبہ کی تعظیم اور اکرام قبلہ کا حق ادا ہوسکتا ہے۔

تاج الشریعہ نے اس مقام پر جو احادیث ذکر کیں ان میں سے بعض پیش کی جاتی ہیں۔پہلی حدیث عبداللہ ابن حارث کی ہے، ''أنا اول من سمع النبى ﷺ يقول : لايبولن أحد كم مستقبل القبلة '' دوسری حدیث معقل ابن ابی معقل کی ہے۔''نهى رسول الله ﷺ ان

نستقبل القبلتین ببول وغائط " تیسری حدیث حضرت سلمان فارسی کی ہے۔" لقد نھانا ان نستقبل القبلة بغائط اوبول" چوتھی حدیث ابو ہریرہ کی ہے" انما أنا لکم بمنزلة الوالد أعلمکم .فاذا أتی احدکم الغائط فلایستقبل القبلة ولایستدبرھا " تاج الشریعہ نے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کی مذکورہ بالا حدیثوں کے عموم واطلاق سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ "نھی "عام ہے اس لیے صحرا ہو یا مکان قضائے حاجت کے وقت استقبال واستدبار دونوں ناجائز وحرام ہوگا۔

تاج الشریعہ نے حدیث کے آخری حصہ "شرقوا أو غربوا" پر ایسی معرکۃ الآرا بحث کی ہے کہ طبیعت باغ باغ ہوجاتی ہے، میں بخوف طوالت اس پر تبصرہ ترک کرتا ہوں اور نفس مفہوم پر اکتفا کرتا ہوں۔ تاج الشریعہ نے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خطاب اہل مدینہ، اہل شام، اہل یمن، اوران حضرات سے ہے جن کا قبلہ نہ جہت مشرق ہے نہ مغرب، اورجن کا قبلہ جہت مشرق یا مغرب ہوان کے لیے حکم یہ ہے کہ قضائے حاجت کے وقت وہ شمال یا جنوب کی طرف منہ یا پیٹھ کریں۔

تاج الشریعہ نے درس بخاری کے دوران حضرت ابوایوب انصاری کے حالات بھی بیان کیے جس میں ان کا نام، کنیت، قبیلہ، خاندان حضور سے رشتہ داری، عقیدت ومحبت، میزبان رسول بننے کا شرف، غزوات میں شرکت، قسطنطنیہ میں وصال اور دفن کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔ تاج الشریعہ نے درس بخاری کے درمیان حدیث بخاری پر "مالہ وما علیہ" کی بحث کے بعد آداب خلا سے متعلق بھی بڑی مفید گفتگو فرمائی اور تفصیل سے بیان کیا کہ کس چیز سے استنجا کرنا چاہیے اور کس چیز سے استنجا ممنوع ہے، اس مقام پر یہ مسئلہ بھی بیان فرمایا کہ جس طرح بالغ کے لئے قضائے حاجت کے وقت استقبال قبلہ یا استدبار قبلہ ناجائز ہے اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ناجائز ہے کہ بچوں کو قبلہ رخ بٹھا کر پیشاب، پاخانہ نہ کرائے، اس پر مزید یہ افادہ فرمایا کہ اگر بھول کر قبلہ رخ بیٹھ گیا تو بقدر امکان گھوم جائے اور انحراف کرے ثبوت میں آپ نے درج ذیل جزئیات کا حوالہ دیا اور زبانی پڑھ کر سنا بھی دیا، عالمگیری میں تبیین سے ہے:

" وکرہ استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء واستدبارھا وان غفل

وقعد مستقبل القبلة يستحب له ان ينحرف بقدر الامكان كذا في التبيين ۔"ويكره للمرأة ان تمسك ولدها للبول والتغوط نحو القبلة كذا في السراج الوهاج" (عالمگیری ج:۱،ص:۵۰)۔

فتح القدیر میں ہے:

" ولو نسي فجلس مستقبلاً فذكر يستحب له الانحراف بقدر مايمكنه لما اخرجه الطبري مرفوعاً من جلس يبول قبالة القبلة فذكرفتحرف عنها اجلالاً لها لم يقم من مجلسه حتى يغفرله و كما يكره للبالغ ذالك يكره له ان يمسك الصبي نحو ها ليبول (ج۱ص۵۹)۔

بلاشبہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا درس بخاری جس کی آڈیو کیسٹ میں نے سنی، علوم ومعارف کا انمول خزانہ ہے۔ تاج الشریعہ نے مذہب حنفی کے اثبات واظہار میں دلائل وبراہین کے انبار لگا دیئے ہیں، جو کچھ فرمایا اصول روایت ودرایت کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہر بات کو مستند حوالوں سے مزین کیا ہے کتابوں کو دیکھے بغیر محض ایک مرتبہ سن کر لمبی لمبی حدیثوں کے متن کو بیان کرنا۔ اس کے راویوں پر جرح وتعدیل کی روشنی میں کلام کرنا، شارحین حدیث کے اقوال کو سامنے رکھ کر فنی اور اصولی انداز میں بحث کر کے ترجیح راجح کو ظاہر کرنا اور پھر درجنوں کتابوں میں پھیلی ہوئی دقیق اور طویل بحثوں کو سمیٹ کر آسان الفاظ میں پیش کرنا کوئی معمولی کام نہیں یہ کام وہی کر سکتا ہے جو تبحر علمی، کمال استحضار، مجتہدانہ بصیرت اور فقیہانہ شان رکھتا ہو۔ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ کی تربت پر رحمت وانوار کی برسات فرمائے اور ان کا علمی وروحانی فیضان ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین

مفتی محمد رضا مرکزی
استاد: الجامعۃ القادریہ نجم العلوم، مالیگاؤں

حضور تاج الشریعہ اور افتتاح بخاری

(حسین یادوں کے روشن جھروکوں سے)

اس دنیا میں ان گنت لوگ آتے اور جاتے رہتے ہیں۔کسی کو یاد رکھا گیا کسی کو بھلا دیا گیا۔ کوئی بعد موت بھی حیات کی طرح ہے۔اور کوئی حیات میں بھی موت کی طرح۔لیکن حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ ان سب میں ممتاز نظر آتے ہیں۔آپ کی عوام وخواص میں بے پناہ مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''حضور مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد از ہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں از ہری میاں نے اپنی جگہ بنالی''۔

حضور مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی صاحب فرماتے ہیں۔

''حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک شخصیت کا نام نہیں۔ایک زمانے کا ایک عہد کا نام ہے ایک دم سے زمانے پر چھا جانے والی ذات کا نام ہے''

الحمد للہ ثم الحمد للہ راقم کو یہ شرف حاصل رہا کہ نو سال کا ایک سنہرا زمانہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قدموں میں ایک خادم وتلمیذ کی حیثیت سے گزارنے اور مرشد برحق کو دیکھنے سمجھنے کا موقع

میسر آیا۔ بخاری شریف، الاشباہ والنظائر، رسم المفتی اور دیگر تخصص فی الفقہ کی کتابیں اور افتاء کی مشق کا درس وتربیت حاصل کرنے کا زریں موقع ملا۔ اور کئی مقالے راقم کے حضور تاج الشریعہ نے سماعت کیا اور اصلاح فرماتے ہوئے اپنی پسند خفگی کے ساتھ خوب خوب دعاؤں سے بھی نوازا الحمد للہ ثم الحمد للہ! جیسا دیکھا اور کیسا پایا؟؟۔ تو سنو!!! ایک مشفق معلم، ایک روحانی مرشد، ایک باوقار مربی، ایک مایہ ناز مفسر، ایک کامیاب مترجم، ایک بلند پایہ شاعر، ایک منفرد مصنف، ایک مخلص ناقد، ایک عظیم زاہد، ایک شب زندہ دار عابد، ایک باعمل عالم، ایک ممتاز فقیہ، ایک سچے عاشق، ایک پروانۂ شمع رسالت۔

منفرد اور گوناگوں خصوصیات کے حامل حضور تاج الشریعہ اس ذات کا نام ہے جنھیں مولانا رضا علی خان سے شجاعت ملی۔ مولانا نقی علی خان سے علم تفسیر ملا۔ امام احمد رضا خاں سے قلم ملا۔ حضور حجۃ الاسلام سے حسن ملا۔ مفتی اعظم ہند سے تقویٰ ملا۔ والد ماجد حضور ابراہیم رضا سے قرآن فہمی کا اندازہ ملا۔ ایک تنہا ذات میں کتنی انجمنیں سمٹ آئی تھیں۔ پیش نظر مضمون میں اپنے مشاہدات کی بنیاد پر آپ کے درسِ حدیث کے اندازِ دل ربائی کو قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا وہ حسین وجمیل اور ناقابل فراموش دن آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جو میرے لیے کسی بہت بڑی نعمت سے کم نہ تھا۔ جب دل کو قرار دینے والی ذات، ہمدم ودمساز، حسن وجمال کے پیکر۔ شفقت ومحبت کے بیکراں سمندر میرے مرشد واستاذ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس حاصل کرنے کا شرف ملنے والا تھا۔ وہ وقت سعید جس کا ہم جماعت ساتھیوں سمیت مجھے بے چینی سے انتظار تھا ہماری قسمت کی معراج کہ آ بھی گیا اور ایک عظیم علمی وروحانی درس جس کی حسین یادوں کی ٹھنڈک آج بھی قلب وذہن میں موجود ہے۔ مذکورہ درس راقم الحروف نے اپنے موبائل میں ریکارڈ کرلیا تھا۔ افتتاح بخاری شریف کے بعد روزانہ کاشانۂ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میں بخاری شریف کے درس کے لیے جانا ہوتا تھا۔ حضرت نے کرم فرمایا اور اجازت حدیث ودلائل الخیرات وقصیدہ بردہ ودیگر اوراد سے نوازا۔ ایک مشفق ومہربان استاد کی ساری صفات آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو طلبہ روز ۱۲ رکلومیٹر سے آتے ہیں ان کا خرچ بھی ہوتا ہوگا، اور مدارس

کے طلبہ کا جیب خرچ بھی کم ہوتا ہے اس بات کو حضور تاج الشریعہ نے محسوس کیا اور اپنی جیب خاص سے ہمیں ہر ماہ ،دن کے اعتبار سے آنے جانے کا کرایہ دے دیا کرتے تھے۔ میں اپنی اس سعادتِ عظمیٰ پر جتنا ناز کروں کم ہے کہ ان گنت مرتبہ قدم بوسی اور دست بوسی کے علاوہ ناچیز نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا طریقۂ تعلیم بڑا منفرد، جامع اور ایسا حسین ہوتا تھا کہ ہمیں یوں لگتا جیسے کوئی ہمیں پڑھا نہیں رہا ہے بلکہ پلا رہا ہے۔آپ کا طرزِ فہمائش اللہ اللہ ! کیا کہنا دقیق سے دقیق مسائل بڑی آسانی اور سہل طریقے سے یوں حل فرما دیا کرتے کہ ہمیں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی ۔آپ درسِ حدیث میں اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ محض مفہوم حدیث سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے **ماله و ماعليه** کے تمام نشیب وفراز ذہن نشین ہوجائیں ۔ پہلے تفاسیر کی روشنی میں شرح کرتے ، پھر اصولِ حدیث سے اس کی وضاحت فرماتے ،راویان حدیث کے بارے میں فہمائش کرتے ہوئے فن اسماء الرجال کے دریا بہاتے۔

ہم جملہ طلبہ سے مشفقانہ ومربیانہ اور محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔ سبھی پر نہایت مہربان تھے، انہیں شفقت ومحبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب ونادار طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کے لیے رقوم بھی عنایت فرماتے ۔یوں ہی درس وتدریس کے ذریعہ ان کی خدمت کرتے ،نہایت شفقت ومحبت سے ان کو پڑھاتے ،علمِ نافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے ،کوئی طالب علم مسئلہ دریافت کرتا یا حدیث یا فقہ کی کتاب کے آغاز کے وقت تبرکاً پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا،تو آپ نہایت شفقت سے جواب دے کر مطمئن فرماتے ،جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر علما وطلبہ کے لئے خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے تھے۔خوشی کے موقع پر کھانے پکوا کر طلبہ کو کھلاتے ۔ بیشتر طلبہ ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے تھے،بعض طلبہ کو ان کے ذوقِ علمی کی بنا پر آپ خود اپنے مکان پر ٹھہراتے اور نہایت لطف وکرم سے قیام وطعام کا بندوبست فرماتے نیز ان کو اپنے علمی وروحانی فیضان سے مالامال کرتے ۔غرض یہ کہ علما کی توقیر،طلبہ سے شفقت ومحبت جو آج کل بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی جارہی ہے۔وہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

حضور تاج الشریعہ کا ایک یادگار درس حدیث نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ پڑھیں اور علم حدیث

وفقہ واسماء الرجال کے ایک جبل شامخ کی ذات کو پہچانیں:

باب: رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتدا کیسے ہوئی (حدیث نیت کی درستگی کے بارے میں)

وقول اللہ جل ذکرہ انا أوحینا الیك کما أوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان کہ ''ہم نے بلاشبہ (اے محمد ﷺ) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا''۔

حدیث نمبر:۱

حدثنا الحمیدی عبداللہ بن الزبیر ،قال حدثنا سفیان ،قال حدثنا یحیی بن سعید الأنصاری ،قال أخبر نی محمد بن ابراھیم التیمی ، انہ سمع علقمة بن وقاص اللیثی ،یقول سمعت عمر بن الخطاب ۔رضی اللہ عنہ ۔علی المنبر قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول. "انما الأعمال بالنیات،وانما لکل امرئ مانوی،فمن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا أو الی امرأة ینکحھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ"

ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تیمی سے حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا، ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول ﷺ پر حضرت عمر بن رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا محدثین میں بہت بڑا مقام ہے۔ اور آپ کی جامع صحیح جس کو آپ نے حضور ﷺ کی احادیث مثلاً ضعیف، مطرد، معلل اور دیگر اقسام حدیث کو ترک کر کے جو صحت کے صحیح درجہ پر پہنچی اسی کو لیا۔ اور ان احادیث سے مجرد رکھا جو درجہ صحت پر نہیں تھی۔ اور حضرت امام

بخاری رحمہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سن ۱۹۴ ہجری میں ہوئی اور وصال شریف ہجری ۲۵۶ عمر شریف ۶۲ سال ہوئی کسی شاعر نے اس کو ابجد کے حساب سے ایک شعر میں جمع کیا ہے۔ مادہ تاریخ ''صدق'' ہے۔ جس کے ۱۹۴ بنتے ہیں۔ اور مدت موت کا مادہ تاریخ ''حمید'' جس کے ۶۲ بنتے ہیں۔ اور وفات کا مادہ تاریخ ''نور'' ہے جس کے ۲۵۶ بنتے ہیں۔ آپ نے یہ کتاب نایاب ۱۶ برس میں تصنیف فرمائی اور اس کی ابتدا بخارا میں کی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ امام بخاری نے اپنی بخاری کی ابتدا مکہ مکرمہ میں کی۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ریاض الجنہ کے درمیان میں بیٹھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ اور جب بھی میں نے کوئی حدیث اپنی کتاب میں جمع کی میں نے استخارہ کیا دو رکعت نماز پڑھی اور غسل کے بارے میں بھی آتا ہے۔ اس طرح آپ نے اہتمام تدوین حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

ابتدا کے بارے میں جو مختلف روایات ہیں اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ آپ نے بخارا میں اپنی کتاب کی تصنیف کو شروع کیا پھر مختلف بلاد کا جس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ شامل ہیں۔ وہاں پر آپ اس کی تصنیف میں لگے رہے اور اس کی تکمیل مدینہ امینہ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک کے سامنے ہوئی۔ ۱۶ سال میں آپ نے اس کتاب کو مرتب کیا اور شرق سے لے کر غرب تک تمام علمائے محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کے بعد اصح الکتب دو کتابیں ہیں۔ ایک صحیح بخاری اور دوسری صحیح مسلم اب اس میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری افضل ہے کہ مسلم، جمہور اس طرف گئے ہیں کہ بخاری افضل ہے اس لیے کہ اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی شان فقاہت اور ان کے اجتہادی نکات زیادہ ہیں جو قاری کو مطالعہ کے دوران پتہ چلے گا کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے کبھی حدیث کو مختصر اور کبھی طویل اور کبھی مکرر اور ایک ہی حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرتے ہیں۔ یہ سب آپ احکام کی وجہ سے لے کر آتے ہیں۔ کبھی کوئی حدیث سے سند کا فائدہ ہوتا ہے، کبھی متن سے فائدہ مقصود ہوتا ہے، پھر اس پر جو احکام مرتب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ حدیث کو لے کر آئے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کبھی حدیث مختصر ذکر کرتے ہیں اور کبھی مکمل۔ اور بعض لوگ تطبیق یہ کرتے ہیں کہ باعتبار شرائط بخاری افضل ہے۔ اور باعتبار فضائل مسلم افضل ہے۔ اور

شرط یہ ہے کہ جو راوی اپنے سے اوپر والے سے روایت کر رہا ہے اس کی ملاقات بالفعل متحقق ہوئی ہو، کہ اس کی اس سے ملاقات ہوئی ہو جب ہی اس کو امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہٗ درجہ صحت پر مانتے ہیں۔ امام مسلم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہٗ نے اس شرط میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہٗ سے اختلاف کیا اور جمہور محدثین اور علمائے حدیث اس میں امام مسلم کے ساتھ ہیں ان کے نزدیک بالفعل ملاقات ہونا شرط نہیں ہے۔ ان دونوں کے روایت کی شرط یہ بھی ہے کہ یہ مشہور صحابی سے روایت کرتے ہیں اس شرط پر کہ اس مشہور صحابہ سے کم سے کم دو تابعین محدثین نے روایت کیا ہو۔ لیکن دونوں حضرات نے خود بعض جگہ اپنی کتاب میں ان شرائط کی مخالفت بھی کی ہے چنانچہ یہی حدیث: انما الاعمال بالنیات

یہ حدیث فرد ہے ہر طبقے میں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے اس حدیث کو روایت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو علقمہ ابن وقاص لیثی تابعی نے روایت کیا۔ تنہا عمر ابن خطاب سے۔ اور علقمہ ابن وقاص لیثی تابعی سے تنہا روایت کیا ابراہیم تیمی نے، یہ بھی تابعی ہیں۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی۔ سفیان سے۔ ان کے بعد روایت کیا ہے شیخ امام بخاری حمیدی عبداللہ ابن زید نے۔ تو یہ پورے سلسلہ سند میں ایک مشہور تابعی ایک صحابی سے روایت کر رہا ہے تو یہ خود ان کی شرط کے خلاف ہے۔ لیکن یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے کہ سند کے اعتبار سے اگرچہ یہ حدیث فرد ہے مگر اس حدیث کو ہر زمانے میں علما نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اب یہ حدیث تلقی بالقبول سے تلقی بالقبول کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے۔ کہ حضرت عمر ابن خطاب نے مدینہ میں اس حدیث کو منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیان کی تو اس وقت کتنے صحابی و تابعین ہوں گے اور اس کے بعد سے آج تک علماء محدثین وغیرہ کتابوں میں لکھتے پڑھتے آ رہے ہیں۔ تو اگرچہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے فرد ہے مگر یہ اب اس تلقی کے اعتبار سے مشہور اور متواتر کے درجہ میں ہے۔ اور امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہٗ نے یہاں باب یہ باندھا۔

یہ باب اس بات کی کیفیت بتانے کے بارے میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی ابتدا کیسے ہوئی؟

وحی یہ عربی لفظ ہے اس کے مختلف معنی آتے ہیں زیادہ تر اس کے معنی میں ''آہستہ طور پر بتانا

’’تو وحی کتابت کے معنی میں بھی آتا ہے۔الہام کے معنی میں بھی آتا ہے۔اور وحی کا معنی اشارہ بھی آتا ہے۔اور زبان شرع میں وہ ایک خاص پیغام ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس خاص بندے کو بتاتا ہے جو منصب نبوت پر فائز ہوتا ہے۔اور وہ پیغام جو انبیائے کرام کی طرف اللہ کی جانب سے آتا ہے۔اور اس کے علاوہ وحی کا اطلاق غیر انبیا کے لیے قرآن پاک میں شہد کی مکھی کے لیے وحی کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں پر اس سے مراد آہستہ بتانا مراد ہے۔اور وحی جو انبیا کو ہوتی ہے وہ کئی طریقے سے ہوتی ہے۔کبھی فرشتہ اپنی اصل صورت میں تشریف لاتا ہے اور کبھی کسی انسان کی صورت میں آتا ہے۔اور کبھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کے دل میں کوئی پیغام ڈال دیتا ہے۔اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے برگزیدہ نبی کو پیغام سناتا ہے کہ انبیائے کرام کے جتنے منامات ہیں سب کے سب وحی ہیں۔اور اس معاملے میں وہ ہم سے جدا اور ممتاز ہیں کہ ان کا خواب عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتا ان کو جو کچھ خواب میں بتایا جاتا ہے وہ کرنے کا حکم من جانب الرب ہوتا ہے۔اب یہاں پر جو حدیث انما الاعمال بالنیات ذکر کی گئی ہے۔بظاہر تو اس کی باب سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔

حضرت عمر نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر بیان کرتے ہوئے دیکھا اس لیے خود بھی منبر پر حدیث بیان کی۔

یہاں پر امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کا ایک ٹکڑا حذف کر دیا اس سلسلے میں ان پر اعتراض ہوا کہ ان کے شیخ حمیدی نے اس حدیث کو پورا نقل کیا ہے امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، نے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، کے نکات اور رموز بہت دقیق ہیں۔ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک فائدہ نقل کیا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، حدیث اخلاص کے سلسلے میں نقل کر رہے ہیں تو انہوں نے تزکیہ نفس سے اپنے آپ کو دور رکھنے کے لیے کہ اپنی تعریف خود کریں یا اس کا شائبہ ہو اور اشارہ کریں نیک تو وہ جملہ خذف کر دیا وہ جملہ ہے یہ۔

فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ

جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے

یعنی مقبول ہے۔

اب یہاں پر ایک بات یہ کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا۔ باب یہ باندھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتداء کیسے ہوئی ؟ اور حدیث وہ ذکر کر رہے ہیں جو باب سے بالکل بیگانہ ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، نے اس حدیث کو خطبہ کتاب کے طور پر جیسا کہ مصنفین دیباچہ، پیش لفظ لکھتے ہیں، کے طور پر پیش کی۔ اور اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، کی عادت دوسرے مصنفین سے الگ ہے کہ جب دوسرے مصنفین جب کوئی کتاب شروع کرتے ہیں تو اس میں ان کے اپنے الفاظ ہوتے ہیں لیکن امام بخاری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ، نے چاہا کہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور ان کے افعال کا احاطہ کر رہا ہوں اور میں ان کی حدیث لکھ رہا ہوں لہٰذا انہوں نے چاہا کہ کوئی بھی لفظ جہاں تک ہو سکے حتی الامکان وہ میرا نہ ہو جو کچھ ہو وہ اللہ کا ہو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ لہٰذا وہ خطبہ کتاب کے طور پر قاری کو تنبیہ کے لیے حدیث نیت ذکر کی تاکہ تحصیل حدیث کرنے والا ہوشیار ہو جائے کہ وہ کسی دنیا، شہرت کے لیے حدیث کا حصول نہ کرے بلکہ خالص لوجہ اللہ تحصیل حدیث کرے، ایک بات اور ہے اس حدیث اخلاص میں سمجھنے والی کہ اخلاص کے ساتھ ساتھ ہجرت کا بھی ذکر ہے جو باب سے مناسبت نہیں ہے لیکن اگر تامل کیا جائے تو مناسبت ہو سکتی ہے۔ کہ اس حدیث میں جس طریقے سے آیت کریمہ میں بتایا کہ ہم نے بلاشہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا۔

یہ تھا حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ کا وہ یادگار درسِ حدیث جو ناچیز کے بشمول میرے جملہ ہم سبق ساتھیوں کو آپ نے دیا تھا۔ آج بھی اس درس کی چاشنی، حلاوت، مٹھاس اور میرے اپنے شیخ ومربی، مرشدِ طریقت حضور تاج الشریعہ کا شفقت ومحبت بھرا انداز بار بار یاد آ رہا ہے۔ فکر وقلم اور ذہن وقلب اس وقت بوجھل بوجھل سے اور درد والم سے مملو ہیں پھر بھی چند سطریں آپ کے عقیدت مندوں کی صف میں بشکل تحریر مودبانہ حاضری کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی
استاذ و مفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم، نئی سڑک کانپور

حضور تاج الشریعہ اور ترجمہ نگاری

بلندیوں اور شہرتوں کی ساری حدوں کو توڑ نے والی عالمی و عبقری ذات وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم عالم، شہزادۂ مفسر اعظم، قاضی القضاۃ، فقیہ اعظم، اکمل الکملاء، افصح الفصحاء امام الفقہاء، فرید العصر، قطب الدہر، استاذ نا الکریم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ نے جس میدان میں قدم رکھا کامیاب رہے اور زمانے نے کامیابی کی مبارک باد پیش کی آپ نے جہاں علوم وفنون کے سمندر بہائے وہیں آپ نے ترجمہ نگاری پر بھی طبع آزمائی فرمائی، ترجمہ نگاری کے میدان میں بھی حضرت کی گراں قدر خدمات ہیں۔ درحقیقت ترجمہ نگاری ایک فن ہے، ایک آرٹ ہے، اس کو ایک عام اور آسان کام سمجھ لینا عقل مندی نہیں۔ محض دو زبانیں جاننا ترجمہ نگاری کے لئے کافی نہیں، ہمارے ملک میں تقریباً ہر پڑھا لکھا شخص کم سے کم دو تین زبانیں جانتا ہے۔ لیکن ان میں سے ہر شخص ایک زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ترجمہ نگاری ایک فن ہے اور کوئی بھی فن بہ آسانی نہیں آتا، اس کے لئے مشق اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ترجمہ کا مطلب کسی بھی زبان کے مضمون کو اس انداز سے دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہو کہ عبارت بے ترتیب ہے۔ یا عبارت میں پیوندکاری کی گئی ہے۔ کما حقہ ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ یہ نگینہ جڑنے کا فن ہے۔ ترجمہ میں ایک زبان کے معانی اور مطالب کو دوسری زبان میں اس طرح منتقل کیا جاتا ہے کہ اصل عبارت کی خوبی اور مطلب جوں کا توں باقی

رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ترجمہ محض ایک بے روح نقالی کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں اصل کا پورا خیال اور مفہوم اس لوچ اور نرمی یا اس درشتی اور سختی، اس جاذبیت اور دل کشی یا اس بے کیفی اور بے رنگی کے ساتھ، اسی احتیاط کے ساتھ آئے اور زبان و بیان کا بھی ویسا ہی معیار ہو۔

صحیح معنوں میں کما حقہ ترجمہ نگاری کے لئے کم از کم تین شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جس زبان سے ترجمہ کیا جا رہا ہے اس زبان کی لغت سے، اصطلاحات اور محاوروں سے، کسی قدر ادبیات سے اور تھوڑی بہت تاریخ سے واقفیت اور نکھرا ہوا ذوق ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس زبان کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اس زبان پر بھی ترجمہ کرنے والے کو ماہرانہ عبور حاصل ہو۔ یا وہ اصل عبارت یا اصل تصنیف والی زبان میں خود بھی اسی طرح بے تکلف اور بے تکان لکھ سکتا یا بول سکتا ہو، بلکہ اس زبان کا صرف کتابی علم کافی ہے۔ اصل عبارت یا اصل تصنیف کی زبان کا علم صرف کتابی نہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہو تو اور اچھا ہے۔ جتنا زیادہ ہوا اتنا ہی اچھا ہے۔ اور اگر کتابی علم بھی نہ ہو تو زبان کی باریکیاں اور اصل قلم کار کے خیال کی نزاکتیں ہاتھ سے نکل جائیں گی، اصل عبارت کی نوک پلک پر ترجمہ کرنے والے کا دھیان نہیں جائے گا۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ماہرانہ عبور حاصل ہو، اصل تصنیف کی زبان سے کہیں زیادہ قدرت اس زبان میں ہونی چاہئے جس میں ترجمہ کرنا مقصود ہے۔ یہاں تک کہ اس زبان میں خود لکھ لینے کی اچھی خاصی مشق اور اس زبان کا پہلودار علم ہونا چاہئے۔ پہلودار علم سے مراد یہ ہے کہ اس کے ماخذ کا، جہاں جہاں سے وہ سیراب ہوئی ہے ان سرچشموں کا، اس کے نشیب و فراز کا علم ہو، الفاظ کہاں سے آئے، کس طرح آئے، ان کے لغوی معنیٰ کیا تھے، اصطلاحی معنی کیا ہو گئے اور ان کے حقیقی معنی کیا تھے، مجازی معنی کیا ہو گئے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ان کے روزمرہ اور محاورے کیوں کر بنے ان میں مختلف اوقات میں کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ ایک لفظ اپنے دامن میں کتنے معانی رکھتا ہے اور ایک مادہ سے کون کون سے الفاظ کس کس طرح بن سکتے ہیں۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ جس عبارت یا تصنیف کا ترجمہ کرنا مقصود ہے اس کے موضوع اور فن سے مناسب حد تک واقفیت ہو کیوں کہ موضوع اور فن کے بدلنے سے بسا اوقات بہت سے الفاظ کے معنی بدل جاتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ یا ایک ہی ترکیب کے ادب میں کچھ

اور معنی ہوتے ہیں، نحو میں کچھ اور ہوتے ہیں اور صرف میں کچھ اور، اور منطق میں کچھ اور معنی ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ کلمہ کو لے لیجئے لغت میں بات، خطبہ اور قصیدہ کے معنی میں آتا ہے۔ نحو وصرف میں اس کا مطلب ہوتا ہے وہ لفظ جو معنی منفرد رکھتا ہو، اور اہل منطق کی اصطلاح میں کلمہ کا وہی معنی ہے جو نحویوں کے نزدیک ''فعل'' کا ہے۔ اب اگر ترجمہ کرنے والے کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفظ کا کس فن میں کیا معنی ہے تو وہ لغت کی مدد سے ترجمہ کر دے گا تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عبارت کا سارا مفہوم غارت ہو جائے اور وہ ترجمہ، ترجمہ کے بجائے ''رجم'' (عبارت کی سنگساری اور قتل وخون) کا باعث ہو جائے۔

موضوع اور فن کی واقفیت سے مراد صرف یہی نہیں ہے کہ اگر عبارت علم معاشیات کی ہے تو معاشیات کی چند اصطلاحیں جان لی جائیں، یا اگر ادبی موضوع ہے تو پہلے سے تھوڑی بہت ادبی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے، بلکہ اصل موضوع سے واقفیت کے معنی کچھ اور بھی ہیں۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اگر کسی صاحب طرز ادیب یا مخصوص رجحان اور خاص ذہنیت کے مصنف کی تصنیف کا ترجمہ کرنا ہو تو اس ادیب یا مصنف کے طرز فکر سے، رجحان اور خاص ذہنیت سے آگاہی ہو۔ ضروری نہیں کہ پہلے سے اس کی تمام تصانیف کا مطالعہ ہو، بلکہ یہ کافی ہے کہ اس کی سوانح عمری یا زندگی کے خاص خاص حالات اور اس کے طرز بیان کے متعلق دوسروں کی رائیں معلوم کر لی جائیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم شرط یہ ہے کہ جس تصنیف کا ترجمہ کرنا ہے اسے خوب غور سے ایک بار اول تا آخر پڑھ لیا جائے، اور اگر زیر ترجمہ تصنیف پر دوسروں کی رائیں، تبصرے یا تنقیدیں یا تعارف مل سکیں تو ان پر ایک نظر ڈال لی جائے، اس کے بعد ترجمہ کا کام شروع کیا جائے۔ یہ اچھی ترجمہ نگاری کے لئے ضروری اور بنیادی باتیں ہیں، مترجم ترجمہ نگاری کے دوران ان کا جس حد تک لحاظ کرے گا اور خود اس کی ذات ان اوصاف وشرائط پر جس حد تک پوری اترے گی۔ اس کا ترجمہ اتنا ہی عمدہ، شاندار اور اصل عبارت یا تصنیف کے مفہوم کو ادا کرنے والا ہوگا۔

اب اس کی روشنی میں جب ہم حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو نہ صرف ضروری حد تک ان اوصاف وشرائط کا جامع پاتے ہیں۔ بلکہ دونوں زبانوں میں زبردست مہارت اور کمال کا حامل پاتے ہیں۔ اردو تو ان کی مادری زبان ہے اور عربی یا انگریزی میں وہ اہل زبان جیسی مہارت

رکھتے ہیں۔ان دونوں زبانوں میں وہ بلاجھجھک اور برجستہ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔اسی لئے ترجمہ نگاری کے باب میں آپ کی نوک قلم سے کئی اہم اور شاندار کام عالم وجود میں آئے ہیں۔

جب ہم اس حیثیت سے آپ کی خدمات کا جائزہ لیتے ہیں تو کئی کارنامے ہمارے سامنے آتے ہیں اور قلب ونگاہ کے لئے سامان تسکین فراہم کرتے ہیں۔سردست ہم ان کے عربی سے اردو تراجم کا مختصر نمونہ دو کتابوں ترجمہ "المعتقد المنتقد" و "المستند المعتمد"اور ترجمہ "الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی"سے پیش کرتے ہیں:

۱۔المعتقد المنتقد، و المستند المعتمد بناء نجاۃ الأبد:

"ومنهم المرزائية ونحن نسميهم الغلامية، نسبةً الى غلام أحمد القاديانى، دجال حدث فى هٰذا الزمان، فادعى اوّلاً مماثلة المسيح، وقد صدق والله، فانه مثل المسيح الدجال الكذاب، ثم ترقى به الحال فادعى الوحى، وقد صدق والله، لقوله تعالىٰ، "وان الشيٰطين ليوحى بعضهم الىٰ بعضٍ زخرف القوم غروراً"، أما نسبة الايحاء الىٰ الله سبحانه و تعالىٰ وجعله كتابه، البراهن الغلامية، كلام الله عز و جل فذالك ايضاً مما أوحى اليه ابليس أن خذمنى، وانسب الى اله العالمين۔

ثم صرح بادعاء النبوة والرسالة، وقال: "هو الله الذى أرسل رسوله فى قاديان" وزعم أن مما نزل الله عليه انا انزلناه بالقاديان وبالحق نزل" وزعم انه هو احمد الذى بشر به ابن البتول وهو المراد من قول تعالىٰ عنه مبشرا برسول يأتى من بعدى اسمهٗ أحمد: انك انت مصداق هٰذا الآية هو الذى أرسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ثم أخذ يفضل نفسه اللئيمة على كثير من الأنبياء والمرسلين۔ صلوٰت الله تعالىٰ وسلامه عليهم اجمعين۔ وخص من بينهم كلمة الله وروح الله ورسول الله عيسىٰ صلىٰ الله تعالىٰ عليه وسلم فقال:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

أی اترکوا ذکر ابن مریم فان غلام احمد أفضل منه۔

واذقد أوخذ بأنك تدعی مماثلة عیسی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فاین تلك الآیات الباهرة التی أتی بها عیسیٰ کاحیاء الموتیٰ۔ وابراء الاکمه و الأبرص، وخلق هیئة الطیر من الطین، فینفخ فیه فیکون طیرا باذن الله تعالیٰ فاجاب بأن عیسی انما کان یفعلها بمسریزم اسم قسم من الشعوذة بلسان انکلترہ، قال ولولا أنی أکرہ أمثال ذالك لأتیت بها واذ قد تعود الانبیاء عن الغیوب الأتیة کثیرا، ویظهر فیه کذبه کثیرا بثیرا، داوی داءہ هٰذا بان ظهور الکذب فی اخبار الغیب لاینافی النبوة، فقد ظهر ذالك فی اخبار أربع مائة من النبیین، واکثر من کذبت أخبارہ عیسیٰ، وجعل یصعد مصاعد الشقاوة حتیٰ عد من ذالك واقعة الحدیبیة۔ فلعن الله من أذی رسول الله صلیٰ الله تعالیٰ علیه وسلم، ولعن من أذی احدا من الأنبیاء وصلیٰ الله تعالیٰ علیٰ انبیاء وبارك وسلم"۔ [المعتقد المنتقد مع المستند المعتمد بناءنجاة الابد (عربی)،ص ۲۲۳-۲۲۴،رضا اکیڈمی،ممبئی،۲۰۰۱ء۔]

ترجمہ: ''اور انہیں میں سے مرزائی فرقہ ہے اور ہم ان لوگوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کر کے ''غلامی'' کہتے ہیں یہ ایک دجال ہے جو اس زمانہ میں نکلا تو پہلے اس نے حضرت عیسیٰ مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم اس نے سچ کہا وہ جھوٹے مسیح دجال کے مثل ہے پھر اس کی حالت نے ترقی کی، تو اس نے اپنی طرف وحی کا دعویٰ کیا اور بے شک وہ خدا کی قسم سچا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وان الشیٰطین لیوحی بعضهم الیٰ بعضٍ زخرف القوم غروراً"، (سورۃ الانعام آیت ۱۱۲) آدمیوں اور جنوں میں شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔ (کنز الایمان) رہا اس کا دعویٰ (عزم) وحی کو اللہ کی طرف کرنا اور اپنی کتاب ''براہین غلامیہ'' کو کلام اللہ عز وجل قرار دینا تو یہ بھی ان باتوں سے ہے جو ابلیس نے اس سے چپکے سے کہہ دیں: ''کہ تو مجھ سے لے لے اور الہ العالمین کی طرف منسوب کر دے''۔

پھر کھل کر اس نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا اور کہا: وہی ہے اللہ جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا اور اس نے یہ کہا کہ اللہ نے جو اتارا اس میں یہ آیت ہے کہ ہم نے اس کو قادیان میں اتارا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا۔ اور یہ گمان کیا کہ یہ وہی احمد ہے جس کی بشارت مریم کے بیٹے نے دی اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مراد ہے جس میں اللہ نے فرمایا اسے رسول کی خوش خبری دیتا آیا جو میرے بعد ہوگا اس کا نام احمد ہوگا اور اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا، بے شک تم اس کے مصداق ہو: آیت "هو الذی أرسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله" (سورۃ الفتح آیت ۲۸) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ (کنز الایمان) پھر اپنی کمین ذات کو بہت سارے انبیا و مرسلین صلوٰت اللہ علیہم وسلامہ سے افضل بتانے لگا اور نبیوں اور رسولوں میں کلمۃ اللہ وروح اللہ کو خاص کر کے کہا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے اور جب اس سے مؤاخذہ کیا گیا کہ تو عیسیٰ رسول اللہ علیہ الصلوٰت والسلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہیں وہ ظاہر نشانیاں جو عیسیٰ علیہ السلام لائے، جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا، اور مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا پرندہ ہو جاتا، تو اس نے جواب دیا عیسیٰ یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے (مسمریزم انگریزی زبان میں ایک قسم کا شعبدہ ہے) تو اس نے کہا اور اگر یہ نہ ہوتا کہ میں ان جیسی باتوں کو ناپسند کرتا ہوں تو میں بھی ضرور دکھاتا اور جب مستقبل میں ہونے والی غیب کی خبریں بہت بتانے کا عادی ہوا اور ان پیشن گوئیوں میں اس کا جھوٹ بہت زیادہ ظاہر ہوتا۔ اپنے مرض کی اس نے دوایوں کی کہ غیبی خبروں کا جھوٹ ہونا نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ بے شک یہ چار سو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور بدبختی کے زینوں میں چڑھتے چڑھتے اس درجہ کو پہنچا کہ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا، تو اللہ کی لعنت ہو اس پر کہ جس نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی، اور اللہ کی لعنت اس پر ہو کہ جو انبیا میں سے کسی کو ایذا دے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی الانبیاء وبارک وسلم۔

۲-الزلال الأنقی من بحر سبقة الأتقی: (فضائل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق)

اور حضرت ایک دوسری کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلت ولمناقش أن يناقش فيه بأربعة وجوه ينتظمها وجهان، الأول انا لا نسلم أن أبا بكر لم يكن عليه لأحد نعمة تجزىٰ فان من أعظم المنعمين على الانسان والديه قال تعالىٰ: {أن اشكر لی ولوالديك} ومعلوم أن لا شكر الا بمقابلة النعمة ونعمة الوالدين من النعم الدنيوية التی تجری فيها المجازاة دون الدينية التی قال الله تعالىٰ فيها {قل لا أسألكم عليه أجراً، إن أجری إلا على رب العالمين} علىٰ إنا نعتقد أن النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قد تمت له خلافة الله العظمىٰ ونيابته الكبرىٰ، فيده الكريمة اعلىٰ، وأيدی، العالمين سفلىٰ، جعل سبحٰنه وتعالىٰ خزائن رحمته ونعمه وموايد جوده و كرمهٗ طوع يديه ومفوضة إليه، صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ينفق كيف يشاء وهو خزانة السرور وموضوع نفوذ الأمر، فلا تنال بركة الا منه ولا ينتقل خير الا عنه، كما قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: إنما انا قاسم والله المعطی، فهو الذی يقسم الخيرات والبركات وسائر النعماء والآلاء فی الارض والسماء، والملك والملكوت والأول والآخر والباطن والظاهر، أيقنت بها جماهير الفضلاء العظام ومشاهير الأولياء الكرام كما حققته فی رسالتی الملقبة بسلطنة المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وفيها من المباحث الفائقة والمدارك الشائقة، ما تقربه الأعين وتلذبه الأذان وتنشرح به"۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کسی کو مجال ہے کہ اس میں چار وجہ سے بحث کرے جن کو دو وجہیں گھیرے ہیں پہلی وجہ یہ کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ ابوبکر پر کسی کا ایسا احسان نہ تھا جس کا بدلہ دیا جائے اس لئے کہ انسان پر بڑے محسنوں میں اس کے ماں باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا اور یہ معلوم ہے کہ شکر نعمت کے مقابل ہی ہوتا ہے اور والدین کے احسانات ان دنیوی احسانات سے ہیں جن میں بدلہ دینا جاری ہے اور یہ دینی احسانات نہیں ہیں۔ جن کے بابت اللہ کا فرمان

ہے۔ اے محبوب تم فرماؤ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی خلافت عظمیٰ اور نیابت کبریٰ کامل ہو چکی تو ان کا دست کرم بالا اور سب جہانوں کے ہاتھ پست اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض وکرم کے خوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دیئے اور یہ سب انہیں سونپ دیا جیسے چاہیں خرچ کریں اور وہ راز الٰہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی نفاذ ہیں تو برکت انہیں سے ملتی ہے اور خیر انہیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ دیتا ہے تو وہی خیرات وبرکات اور ساری نعمتیں آسمان وزمین وملک وملکوت اول وآخر باطن وظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلاء عظام اور مشہور اولیاء کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ اپنے رسالہ سلطنۃ المصطفیٰ میں تحقیق کی اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں''۔

[فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۴۴-۴۵، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور]

حضرت ترجمہ کی تمام تر خوبیوں سے لیس نظر آتے ہیں، مولانا عربی اردو ادب کے ماہر ادیب ہیں مندرجہ ذیل عبارت دیکھئے، عربی اشعار کا ترجمہ آپ نے اردو اشعار میں کیا ہے۔

فواللہ لم یبلغ ثنای کمالہ
ولکن عجزی خیر مدح لمالہ
فلذا البحر لولا أن للبحر ساحلاً
وذا البدر لولا البدر یخشیٰ مآلہ

ترجمہ:

اس کے کمال تک نہ پہنچا مرا بیاں
پر بہترین مدحت ہے عجز کی زباں
ساحل اگر نہ ہو تو وہ بحر بیکراں
کھٹکا نہ ہو غروب کا تو بدر ہر زماں

[فضائل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، ص ۱۶، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور۔]

اور ایک مقام پر لکھتے ہیں:

اذا لم یکن فضل فما النفع بالنسب
وھل یصطفیٰ خبث وان کان من ذھب
ولٰکننی أرجو الرضا منک یا رضا
وأنت علیٰ فاز ولی عالی الرتب

ترجمہ:

معدوم ہو کرم تو کس کا نسب نسب
زر کا بھی میل ہو تو مقبول ہو وہ کب
لیکن امید وار رضا تجھ سے ہوں رضا
اور تو علی ہے مجھ کو دے عالی قدر رتب

[فضائل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، ص ۱۷، ادارہ معارف نعمانیہ، لاہور]

مذکورہ بالا ترجمے کی فصاحت وسلاست ظاہر ہے، اگر متن عربی کو الگ کر دیا جائے تو ترجمہ محسوس نہیں ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ ترجمہ اردو اسلوب ہی میں کیا گیا ہے جو ترجمہ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ حضرت کے ترجمہ کا انداز یہی ہے اور یہ ترجمہ کا بہت بڑا کمال ہے کہ لفظ ومعنیٰ کی رعایت ہو جائے اور ساتھ ہی مقصد بھی واضح ہو جائے۔ آپ انتہائی دل نشیں انداز میں مختصر اور سلیس عبارت میں مافی الضمیر کو بڑی خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں میں نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں سرکار تاج الشریعہ کی ترجمہ نگاری اور تصانیف وتراجم پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ یہ ایک معمولی جھلک ہے۔ فقیر نے سترہ سال سرکار تاج الشریعہ کی کفش برداری کا شرف حاصل کیا ہے۔ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا صاحب جب کعبہ مقدسہ کے اندر تشریف لے جا رہے تھے فقیر بھی مطاف ہی میں موجود تھا جو انوار وتجلیات سرکار تاج الشریعہ کے چہرۂ پرنور سے عیاں تھے وہ بیان سے باہر ہے ساتھ ہی وہ رحمت وانوار جو پورے حصے پر سایہ کناں تھے اس کی تجلی کو بھی الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ اس وقت میں ماہنامہ سنی دنیا کا اڈیٹر تھا۔ اس حوالے سے میں نے اداریہ لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں۔ ذہن ودماغ پر حضور تاج الشریعہ کی رحلت

سے جو اثر ہوا اسے کیا بیان کروں بالکل ذہن ودماغ پر سرکار کی یادیں اور رحلت کا غم پیوست ہے بعد میں تفصیل سے حضرت کی روحانی وعلمی شخصیت اور ضرورت پر لکھوں گا ان شاء اللہ۔افسوس علم وعمل کا یہ کوہ ہمالیہ اور تحقیق وتدقیق کا جبل شامخ ،تقوی وطہارت کا سلطان ،اہل سنت کا دستگیر ہم سے رخصت ہو گیا یعنی ٦ / ذی قعدہ ۱۴۳۹؁ھ ،۲۰ / جولائی ۲۰۱۸؁ء کو موت سے گلے مل کر وصال حبیب سے ہمکنار ہو گیا انتقال کی صبح سے لیکر تدفین تک کا ماحول کس کیف واضطراب کا رہا اسے دیکھنے والوں نے مشاہدہ کیا ہے کما حقہ اسے الفاظ کی زنجیروں میں جکڑا نہیں جا سکتا۔سرکار کا مشن ہمارے سامنے ہے ہمیں چاہئے کی اس کی ترویج واشاعت میں کوشاں رہیں اور ہمارے حضرت کے جانشین حضرت علامہ عسجد رضا قادری مدظلہ العالی کے علمی وعملی ،دینی وملی کاموں میں کاندھا سے کاندھا ملائیں۔مولیٰ تعالیٰ ہمارے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے فیضان سے ہمیں مالامال فرمائے۔

مولانا محمد شہزاد عالم امجدی
متعلم درجۂ تحقیق امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

تصانیف تاج الشریعہ کا مختصر تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نابغۂ روزگار شخصیتوں میں سے ایک تھے انہیں اللہ رب العزت نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا تھا خاندانی وجاہت وکرامت، پاکیزہ اخلاق وسیرت، بحث وتحقیق کی اعلیٰ بصیرت، زبردست علمی استحضار وفنی صلاحیت فصاحت بیان اور بلاغت لسان پر حد درجہ قدرت فقہ وافتاء میں غیر معمولی مہارت وحذاقت جیسی صفات فاضلہ سے مزین وآراستہ فرمایا تھا۔

آپ کا جودونوال، فضل وکمال، اور حسن وجمال کا ایک عالم معترف ہے، آپ کے پرکشش چہرے کی ایک جھلک پانے کے لئے دنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے انسانوں کا ہجوم امنڈ پڑتا، جس کانفرنس میں شریک ہوجاتے جملہ حاضرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے، مسند تدریس پر بیٹھ کر درس حدیث دیتے تو امام بخاری کی یاد تازہ ہوجاتی، معقولات پڑھاتے تو امام رازی کی یاد آنے لگتی، دارالافتاء میں بیٹھ کر مسائل شرعیہ کی تحقیق فرماتے تو علامہ شامی کا عکس جمیل نظر آتے فقہ حنفی کے اثبات واظہار اور ترجیح راجح پر عربی زبان میں محققانہ کلام فرماتے تو آپ کی تحریروں پر امام بدرالدین عینی، امام طحاوی اور امام ابن الہمام کی تحریروں کا شبہ گزرنے لگتا، بارگاہ رسالت کے گستاخوں کا ردوابطال فرماتے تو امام احمد رضا کے جانشینی کا حق ادا فرمادیتے، عشق

رسالت میں ڈوب کر جب نعتیہ کلام کہتے تو ان کے کلام پر کلام رضا اور کلام نوری کا انعکاس ہوتا اس عبقری، نادار المثال، مجمع الفضائل اور جامع الصفات شخصیت کو زمانہ ''مفتی محمد اختر رضا خان'' کے نام سے جانتا اور پہچانتا ہے جو تاج الشریعہ کے لقب سے مشہور اور علامہ ازہری سے معروف تھے تصنیف و تالیف کا ذوق آپ کو اپنے اجداد کرام سے ورثہ میں ملا تھا اس لئے سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے چنانچہ آپ اپنی تمام مصروفیات کے باوجود قلم سے اٹوٹ رشتہ بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے متعدد موضوعات پر کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے چند کتابوں کا مختصر تعارف بغرض افادہ نذر قارئین ہے۔

(۱) آثار قیامت:

مذہب اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے ''قیامت برحق ہے'' قرآن واحادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ یہ کتاب اسی تعلق سے تبشیر وانداز پر مشتمل ہے اردو زبان میں بڑی اچھی کتاب ہے یہ کتاب دراصل کنز العمال مصنفہ علامہ علاء الدین متقی ہندی علیہ الرحمہ کی ایک طویل حدیث اور قیامت کے تناظر میں بلیغ و فصیح تشریح ہے یہ حدیث کنز العمال کی چودھویں جلد صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۴ سے ماخوذ ہے اس کے مشمولات مندرجہ ذیل ہیں:

جب لوگ نماز کو ضائع کرنے لگیں، جب امانت رائیگاں کردی جائے، جب سود خوری کی جانے لگے، جب رشوت ستانی کی جانے لگے، جب قرآن گانا ٹھہرالیا جائے ، جب اولاد دل کی گھٹن ہوجائے، جب علماء اہلسنت ثروت کیلئے سینوں پر ہاتھ باندھے جھکیں، جب مسجدیں آراستہ کی جائیں، جب مہینے گھٹ جائیں، جب عورتیں ترکی گھوڑوں پر بیٹھیں، جب عورتیں مردوں سے، مرد عورتوں سے مشابہت کریں ، جب غیر اللہ کی قسم کھائی جائے، جب آدمی بغیر طلب گواہی میں سبقت کرے، جب عہدے میراث ہوجائیں، جب عورتیں عورتوں میں مرد مردوں میں رغبت کرنے لگیں۔

(۲) ہجرت رسول:

اس رسالہ کے نام ہی سے موضوع ظاہر ہے۔ تاریخ اسلام میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی مدینہ منورہ ہجرت ایک انقلاب آفریں موڑ ہے۔ حضرت نے بڑے ہی اچھوتے انداز میں رقم کیا ہے۔ رسالہ اردو نثر میں ہے اور سلاست و بلاغت سے بھر پور ہے۔ کہیں کہیں قرآن کی آیتیں اور احادیث و اقوال ائمہ شواہد کے طور پر مرقوم ہیں۔

(۳) شرح حدیث نیت:

یہ صدق و اخلاص کے موضوع پر معلوماتی کتاب ہے۔ دراصل یہ رسالہ حدیث نیت ''انما الاعمال بالنیات'' کی شاندار شرح ہے، ماضی قریب کے مایہ ناز مفتی حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم بستوی صدر مرکزی دارالافتاء بریلی اس کے تعلق سے ''پیش گفتار'' کے تحت رقمطراز ہیں:

''اگرچہ حضور تاج الشریعہ کے معمولات کا دائرہ وسیع تر ہے۔ دورۂ تبلیغ و فتویٰ نویسی جیسے اہم امور کے سبب آپ کی زندگی بے حد مصروف ہے لیکن اس کے باوجود زیر نظر رسالہ ''شرح حدیث نیت'' آپ کی وسعت علمی و بصیرت دینی کا حسین مرقع ہے حدیث نیت کے بارے میں بہت عمدہ و گرانمایہ سرمایہ ہے اور اردو زبان میں نادر تحفہ ہے۔

(۴) سنوں چپ رہو:

یہ کتاب بھی فقہ میں آداب قرأت سے متعلق ہے اور اردو میں ہے۔ اس میں مکمل، ۱۴۴ر صفحات ہیں کتاب کے ٹائٹل پر یہ تحریر مکتوب ہے: مسئلہ حق نبی عند القرأۃ پر تحقیقی کتاب ''سنو چپ رہو'' یہ رسالہ اس طرح معرض وجود میں آیا کہ حضرت ۱۹۸۹ء میں حیدر آباد پاکستان ایک جلسہ کو خطاب کرنے گئے وہاں دیکھا کہ لوگ آیت صلوٰۃ میں ''علی النبی'' پر حق نبی کا نعرہ لگاتے ہیں جو شرعا آداب قرأت کے خلاف ہے اس پر پاکستان کے مولانا محمد زبیر نقشبندی کو اعتراض ہوا اور ایک استفتاء حضرت کے پاس وہیں روانہ کیا اور ساتھ ہی ایک رسالہ ''مسئلہ حق نبی'' لکھ کر شائع بھی کر دیا۔ حضرت نے ان کے خطوط کے شبہات کا جواب وہیں فی الفور دیا۔

(۵) ٹائی کا مسئلہ:

یہ رسالہ مسلمانوں کے لئے ٹائی کا استعمال جائز ہے یا ناجائز اس سے متعلق ہے حضرت نے ٹائی کی تحقیق کی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ٹائی نصاریٰ کا مذہبی شعار ہے اور مسلمانوں کو اس کا استعمال کرنا حرام اشد حرام ہے۔ عیساؤں کا عقیدہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس (cross) کہتے ہیں گلے میں ٹائی (پھندہ) باندھتے ہیں جبکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے:
قرآن عظیم میں ہے: **(وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (الیٰ قولہ) وما قتلوہ یقینا)** یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہ کیا نہ سولی دی بلکہ ان کے لئے ان کا شبیہ کا دوسرا بنادیا گیا (الیٰ قولہ) اور یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہ کیا۔

(۶) تین طلاقوں کا شرعی حکم:

یہ رسالہ بھی اردو نثر میں ہے۔ یہ دراصل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر ایک مرتبہ میں شوہر نے بیوی کو تین طلاق دے دی تو تین طلاق ہوں گی یا ایک؟ اس پر حضرت نے قرآن واحادیث اور فقہائے کرام کی متعدد کتابوں سے ثابت کیا کہ بیوی پر تین طلاق پڑیں گی۔ یہ رسالہ شاندار لب ولہجہ اور فصیح وبلیغ اردو پر مشتمل ہے۔

(۷) تصویروں کا حکم:

یہ رسالہ اردو زبان میں ہے: ماہنامہ ''المیز ان'' مجریہ ممبئ شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۷۶ء میں ایک تحریر عکسی تصاویر سے متعلق مولانا محمد ہاشمی کچھوچھوی کی شائع ہوئی اس پر حضرت نے یہ تحقیق رسالہ قلمبند کیا۔کتاب کے ابتدائی صفحے پر لکھتے ہیں:

> اس شمارے میں نہایت حیرت انگیز امر جس نے سب کو چونکا دیا ہے اور جس پر تمام اصحاب فکر بلکہ ہر دینی شعور رکھنے والوں کی نظریں جم گئیں جو عکسی تصاویر کے متعلق ایک استفتاء ہے جو صورتا استفتاء ہے مگر اپنے انداز واطوار کے اعتبار سے گویا فتویٰ ہے''

(۸) دفاع کنز الایمان، ۲ جز:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی یہ کتاب دراصل ایک جارحانہ مضمون کا جواب ہے۔مولوی امام علی قاسمی رائے پوری نے ''قرآن پر ظلم'' نامی مقالہ لکھا ۱۹۷۶ء میں اسے مدرسہ رئیس العلوم کھیری لکھیم پور سے شائع کیا اعلیٰ حضرت نے قرآن کا ترجمہ بنام کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کیا۔ علمی حلقوں اور مذہبی حلقوں میں یہ ترجمہ مقبول ہوا اس پر مولوی قاسم کے اعتراض تھے جس کا دندان شکن جواب دیا۔

(۹)الحق المبین:

ابوظہبی سے ایک مجلہ الہدیٰ نکلتا تھا۔جس میں مذہب حقہ کے خلاف نظریات سامنے آئے۔ اس کا رد حضور تاج الشریعہ نے عربی میں لکھا ہے اور اسے ''الحق المبین'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔

(۱۰)ٹی۔وی اور ویڈیو کا آپریشن:

یہ کتاب حضرت کی شاندار علمی ادبی تحقیقی مواد پر مشتمل ہے اس کا موضوع ٹی وی اور ویڈیو کا شرعی حکم ہے۔ٹیلی ویزن سائنس کی ان ایجادات میں سے ہے جنہوں نے ماحول بگاڑے، فحاشی کے پھیلاؤ، بے پردگی دینی حمیت کی پامالی میں انتہائی مکروہ کردار ادا کیا ہے۔کیبلز اور ڈش کے ذریعے دیکھے جانے والے چینلز مغربی ننگی تہذیب کی جو گھناؤنے اثرات چھوڑ رہے ہیں وہ کسی صاحب عقل سلیم پر مخفی نہیں۔ایسے ماحول میں دینی پروگرام کا نشر بھی خرافات سے خالی نہیں ہوتے۔ لہذا اس سلسلے میں کہ ٹی وی اور ویڈیو کا استعمال جائز ہے یا ناجائز۔تو اس میں مولانا سید مدنی میاں کچھوچھوی نے جواز کا قول کیا اس پر حضرت کے ایرادات تھے پھر جانبین سے اس سلسلے میں تحریری مباحثہ ہوا حضرت نے قرآن واحادیث وسائنسی اقوال کی روشنی میں عدم جواز کے قول کو راجح قرار دیا، آپ کے اقوال کی حمایت دور حاضر کے محققین علمائے کرام ومفتیان عظام نے کی ہے بلکہ جو پہلے مولانا مدنی کے موقف کی تائید کر چکے تھے انہوں نے بھی جب آپ کی تحریر پڑھی تو اپنے نظریے پر نظر ثانی کرتے ہوئے آپ کے موقف کی تائید کر دی۔

(۱۱)(حقیقة البریلویه)معروف مرأة النجدیه بجواب البریلویه:

یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور حضور تاج الشریعہ کی تحقیق وتنقید اور تعاقبات اور مسائل حقہ کے اظہار پر مشتمل ہے اہل سنت وجماعت کے عقائد وافکار والی ذات اعلیٰ حضرت کی ہے انہوں نے اس حوالے سے ہزار سے زائد کتب تصنیف کی ہیں۔اعلیٰ حضرت نے انہیں افکار ونظریات کو فروغ دیا ہے جو علمائے سلف کے ہیں۔مگر وہ حضرات یعنی جو اہلسنت وجماعت کے نظریات کے مخالف ہیں، انہوں نے بعض امور کی بناء پر اسے دنیا کے سامنے نیا فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی ان میں سے ایک غیر مقلد عالم احسان الٰہی ظہیر ہیں جنہوں نے اس حوالے سے ایک کتاب ''البریلویہ عقائد وتاریخ''، لکھی ہے در حقیقت یہ کتاب اسی کا رد ہے اور اس میں حضرت نے دلائل سے ثابت

کیا ہے کہ احسان الٰہی ظہیر کے لگائے گئے الزامات سے اہلسنت و جماعت کے علماء بری ہیں اعلیٰ حضرت نے کسی نئے نظریہ کو نہیں بلکہ سلف کے نظریہ کو ہی فروغ دیا ہے

(۱۲) تحقیق ان ابا ابراھیم علیہ السلام تارخ لا آزر:

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے یا تارخ۔ قرآن شریف کی آیت [واذقال ابراھیم لابیہ آزر] (الانعام ۷۴) میں آزر کو اب سے ذکر کیا ہے جس کا معنی ہے باپ اور آزر ایک بت پرست تھا تو کیا یہی اس اولوالعزم پیغمبر کے والد ہیں۔ حضرت نے ائمہ لغت اور علم الانساب اور متعدد آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جو بت پرست تھا آپ کے والد کا نام تارخ ہے جو صاحب ایمان تھے اور ساتھ ساتھ یہ تحقیق بھی فرمائی کہ سرکار علیہ السلام کے آباو اجداد اور امہات اول تا آخر سب کے سب صاحب ایمان موحد تھے کوئی بھی کفر وشرک میں مبتلاء نہ ہوئے۔

(۱۳) الصحابۃ نجوم الاھتداء:

یہ رسالہ بھی عربی زبان میں ہے۔ صحابہ کرام کی ذات اسلام میں کتنی اہمیت کی حامل ہے اور سرکار علیہ السلام نے ان حضرات کے بابت کیا کیا ارشاد فرمائے ہیں۔ حضرت نے اس میں اچھے لب و لہجہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بالخصوص حدیث پاک "اصحابی کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم" پر تفصیل سے بحث کی اور اس مفہوم کی متعدد حدیثوں کو زیر بحث لے کر آئے اور اس حدیث کی فنی حیثیت کیا ہے موضوع ہے، یا نہیں، فن اصول حدیث کے ساتھ اس کا جائزہ لیا ہے، اس میں مکمل ۷۴ صفحات ہیں۔

(۱۴) تعلیقات ازھری علی صحیح البخاری:

قرآن شریف کے بعد سب سے اصح کتاب بخاری شریف ہے حضرت نے بعض مغلق مقام پر حاشیہ لکھا ہے اور بعض پر محشی احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر گرفت کی ہے، جس کا ایک حصہ 'تعلیقات ازہری'' کے نام سے المجمع الرضوی ۸۲ سوداگران، بریلی نے طبع کرایا ہے۔

(۱۵) ازہرالفتاویٰ:

یہ فتویٰ انگلش زبان میں ہے: حضور تاج الشریعہ نے اس میں ان سوالوں کے جوابات درج

کئے ہیں جن کا تعلق بیرونی ممالک کے مسائل سے ہیں۔ علامہ ازہری کی شخصیت ایسے مرجع کہ ملک وبیرون ممالک سے بیشتر حضرات دینی مسائل میں رجوع کرتے ہیں۔ اس میں مختلف موضوعات کے مسائل درج ہیں۔ یہ مکمل تین حصوں میں ہے۔

(۱۶) سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع:

یہ کتاب بھی اپنی مثال آپ ہے اس میں حضور تاج الشریعہ نے ایک باطل نظریہ کا رد کیا ہے۔ نظریہ یہ کہ مذہب اسلام کو شارع علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ نظریہ سراسر اسلام کے خلاف ہے اور یہود ذہن رکھنے والوں کا ہے،

(۱۷) الفردہ فی شرح قصیدہ بردہ:

حضرت کی یہ لاجواب کتاب ہے۔ امام بُوصیری علیہ الرحمہ کا ''قصیدہ بردہ'' بڑا مشہور ومعروف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں لکھی گئیں عربی شرحیں بھی بہت لکھی گئیں۔ مگر حضرت نے اس کی عربی شرح ایسی لکھی ہے جو علمی حلقوں میں بے حد مقبول ہے۔ عربوں نے سراہا ہے۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا عسجد رضا خان قادری نے اپنے صرفے سے اسے شائع کیا ہے۔

(۱۸) سفینۂ بخشش:

یہ حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ دیوان ہے جس میں اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں اشعار کہے گئے ہیں۔ ''اختر'' آپ کا تخلص ہے۔ حضرت قادر الکلام شاعر ہیں۔ شاعری حضرت کو ورثے میں ملی ہے۔ زبان وبیان سلیس سستہ اور رواں دواں ہے۔ حضرت کے کلام میں اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند اور استاذ زمن علامہ حسن کا رنگ بجا طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ حضرت کا دیوان نہایت مقبول ہے۔ ہند و پاک سے متعدد مرتبہ منظر عام پر آچکا ہے۔

(۱۹) القول الفائق بحکم اقتداء بالفاسق:

ایسا شخص جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، وہ قابل امامت ہے یا نہیں؟ اس کا جواب پاکستان کے مفتی، حضرت مولانا ڈاکٹر غلام سرور قادری جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، پاکستان نے لکھا۔ اس میں انہوں نے جواز کا قول کیا وہی سوال وجواب حضور تاج الشریعہ کے پاس بھیجے گئے حضرت نے اس کا جواب لکھا اور مفتی صاحب کی سخت گرفت فرمائی۔

(۲۰)المواھب الرضویہ فی الفتاوی الازھریہ:

اس کتاب میں عربی سوالات کے عربی میں جوابات ہیں اس میں بیشتر مستفتی علماء ہیں یا عربی حضرات ہیں۔

(۲۱)ملفوظات تاج الشریعہ:

اس میں وہ علمی شہ پارے ہیں جن کا تعلق فرمودات وارشادات سے ہے۔تقریبا تین سو صفحات پر مشتمل ہے کمپوز ہو چکا ہے جلد ہی مطبوع ہو کر منظر عام پر لایا جائے گا۔

A just answer to the based author(۲۲)

یہ حضور تاج الشریعہ کی انگریزی زبان میں کتاب ہے علم کلام وعقائد کے موضوع پر ہے اور اس میں ایمان، کفر اور تکفیر کے مباحث دلائل وبراہین کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں نوح حامیم کیلر کے چند اٹھائے گئے بیجا اعتراض کا علمائے حرمین کے حوالے سے عمدہ تعاقب بھی حضرت نے کیا ہے۔ اس کتاب کو حضرت نے بذات خود اپنے صرفے سے شائع کیا ہے اس میں مکمل ۱۱۲ صفحات ہیں۔

(۲۳)نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین:

یہ عربی زبان میں ہے۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے۔ولادت کی خوشخبری ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو دی۔اس خوشی میں ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کردیا اس عمل کی وجہ سے پیر کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔اس کو بعض حضرات نے کہا یہ جھوٹ ہے۔اس پر حضور تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کی ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ/۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں یہ سوال درپیش ہوا۔

(۲۴)نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا:

یہ عربی زبان میں ہے۔حضور تاج الشریعہ نے اس میں سیدنا امام احمد رضا خان صاحب کی سوانح عمری بڑے مختصر انداز میں تحریر کی ہے۔حضرت نے اعلیٰ حضرت کے جن کتابوں کی تعریف کی ہے ان کے شروع میں یہ سوانح عمری شامل اشاعت ہے۔

(۲۵)ایک غلط فہمی کا ازالہ:

یہ رسالہ بھی اردو زبان میں ہے۔اس رسالے میں حضرت نے خواجۂ خواجگاں، غریب نواز

خواجہ معین الدین چشتی سے اعلیٰ حضرت کی عقیدت ومحبت کیسی تھی ،اس کی حقیقت بیان کی ہے اور لگائے گئے بعض الزامات کا جواب بھی رقم کیا ہے۔

اوپر مشتے نمونہ ازخروارے ۲۵ رکتابوں کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ان کے علاوہ کئی تصنیفات اور متعدد رسائل اعلیٰ حضرت کے عربی، اردو تراجم جو چھپ کر قارئین سے داد تحسین وصولی کر چکیں ہیں۔

افسوس! علوم معارف کا وہ سورج جو اپنی روشنی سے دنیا کو منور کرر ہا تھا، ہدایت وتقویٰ کا بلند مینار گم گشتگان راہ کو منزل مقصود تک پہنچا تا تھا،علم واستدلال کا وہ کوہ ہمالہ جس کے سامنے بڑے بڑے محققین بونے نظر آتے تھے، گلشن رضویت کا وہ مہکتا پھول جس کی خوشبو سے دنیائے سنیت معطر تھی ،شریعت وطریقت کا مجمع البحرین جس نے ایک عالم کو سیراب کیا، اعلیٰ حضرت کی فکر ونظر اور علوم وبرکات کا وارث وامین جس نے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفٰے کا چراغ روشن کیا۔ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ءمطابق ۶ رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بوقت مغرب ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو روتا، بلکتا چھوڑ کر اس دار فانی سے دار جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا احمد رضا قادری امجدی
متعلم درجۂ تحقیق امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

حضورتاج الشریعہ اور اصلاح معاشرہ

اللہ رب العزت جل مجدہ الکریم وحدہ لاشریک ہمارا معبود حقیقی ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے ہرگز لائق نہیں، ہر کمال ذاتی وحقیقی اسی کا ہے، مخلوق میں جس کسی کو جو کمال حاصل ہے وہ اسی کا عطا کیا ہوا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے یہ ساری کائنات اور اس کی تمام نعمتیں ہمارے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بدولت ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ ہی کے صدقے ہمیں دین اسلام عطا ہوا، اسی دین کی مکمل پابندی میں ہمارے لئے فلاح ونجات ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا بے پناہ شکر واحسان اور فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے آخری اور سب سے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی اور غلام بنایا۔ جو ہمارے لئے ہر طرح بہت بڑا اعزاز ہے، اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد، ان کے اصحاب ان کی امت کے اولیاء وعلماء حق کی عقیدت ومحبت ہمارے لئے سرمایۂ ایمان ہے، ان مقدس ہستیوں کی عقیدت ومحبت ہمیں ہمارے قبلۂ عالم وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام شہزادۂ مفسر اعظم، جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کی نسبت اور وابستگی سے ملی۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت پر استقامت اور دین متین پر پختگی کا جذبہ اور ولولہ بھی انہیں کی تعلیم وتربیت اور فیضان سے ملا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے نقوش کا عکس جمیل تھی، اسی لئے آپ علیہ الرحمہ کی ہر ہر ادا میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ادائیں نمایاں طور سے دیکھی جاتی

تھیں ،آپ علیہ الرحمہ کے تبلیغی اسفار ودعوت تبلیغ کا مشن اور حلقہ ارادت کا دورہ عوام اہلسنت کی اصلاح اور گم گشتگان راہ کے لئے مشعل ہدایت ہوا کرتے تھے آپ علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر ووعظ ونصیحت اور تحریروں کے ذریعے امت مسلمہ کی اصلاح فرمائی،آپ امت مسلمہ کیلئے اپنے سینے میں ایسی تڑپ رکھتے تھے آپ نے اس سلسلے میں اس قدر بیداری کا ثبوت پیش کیا اس کا اندازہ ماوشما تو نہیں لگا سکتے لیکن ان کی عملی زندگی کے مطالعہ سے ہی ان کی ہمہ جہت شخصیت کی بلندی کا اندازہ ہوسکتا۔

حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس دور میں پائی جانے والی تمام خلاف سنت روایات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا،اور تمام بدعات وخرافات کے خلاف قلمی جہاد فرمایا،اور آپ علیہ الرحمہ نے اپنے عہد میں جن اصلاحی اقدامات کو عملی جامہ پہنایا ہے ان کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

درس توحید ورسالت:

عقیدۂ توحید ورسالت بنیادی عقائد دین ہیں، انہیں پر باقی سارے احکام شرع مرتب ہوتے ہیں ،حضور تاج الشریعہ اپنے ایک فتویٰ میں درس توحید کے ساتھ عقیدۂ رسالت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس پر ایمان لانے کی تعلیم دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ’’اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی شرط ایمان واسلام ہے۔لہذا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہے وہ مومن نہ ہوگا،وہ شخص مذکور نہایت جری،بیباک اور اصل دین سے بالکل غافل ہے بلکہ اس کا منکر اور بے دین کافر ہے توبہ تجدید ایمان لا الہ اللہ محمد رسولا للہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر کرے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے اور اسے ہرگز کوئی مدد نہ کرے، واللہ تعالیٰ اعلم (ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف بابت فروری مارچ ۲۰۰۱ء)

نماز:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اوران کا وضو کامل ہو اور نمازوں میں قیام،خشوع وخضوع رکوع وسجود کامل طور پر کرے تو اس کی نماز سفید چمکتی ہوئی نکلتی ہے کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اور جو وقت پر نماز نہ پڑھے اور

کامل وضو نہ کرے اور نہ خشوع وخضوع ورکوع وسجود تمام کرے تو اس کی نماز نکلتی ہے سیاہ اندھیری ،کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہے یہاں تک کہ جب اس جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ چاہتا ہے لپیٹ دی جاتی ،جیسے کہ پرانا کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے پھر اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔(آثار قیامت،ص:۲۰)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مجمع الزوائد،ج:۱،ص:۳۰۲ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جو پانچوں نمازیں ان کے وقتوں پر پڑھے اور ان نمازوں کی پابندی کرے اور ان کے آداب کی حفاظت کرے اور نمازوں کو ضائع نہ کرے اور نمازوں کو ناحق تساہل سے ضائع نہ کرے تو اس کے لئے میرے اوپر عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں اور جو ان نمازوں کو ان کے وقتوں پر نہ پڑھے اور ان کے آداب کی حفاظت نہ کرے اور ناحق تساہل سے انہیں ضائع کردے تو اس کے لیے میرے اوپر کوئی عہد نہیں چاہوں تو عذاب دوں چاہوں تو بخش دوں''۔
(آثار قیامت،ص:۲۱)

بدمذہب کی اقتداء:

جولوگ جاہل ہیں وہ تو غلطی کرتے ہی ہیں مگر پڑھے لکھے اگر معلومات کے باوجود غلط بات پر عمل کریں تو تعجب ہوتا ہے بدمذہب سے ہمارا کیا رشتہ؟ ان سے میل جول اور ان کی اقتداء نہیں کرنی چاہئے تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

کسی بدمذہب کے پیچھے کہیں کوئی نماز پڑھنا ہر گز جائز نہیں جو لوگ نجدی کی اقتداء کرتے ہیں اپنی نمازیں برباد کرتے ہیں اور ہر گز کوئی سنی صحیح العقیدہ اسے نجدی جان کر نہ اقتدا کرتا ہوگا! جو نادان اور بے خبر ہیں ان پر کیا الزام ہاں جو دانستہ نجدی کی اقتداء کرے وہ ضرور ملزم ہے۔(ماہنامہ سنی دنیا نومبر ۱۹۹۹ء)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

دیوبندی منکر ضروریات دین ہیں شاتمان خدا ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان پر علمائے حرمین وغیرھما نے ایسا کافر ومرتد بتایا کہ جو انہیں ان کے عقائد کفریہ پر

مطلع ہو کر مسلمان جانے بلکہ ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی حکم وہابیۂ زمانہ کا ہے تو ان کے پیچھے نماز محض باطل ہے، بلکہ دانستہ انہیں امام بنانا کفر ہے تو ان کی اقتداء حلال جاننا بدرجہ اولیٰ کفر ہے، کفایہ میں ہے: ”اما الکافر فلا صلاۃ لہ فلا اقتداء بہ باطل“

حقوق والدین:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ عظمت والدین بیان فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اطاعت والدین کی اطاعت ہے اور اللہ کی معصیت والدین کی (نافرمانی) معصیت ہے (مجمع الزوائد، ج۸، ص:۱۳۶) مزید لکھتے ہیں کہ سیدنا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”والدین کے ساتھ نیکی صرف یہی نہیں کہ ان کے حکم کی پابندی کی جائے اور ان کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نیکی یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو ان کو ناپسند ہو اگرچہ اس کے لئے خاص طور پر ان کا کوئی حکم نہ ہو۔ اس لئے ان کی فرماں برداری اور ان کو خوش رکھنا دونوں واجب ہیں اور نافرمانی ناراض کرنا حرام ہے۔ (آثار قیامت، ملخصا ص:۴۰، ۴۲)

دوسری جگہ مجمع الزوائد، ج:۸، ص:۱۳۷) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اس کے حق سے عہدہ برآ ہو گیا؟ سرکار نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے میں جس قدر درد کے جھٹکے اس نے اٹھائے شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔

(آثار قیامت، ص:۴۲)

مشرکین کے دیوی دیوتاؤں کی کہانی سننا:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے استفسار کیا گیا کہ جو شخص مشرکین کے یہاں جا کر رام لچھمن کی

کہانی اوران کے واقعات کو سنتے ہیں اس شخص پر حکم شرع کیا ہے؟ حضورتاج الشریعہ فرماتے ہیں:

ہنود کے پرکھوں کی کہانی اور واقعات سننا حرام بدکام بدانجام ہے،اس کے مرتکب پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کرے ہدایۃ المہتدین چلپی میں ہے ”موافقة الكفار في اقوالهم وافعالهم وايامهم الخاصة كفر“ اور اگر ان واقعات کوسنناتحسین کے ساتھ ہے تو یہ دوسری وجہ اس کے کفر کی ہے جو اشد واشنع ہے۔ہندیہ میں:وبتحسين امر الكفار اتفاقا الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ تاج الشریعہ،ج:۱،ص:۱۶۹)

تصویرحرام ہے:

جاندار کی تصویر بنانے کی حرمت میں احادیث کثیرہ بثیرہ وارد ہوئی ہیں۔تصویر کے متعلق حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بے شک جاندار کی تصویر بنانا،کھینچنا کھنچوانا،خواہ دستی،خواہ عکسی،چھوٹی یا بڑی،معظم ہو یا غیر معظم اونچائی پر ہو یا فرش پر ہر انداز میں حرام حرام اشد حرام بدکام بد انجام ہے،اس کی حرمت پر متعدد دلائل ہیں:

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:هم الذين يصنعون الصور یعنی آیت کریمہ میں مراد وہ لوگ ہیں جو تصوریں بناتے ہیں۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تکیہ خریدا،اس میں تصویریں تھیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرہ اقدس میں ناگواری دیکھ کر عرض کیا میں اللہ ورسول کی طرف رجوع لائی،میں نے کیا گناہ کیا،حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ تکیہ کیا ہے عرض کی میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ حضور اس پر تشریف رکھیں اور اس سے ٹیک لگائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مصور قیامت کے دن عذاب پائیں گے،ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی میں جان ڈالو۔بحمدہ تعالیٰ اس روایت نے افادہ فرمایا کہ تصویر بنانا بہرحال حرام،موجب عذاب ہے۔اگرچہ وہ تصویر عظمت سے نہ

رکھی جائے ،(تصویروں کا شرعی حکم)

داڑھی منڈانا:

حضور تاج الشریعہ علیہ ارحمہ داڑھی منڈانے کے تعلق سے فرماتے ہیں:

''داڑھی منڈانا یا حد شرعی سے کم کرانا اس کی عادت گناہ کبیرہ ہے بحر میں ہے "علی الرجل قطع لحیۃ" اور داڑھی کی حد شرعی ایک مشت ہونا چاہئے اسی میں ہے :اعلان گناہ کا مرتکب فاسق معلن ہے'' (سنی دنیا نومبر ۲۰۰۰)

سود لینا:

آج کل بعض مسلمان بھی سودی کاروبار میں گرفتار ہیں اور اپنا سارا کاروبار اس پر چلاتے ہیں،اس تعلق سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''سود لینا اور دینا دونوں حرام بدکام بدانجام ہیں،حدیث میں ہے:اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے سود کھانے اور کھلانے والے پر (سنی دنیا جنوری،۲۰۰۵)۔

رشوت ستانی:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رشوت جیسی قبیح عمل کے بارے میں لکھتے ہیں:

''قرآن شریف میں اس کی حرمت مصرح ہے اور حدیث شریف میں فرمایا: ولعن اللہ الراشی والمرتشی یعنی اللہ کی لعنت ہے رشوت لینے اوردینے والے پر (مسند امام احمد ج:۲،ص:۳۸۷)یعنی رشوت لینے والا مطلقا مستحق لعنت ہے اور دینے والا بھی اسی میں گرفتار ہے جب کہ ناجائز کام کے لئے رشوت دے یا بغیر مجبوری کے دے اور دفع ظلم اور جائز حق کی تحصیل کے لئے جب رشوت دیے بغیر چارہ نہ ہو تو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور دینے والا اس وعید کا مصداق نہیں'' (آثار قیامت،ص:۳۱)

نسبندی حرام ہے:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس عمل بد کی کیسی بیخ کنی فرمائی ہے مندرجہ ذیل اقتباس پڑھیں اور حضور تاج الشریعہ کی اصلاح امت کے حوالے سے تڑپ ملاحظہ فرمائیں:

نسبندی شرعا حرام ہے اور یہ ایسی حرام مبین ہے کہ جس کی حرمت میں عالم تو عالم کسی

جاہل غبی کو بھی ادنی شک نہیں ،اولاً کون نہیں جانتا کہ بلاضرورت شرعیہ ننگا ہونا حرام ہے اور بے حیائی کا کام ہے اوراس امر کی قباحت نہ صرف اسلام میں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی ثابت ومقرر ہے اس پر آدمی کا دوسرے کے عضو غلیظ کو چھونا قباحت بالائے قباحت ہے ثانیاً یہ تغیر خلق اللہ ہے اور تغییر خلق اللہ شرعا حرام اور شیطانی کام ہے ''ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ۱۹۹۴ء۔

ٹائی باندھنا:

ٹائی باندھنا عیسائیوں کا شعار ہے جسے صلیب بھی کہا جاتا ہے،حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے ایک تحقیقی رسالہ لکھا جس میں آپ نے یہ ثابت فرمایا کہ یہ عیسایوں کا مذہبی شعار ہے۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''اہل بصیرت کوتو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ وہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور ان کا یہ مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام ہے اور باعث عار ونار ہے،مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہوسکتی،ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں''(ٹائی کا مسئلہ)۔

شادی کا وقت:

شادی کب کرنی چاہئے؟ اس سلسلے میں آپ علیہ الرحمہ سے استفتار کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

''ہر دن اور ہر ماہ میں جائز ہے کسی دن اور کسی مہینہ کی تخصیص نہیں''(سنی دنیا اپریل، ۱۹۹۳ء۔

بے اصل رسم ورواج:

آج کل معاشرے میں لوگوں نے اپنی طرف سے ایسی باتوں کو رواج دیدیا جس کی اصل شریعت میں کہیں نہیں ملتی۔لوگ شرعی احکام پر عمل کر کے اپنی آخرت کو تو نہیں سنوارتے بلکہ اتباع نفس میں معاشرے ہی کو بے اصل باتوں سے پراگندہ کرتے ہیں، ایسا ہی ایک سوال حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی کیا گیا کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کے گھر کی کوئی چیز قابل استعمال نہیں سمجھتے بلکہ تیار شدہ کھانے کو بھی نہیں کھاتے تو آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

''پانی پھینکنا ناجائز و گناہ اور وہ خیال محض بیہودہ خیال ہے جسے دور کرنا لازم''

(ماہنامہ سنی دنیا مارچ ۱۹۸۶ء)

اور جب دریافت کیا گیا کہ ہندہ کہتی ہے کہ حیض ونفاس کی حالت میں چالیس روز تک کھانا نہیں پکا سکتی اور اس گھر میں جس میں حائضہ ہو فاتحہ تلاوت قرآن یا کوئی دینی کتاب نہیں رکھی جاسکتی تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

''وہ غلط کہتی ہے ان میں جو باتیں مذکور ہوئیں کوئی ممنوع وناجائز نہیں اس (ھندہ) پر توبہ لازم ہے'' (سنی دنیا دسمبر، ۱۹۹۷ء)

مردوں سے مشابہت:

فی زمانہ عورتوں کے لباس اور پہناوے میں عریاں طور طریقے اور نت نئے فیشن کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، آج کل عورتیں مردوں سے مشابہت کرنے میں ذرہ برابر نہیں جھجھکتی ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایسی عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بلا ضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا مردانہ کام ہے'' حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخر میں کچھ ایسی عورتیں ہوں گی جو مردوں کی طرح جانوروں پر سوار ہوں گی اور اس کے آخر میں یہ الفاظ آئے ان عورتوں پر لعنت بھیجو کیوں کہ وہ ملعون ہیں اور آگے تحریر فرماتے ہیں ''زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر یہ ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ دیں کہ عمامہ والے مردوں سے مشابہت نہ ہو جائے کیوں کہ عورتوں کو مردوں سے اور مردوں کو عورتوں سے تشبہ حرام ہے اور فرماتے ہیں: عورت کو اپنے سر کے بال کترانا حرام ہے اور کترے تو ملعون کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے اور عورتوں کا مردوں سے تشبہ حرام ہے، درمختار میں ہے: کہ کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو گنہگار ہوئی نیز اس پر اللہ کی لعنت ہوئی! اس میں جو علت موثرہ ہے وہ مردوں سے تشبہ ہے۔ (آثار قیامت، ص: ۶۴، ۶۵، ۶۶،)

شادی کی سالگرہ منانا:

شادی کی سالگرہ منانے کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ جائز طور پر ہو اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے مشابہت کے طور پر نہ ہو اور شرعی طور پر اس کو منایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں (انوار تاج الشریعہ، ص:۵)

مذکورہ بالا عناوین اور ان کے ذیل میں مندرج حضور تاج الشریعہ کی تصریحات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے میں کلیدی رول ادا فرمایا ہے۔

صد حیف کہ آج حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہماری نگاہوں کے سامنے نہ رہے اپنے رب حقیقی سے جا ملے، ان کی بارگاہ میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان کے عشاق و مریدین، متوسلین و متعلقین اپنی بساط بھر جلسے جلوس اور تحریر و تقریر کے ذریعے خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں جو لائق تحسین ہے لیکن بایں ہمہ سچی نذریہ ہے کہ ان کے تعلیمات پر عمل کیا جائے، اپنے عقائد و اعمال کی حفاظت کی جائے اور مذہب اہلسنت سے مضبوط وابستگی رکھی جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل خیر کی توفیق دے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

مولانا محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری
ڈائریکٹر: ادارہ لوح وقلم، مظفر پور، بہار

حضور تاج الشریعہ کی شاعری اور اصلاح عقائد

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری قدس سرہ کی نابغۂ عصر شخصیت بزم دین ودانش اور انجمن احسان وسلوک میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علمی، دعوتی، تبلیغی، فقہی اور تدریسی کارناموں کی حسین داستان تقریباً پچاس سالوں پر محیط ہے، ظاہر ہے کہ گہوارۂ علم وفضل اور آغوش زہد وتقویٰ میں آپ کی نشونما ہوئی اور جب اٹھان اچھی تھی تو حیات کا ہر لمحہ خوب سے خوب تر ہوتا چلا گیا۔ دیگر علوم کے ساتھ نعت گوئی اور مدحت سرائی کی دولت بھی اجداد سے ملی اور یہ بات ذہن نشیں کر لینی چاہئے کہ رضا اور خانوادۂ رضا نے اس پاکیزہ فن کو عبادت سمجھ کر ہی برتا مگر ایسا نہیں کہ فن کی عظمتیں کہیں سے مجروح ہو رہی ہوں بلکہ ایک فنکار شاعر میں جو نازک خیالی، ترفعۂ فکر، جذبے کی آنچ، صداقت کی ضیائیں، عشق رسول کی حرارت وگرمی، محبت کی رنگینی اور فن کی بلندی ہونی چاہئے سفینۂ بخشش میں وہ ساری چیزیں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ نعت نگاری کا اصل سرمایہ حب رسول ہے اس کے بغیر کلام سوز وگداز، وجد وکیف، عشق وعرفان اور فیض وفیضان سے محروم ہوتے ہیں۔ جب سفینۂ بخشش کا مطالعہ کریں تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پورا دیوان عشق سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوبصورت گلدان ہے جس کے ہر شعر کے زیریں لہروں سے خوشبوئے مدینہ کی لپٹ محسوس کریں گے۔ چونکہ نعت کا مرکزی خیال سراپائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے، مدینہ اور اس کے گلیاں ہیں، طیبہ اور صحرائے طیبہ ہیں جہاں کی ہوا عطر فشاں ہے، جہاں کی زمین نکہت پاش ہے اور جہاں کی دھول شفاعت کا غازہ ہے اس لئے نعت گوئی کے لئے عقیدہ اور

عقیدت دونوں کا باوضو ہونا ضروری ہے جن اشعار میں فن کی گیرائی و گہرائی، فصاحت و بلاغت اور الفاظ و معانی کے زیر و بم کے ساتھ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جذبۂ حسین وافر حصہ میں موجود ہو تو یقینا دل، دماغ، شعور اور جذبات و احساسات کو یک بارگی اپیل کرتے ہیں۔

یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج طہارت ایمان، طہارت فکر اور طہارت اعتقاد کی جولنت و حلاوت ہے وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے قلم کی برکت ہے جس تیزی کے ساتھ باطل عقیدے کا طوفان اٹھا تھا اگر مجدد وقت سیدی امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طوفان کے سامنے سینہ سپر نہ ہوتے تو معلوم نہیں جماعت کا کیا حال ہوتا؟ سلام ہو جماعت اہل سنت کے اس بطل جلیل رہنما پر جس نے تیز و تند ہواؤں کی زد پر عظمت توحید کی قندیلیں روشن کی اور عشق رسالت کا چراغ جلایا۔ نجد سے سہارنپور اور قادیان سے دیوبند تک تنقیص الوہیت اور تحقیر رسالت کے جتنے گولے داغے گئے ہر گولے کو آپ نے ہی اپنے سینے میں اتارا تاکہ عظمت توحید و رسالت کی چمکتی ہوئی دیوار پر کوئی خراش نہ آئے۔ فروغ عشق رسالت کی جو تحریک امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے چلائی ایسا نہیں کہ آپ کے بعد وہ تحریک خاموش ہوگئی بلکہ آپ کے بعد آپ کے خانوادے کے افراد نے رد عقائد باطلہ اور اصلاح فکر و اعتقاد کو فرض اعظم سمجھ کر اس تحریک کو آگے بڑھاتے رہے موجودہ دور میں حضور تاج الشریعہ جانشین سرکار مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری قدس سرہما اس تحریک عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے روح رواں اور سچے مبلغ و ترجمان تھے۔ آپ کی تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف، وعظ و خطاب اور نعتیہ دیوان میں اصلاح عقائد کے جلوے پورے آب و تاب کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ کیونکہ محبت رسول ہی روح ایمان اور اساس ایمان ہے اس کے بغیر ہر عبادت فضول ہے کیونکہ جب تک عقیدے کی زمین لالہ زار نہ ہو اس پر حسن عمل کی فصلیں نہیں لہلہا سکتی ہیں۔

وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت نے اللہ کے پیارے حبیب دونوں عالم کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات، علم غیب، ان کے شافع، دافع بلا ہونے، ان سے وسیلہ مانگنے، ان کو اپنی طرح کہنے اور ان کے نور ہونے سے انکار کیا مزید ان کا یہ عقیدہ کہ رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے، وہ ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں، ان کا نماز میں خیال آنے

سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس طرح کے تمام ان کے عقائد باطلہ پر کاری ضرب لگاتے ہوئے ان عقائد متوارثہ کو جو صحابہ کرام، تابعین عظام اور علمائے ذوی الاحترام سے ملے ہیں انہیں اشعار میں پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے نمونہ کے طور پر چند اشعار نذر قارئین ہیں مزید تشنگی دور کرنے کے لئے سفینۂ بخشش کا مطالعہ فرمائیں اور لذت کام و دہن کے ساتھ ایمان و عقیدہ کو تازہ کریں۔

گنہگارو! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہے

☆☆☆☆☆

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

☆☆☆☆☆

تم تو مردے کو جلا دیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

☆☆☆☆☆

یہ سن لیں سایۂ جسم پیمبر ڈھونڈنے والے
بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکر پیمبر کا

☆☆☆☆☆

وہی جو رحمۃ للعلمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

☆☆☆☆☆

کرکے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

☆☆☆☆☆

ابتغوا فرماکے گو یا رب نے یہ فرمادیا
بے وسیلہ نجدیو !ہر گز خدا ملتا نہیں

☆☆☆☆☆

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

☆☆☆☆☆

مرکے مٹی میں ملے وہ نجدیو بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

☆☆☆☆☆

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سرے عرش بریں جن کا قدم ہے

☆☆☆☆☆

تیز کیجیے سینۂ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجئے

☆☆☆☆☆

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگ ریزوں نے پڑھا کلمہ تیرا جان جمال

☆☆☆☆☆

اخترؔ خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

☆☆☆☆☆

مجھے کیا فکر ہو اختر میرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کردیں

مجھے کل ان کی بخشش کا یقیں ہے
کہ الفت ان کی دل میں جاگزیں ہے

☆☆☆☆☆

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

☆☆☆☆☆



ڈاکٹر محمد یونس رضا مونس اویسی
استاذ ومفتی جامعہ عربیہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور

حضور تاج الشریعہ کی شاعری کا فنی جائزہ

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ، کو بے شمار علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی۔ ان میں نعت گوئی کا میدان بھی آپ کے لئے امتیازی حیثیت کا حامل رہا۔آپ امام نعت گویاں؛ تسلیم کیے گئے۔آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش سے مشہور ومعروف ہے۔امام عشق ومحبت کے خانوادہ میں نعت گوئی بھی بطور وراثت منتقل ہورہی ہے۔سیدنا حجۃ الاسلام، سیدنا مفتیٔ اعظم، سیدنا استاذ زمن، سیدنا مفسر اعظم، علامہ حسنین رضا، علامہ ریحان رضا رحمانی علیہم الرحمہ کی شاعری بھی اپنی مثال آپ ہے۔میرے ممدوح گرامی سرکار تاج الشریعہ، امام الکاملین، زبدۃ العارفین، فخر المحدثین سراج المفسرین، شیخ الاسلام والمسلمین، استاذی الکریم، مرشدی الاجازہ سیدی وسندی، ذخری لیومی وغدی قطب العصر، مجمع البحرین، مرشد الثقلین حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ والرضوان اسی خانوادہ کے گل سرسبز اور بلندیوں کے تمام مراتب عبور کرنے والی عظیم عالمی عبقری شخصیت ہیں۔آپ ہر میدان میں وارث علوم اعلیٰ حضرت تسلیم کیئے گئے۔فقیر نے اپنی سترہ سالہ زندگی اسی قطب زمانہ کے قدم پر نثار کیا ہے۔شب وروز دیکھے ہیں فقہ و افتاء، درس وتدریس، قرأت وتجوید، تفسیر وحدیث، منطق وفلسفہ علم جعفر وتکسیر، علم ہئیت وتوقیت، زبان دانی غرض ہر میدان میں امام وقت تھے۔سر دست سرکار تاج الشریعہ کی شاعری پر مختصر روشنی ڈالنے کی کوشش کررہا ہوں۔آپ دیکھیں گے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو شعر وشاعری سے پوری ذہنی مناسبت ہے وہ ایک فطری شاعر ہیں۔اردو، عربی اور فارسی میں یکساں

مہارت کے ساتھ شاعری کرتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام سن کر اہل عرب انگشت بدنداں رہتے ہیں۔ حضرت کی حیات کے مطالعہ سے اجاگر ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پائے جاتے ہیں جو ایک کامیاب نعت گو کے لئے ضروری ہے۔ دینی و دنیاوی علوم میں گہرائی، فقہی بصیرت، عالمانہ تبحر، فکری و ذہنی صلاحیت، سبھی کچھ ان کے دامن میں موجود ہے ان کی نعتیہ شاعری، دلکشی و رعنائی سے لبریز اور دل و دماغ کو معطر کرنے والی ہے یعنی عشق و وارفتگی کا ایک حسین گلدستہ ہے جس میں خلوص کی خوشبو، عقیدت کی روشنی، ایمان کی لذت و حلاوت اور بیان کی نفاست و پاکیزگی ہے۔ ہم یہاں حضرت کی شاعری کا مختصر طور پر فنی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نے کتنی صنعتوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ دیوان میں ذکر کردہ اشعار میں سے چند صنعتیں ملاحظہ کیجیے۔

صنعت استعارہ:

اس صنعت کو کہتے ہیں کہ شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اس کو مجازی معنی میں استعمال کرتا ہے اور ان حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے۔[۱]

حضرت لکھتے ہیں:

اخترؔ خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لولگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

شہنشاہ کونین/ شاہ لولاک سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

راحت جاں/ جان جہاں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

جان جاں/ جان مسیحا سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

منور میری آنکھوں کو مِرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

شمس الضحیٰ سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جان جمال

مسیحائے زماں سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صنعت تشبیہ:

ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند ٹھہرانا یا اس کی صفت میں شریک قرار دینا۔[۲] حضرت لکھتے ہیں:

روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اِک شمع صبح گاہی ہے

اس شعر میں شاعر نے سورج کی تابش کو چہرۂ انور کے سامنے ''شمع صبح گاہی'' سے تشبیہ دی ہے۔

صنعت مبالغہ:

کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔یعنی سننے والے کو یہ گمان نہ رہے کہ اس وصف کا اب کوئی مرتبہ باقی ہو یعنی حد سے زیادہ تعریف و بڑائی کرنا۔[۳] حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا
قمر آیا ہے شاید ان کے تلوؤں کی ضیا لینے
بچھا ہے چاند سا بستر مدینہ آنے والا ہے
قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدہ ہائے فلک
نور کے ٹکڑوں پر ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں
مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

صنعت تضاد:

شعر میں ایسے دو الفاظ جمع کرنا جو معنی اور وصف میں ایک دوسرے کے خلاف ہوں یعنی ضد ہوں۔ پھر خواہ وہ دونوں اسم ہوں یا فعل ہوں، اس صنعت کو صنعت طباق اور مطابقت بھی کہا جاتا ہے۔[۴] حضرت لکھتے ہیں:

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثری کر دیں

زمین v/s آسمان - ثریا v/s ثری (متضاد الفاظ)

میری مشکل کو یوں آساں مِرے مشکل کشا کر دیں
ہر اِک موج بلا کو میرے مولیٰ نا خدا کر دیں

مشکل v/s آساں

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رُخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

شب v/s دن - تاریک v/s روشن

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یوں ہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

ہنساتے ہیں v/s رُلاتے ہیں

خلدزار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

پیچھے پیچھے v/s آگے آگے

یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

فلک v/s خاک

صنعت تجنیس کامل:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف اور اعراب میں مساوی ہوں لیکن دونوں

لفظوں کے معنی الگ الگ ہوں۔یعنی وہ دو الفاظ تلفظ میں یکساں ہو لیکن دونوں کا استعمال مختلف معنوں میں کیا گیا ہو۔[۵] حضرت فرماتے ہیں:

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

صنعت تجنیس ناقص:

شعر میں دو ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو حروف میں یکساں ہوں لیکن اعراب میں مختلف ہوں اور دونوں لفظ مختلف معنی میں استعمال ہوئے ہوں۔[۶]

مولانا ازہری فرماتے ہیں:

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر
تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

صنعت مراعات النظیر:

شعر میں ایسی کئی چیزوں کا ذکر کرنا جن میں باہم مناسبت ہو۔اس کو تناسب،توفیق، ایتلاف اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔[۷] حضرت فرماتے ہیں:

سر ہے سجدے میں خیال رُخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے

(سر+سجدہ+ناصیہ فرسائی (سب کا آپس میں مناسبت ہے)

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

(رند+ساقی+میخانہ+میکشوں (آپس میں مناسبت ہے)

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں جھلک رہی ہے

(ساقی + جام+ دور+ ساغر+شراب + چھلکنا (آپس میں مناسبت ہے)

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے میں

(بادہ کشو+ ساغر+شراب + جھومنا (آپس میں مناسبت ہے)

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نمایاں تم ہی تو ہو

(شجر+نخل+ثمر + (آپس میں مناسبت ہے))

صنعت ترصیع: شاعری کی اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں دونوں مصرعوں کے الفاظ ہم وزن ہوں۔[۸] حضرت فرماتے ہیں:

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

صنعت مقابلہ:

شعر میں پہلے چند ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک دوسرے کے ساتھ موافقت رکھتے ہوں۔ ان کا ذکر کرنے کے بعد پھر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو اول الذکر کے اضداد ہوں۔[۹] حضرت فرماتے ہیں:

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ

سحر اور نہار میں موافقت اور لیل وشام میں موافقت سحر کے مقابلے میں شام اور لیل کے مقابلے میں نہار۔

صنعت تنسیق الصفات:

کسی کا تذکرہ بہت صفات کے ساتھ کرنا، پھر چاہے وہ تعریف میں ہو یا مذمت میں ہو۔[۱۰] حضرت فرماتے ہیں:

وہی تبسم ، وہی ترنم ، وہی نزاکت ، وہی لطافت

وہی ہیں دز دیدہ سی نگاہیں کہ جس سے سوخی ٹپک رہی ہے
تاج وقار خاکیاں، نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں، فخر زماں تم ہی تو ہو
تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو، جان جناں تم ہی تو ہو

صنعت مقلوب مستوی:

شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کہ اس لفظ کو الٹا کر کے پڑھا جائے، تو بھی وہ سیدھی طرح رہتا ہے یعنی سیدھا اور الٹا یکساں پڑھا جائے مثلا دید۔[۱۱] حضرت لکھتے ہیں:

ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اخترؔ
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی
درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام
کس دل سے ہو بیاں بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

صنعت مسمط:

وہ نظم جس کے ہر شعر مطلع کے علاوہ تین تین ٹکڑے ہم قافیہ ہوں۔ اس نظم میں تین سے لے کر دس اشعار ہوں اور ان تمام اشعار میں کئی جگہ ایک قسم کا قافیہ ہو۔[۱۲]

حضرت فرماتے ہیں:

کسی کو وہ ہنساتے ہیں، کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں، وہ اب تو فیصلہ کردیں
صداقت ناز کرتی ہے، امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے، مروت ناز کرتی ہے
روح رواں زندگی، تاب و توان زندگی
امن و امان زندگی، شاہ شہا تم ہی تو ہو

صنعت اشتقاق:

اشتقاق ایک کلمہ سے دوسرے کلمہ بنانا یعنی شاعر کا اپنے شعر میں ایسے چند الفاظ کا استعمال کرنا جو ایک ہی ماخذ اور ایک ہی اصل سے ہوں۔ نیز وہ الفاظ معنیٰ کے اعتبار سے بھی موافقت رکھتے ہوں۔[۱۳] حضرت فرماتے ہیں:

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

طالب مطلوب اور طلب کا ماخذ ایک ہی ہے۔

گنہگارو! نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہیں

شفاعت اور شفیع کا ماخذ ایک ہی ہے۔

افسوس صد افسوس یہ امام علوم وفنون، سلطان روحانیت، تاجدار ولایت اپنی پوری شان قطبیت کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند کرتا ہوا

۲۰ / جولائی ۲۰۱۸ء، ۶ / ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ اور ہمیں اپنے اس شعر کا مصداق فرما گئے۔

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں　　روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

حوالے

[۱] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۰۹۰، حکیم عبد الغنی نجمی رامپوری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی، ۲۰۰۶ء

[۲] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۹۶۷ مطبع سابق۔

[۳] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۴۴۴ مطبع سابق۔

[۴] بحر الفصاحت ج ۲، ص ۱۳۵۵، مطبع سابق۔

[۵] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۰۱ مطبع سابق۔

[۶] بحر الفصاحۃ ج ۲، ص ۱۲۱۲ مطبع سابق۔

[۷] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۳۶۹ مطبع سابق۔

[۸] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۲۸۴ مطبع سابق۔

[۹] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۳۵۵ مطبع سابق۔

[۱۰] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۳۱۴ مطبع سابق۔

[۱۱] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۲۴۶ مطبع سابق۔

[۱۲] بحر الفصاحۃ ج ۲،ص ۱۲۷۲ مطبع سابق۔

[۱۳] بحر الفصاحت جلد ۲،ص ۱۲۳۱، مطبع سابق۔

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی
رکن مجلس مشاورت اردو لسانی کمیٹی، بال بھارتی، پونے

حضور تاج الشریعہ کی نعتیہ شاعری

علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا المعروف اختر رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت تھے۔علم وعمل، زہد وتقویٰ، استقامت علی الدین، خشیت الٰہی، اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔آپ کی دینی و علمی، تبلیغی و تدریسی اور تعلیمی و اصلاحی خدمات عالمگیر شہرت و وسعت رکھتی ہیں۔آپ کی ولادت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں طرۂ امتیاز رکھنے والے ''خانوادۂ رضا'' میں ۲۶؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲؍فروری ۱۹۴۳ء کو ہوئی۔اور آپ نے ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء بمطابق ۶؍ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ کو سفر آخرت فرمایا۔امام احمد رضا بریلوی، علامہ حسن رضا بریلوی، علامہ حامد رضا بریلوی، علامہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی کی پرنور امانتوں کے آپ ایک سچے وارث وامین اور جانشین تھے۔بریلی شریف سے ابتدائی تعلیم وتربیت سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جامعہ ازہر، مصر میں اعلیٰ تعلیم سے فراغت پائی، گولڈ میڈلسٹ بھی رہے۔علاوہ ازیں جامعہ ازہر کے سب سے ممتاز اعزاز ''فخر ازہر ایوارڈ'' سے بھی آپ کو نوازا گیا۔

علامہ اختر رضا ازہری بریلوی بیک وقت عظیم محدث وفقیہ، مفکر و مدبر، ادیب وخطیب، تصوف وولایت کے در نایاب، دعوت وتبلیغ کے آفتاب وماہتاب، رشد وہدایت کے گل خوش رنگ، اور بافیض معلم ومصلح ہونے کے ساتھ ساتھ مقبول زمانہ نعتیہ کلام کے عمدہ اور مشہور ومعروف نعت گو شاعر بھی تھے۔آپ کا اشہب قلم نثر ونظم میں یکساں رواں دواں رہتا تھا، اردو کے علاوہ آپ کو عربی وفارسی پر بھی عالمانہ وفاضلانہ دسترس حاصل تھی۔آپ کی عربی دانی کو دیکھ کر اہل زبان عش عش کر

اٹھتے تھے۔آپ کی علمی اثاثے میں ایک معتد بہ حصہ عربی نثر ونظم پر مشتمل ہے۔آپ کو اپنے اسلاف کرام سے علوم وفنون اور شریعت وطریقت کے ساتھ عشق نبوی علیہ الصلاۃ والتسلیم کی دولت عظمیٰ بھی ملی ۔عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی گھٹی میں پلایا گیا۔اسی عشق کے اظہار کے لئے آپ نے نعتیہ شاعری کو وسیلہ بنایا اور اپنے اجداد عظام کی طرح دنیائے علم وادب کو ''سفینۂ بخشش'' کے نام سے ایک گراں قدر تحفہ عنایت کیا۔آپ کا مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش''،عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا ایک حسین وجمیل اور روح پرور گلدستہ ہے۔جس میں مدحت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عقیدت مندانہ بیان ہے۔علامہ اختر رضا بریلوی کی نعت گوئی کو بھی دبستان بریلی کے دیگر شعراء کی طرح محض عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا مرقع نہیں کہا جاسکتا بلکہ آپ کا کلام فن وجذبہ وتخیل،زبان وبیان،فنی گیرائی وگہرائی،جدت ادا،زور بیان،حسن کلام،تشبیہات واستعارات اور صنائع لفظی ومعنوی جیسے شعری وفنی محاسن کا آئینہ دار بھی ہے۔''سفینۂ بخشش'' سے چیدہ چیدہ اشعار نشان خاطر ہوں

عفوو عظمت خاک مدینہ کیا کہیے
اسی تراب کے صدقے ہے اعتدائے فلک
اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صل علی شان جمال
گرمیٔ محشر گنہگارو ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطان جمال
جوتو اے طائر جاں کام لیتا کچھ بھی ہمت سے
نظر بن کر پہنچ جاتے تجلی گاہ سرور میں
خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

زبان وبیان کی پختگی،ندرت خیال،جدت اظہار،اختصار وجامعیت،معانی آفرینی،سنجیدگی وشگفتگی،اور برجستگی وغیرہ عناصر ایک اچھے اور خوبصورت کلام کی خوبیاں ہیں جوکہ ''سفینۂ

بخشش'' کے اشعار میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ یہ شعری خصوصیات ''سفینۂ بخشش'' کے نعتوں کی تاثیر کے جوہر سے آراستہ ومزین کرتی ہیں۔حضرت علامہ اختر رضا بریلوی نے حمدیہ ونعتیہ شاعری کے جملہ لوازمات کی پاسداری کا مکمل اہتمام کیا ہے۔اسی طرح پاکیزہ اوصاف کے حامل ''دبستان بریلوی'' کے جید شعرائے کرام کے کلام بلاغت نظام کے گہرے مطالعہ کی وجہ سے آپ کے کلام کے زریں ورد میں فصاحت وبلاغت، حلاوت وملاحت، حزم واحتیاط، حسن معنی اور قادرالکلامی کا جوہریں لیتا دریا موجزن ہے اس میں آپ اپنے اسلاف کے پرتو نظر آتے ہیں۔ ''سفینۂ بخشش'' کے نعتیہ کلام میں جو گہرا فنی رچاؤ ہے وہ قاری اور سامع کو دیر تک مسحور کیے رہتا ہے اور انہیں ایک کیف آگیں لطف ومسرت سے سرشار کردیتا ہے۔

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں
تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیائے رخ سے دیواروں کی روشن آئینہ کردیں
دامن دل جو سوئے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بلایا ہو گا
سرفرازئ ازل ان کو ملا کرتی ہے
نخوت سر جو تیرے در پے جھکا جاتے ہیں
اپنے در پر جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
گردش دور نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو
جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آن جناب ہو جاؤں

علامہ اختر رضا بریلوی کی شاعری تصوفانہ آہنگ کی عکاسی اور حال دل کی ترجمانی کرنے میں

جمالیاتی طرز اظہار لیے ہوئے ہے۔غزلیہ انداز میں تقدیسی شاعری کرتے ہوئے آپ نے بڑی ادیبانہ مہارت اور عالمانہ ہنرمندی کا مظاہرہ کیا ہے،کہیں بھی لب ولہجہ بوجھل محسوس نہیں ہوتا اور ناہی شریعت مطہرہ کے تقاضوں کے برعکس کوئی مضمون آپ کے کلام میں نظرآتا ہے۔داخلیت یعنی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں والہانہ وارفتگی کے ساتھ ساتھ بے ساختگی،جزب وکیف،نغمی موسیقیت،سلاست وصفائی،ترکیب سازی پیکریت،اورسوز وگداز جیسے اعلیٰ ترین جوہر کلام علامہ اختر بریلوی میں پنہاں ہیں۔جسے پڑھ کر اہل نقد ونظر یقینا داد وتحسین کے لئے مجبور ہوجائیں گے۔

جس کی تنہائی میں وہ شمع شبستانی ہے
رشک صد بزم ہے اس رندخرابات کی رات
پینے والے دیکھ پی کر آج ان کی آنکھ سے
پھر یہ عالم ہو گا کہ خودکا پتہ ملتا نہیں
مہرخاورپہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو
میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے
دشت طیبہ میں گما دے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے
شام تنہائی بنے رشق ہزاراں انجمن
یادجاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

چھوٹے بحور میں نعت گوئی کرتے ہوئے موثر پیرایۂ اظہار میں معانی میں معانی آفرینی، تراکیب،پیکریت رواں روانی اورنغمگی جیسے عناصر کے جوہر دکھانا آسان نہیں۔مگر علامہ اختر رضا بریلوی کواس وصف میں بھی یدطولیٰ حاصل ہے۔آپ کی چھوٹی بحور پر مشتمل اشعار نہایت معنیٰ خیز ہیں۔ان میں پوشیدہ غنائیت قاری اورسامع کے قلب وذہن کو براہ راست متأثر کرتی ہے۔

اے مکین گنبد خضرا سلام
اے شکیب ہر دل شیدا سلام
مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
جان گلشن سے ہم نے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم
ہرگھڑی وجد میں رہے اختر
کیجئے اس دیار کی باتیں
ہر گل گلستاں معطر ہے
جان گلزار کے پسینے سے
روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے

ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتا ہے کہ اسے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شادکامی حاصل ہوجائے اور وہ اپنی نظروں میں جمال جہاں آرائے گنبد خضرا بسالے، علامہ اختر رضا بریلوی نے کس درجہ حسن وخوبی اور والہانہ انداز میں اپنے سوز درون کو پیش کیا ہے۔ نشان خاطر ہوشہ پارہ۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جا تا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

سبحان اللہ! مصرعۂ ثانی　ع

''کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا''

کی باربار تکرار کرنے کو جی چاہتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہ صرف علامہ اختر رضا بریلوی کی آواز نہیں بلکہ ''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے'' کہ مصداق ہر عاشق کی آواز ہے۔

اور جب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا مژدۂ جاں فزا حاصل ہو گیا تو قسمت کو

گویا معراج مل گئی؛ فرش گیتی سے اٹھ کر عاشق فراز عرش پر پہنچ گیا۔ دل کی بیقراریوں اور اضطراب کو ڈھارس بندھاتے ہوئے چشم شوق کو آنسوں نہیں بلکہ موتی لٹانے کا پیغام دیتے ہوئے حضرت علامہ اختؔر بریلوی راقم ہیں ؎

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

اور جب جمال سبز گنبد پیش نظر ہو گیا تو عاشق کا انداز والہانہ یوں نکھر کر سامنے آتا ہے۔ منظر کشی اور تصویریت کا حسن متأثر کن ہے۔

وہ چمکا گنبد خضرا وہ شہر پرضیا آیا
ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنیوالا ہے

علامہ اختر رضا بریلوی نے اپنی نعتوں کے ذریعہ عقیدہ وعقیدت، فضائل وشمائل نبوی اور محبت والفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اظہار کے ساتھ سیرت طیبہ کے اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ سنت وشریعت سے دوری کی وجہ سے جو تباہی وبربادی ہمارا مقدر بنتی جارہی ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے الحادو بے دینی اور مغربی کلچر کی یلغار سے امت مسلمہ کو دور رہنے کی تلقین بھی کی۔ اور یہ بتایا ہے کہ نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر عمل کرنا، آپ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے والہانہ وارفتگی ہی ہماری دنیوی اور اخروی نجات کا وسیلہ عظمیٰ ہے۔ کلام اختر رضا بریلوی کے مطالعہ کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ آپ کے یہاں عصری حسیت بھی نمایاں ہے جو ایک سچی شاعری کا توصیفی پہلو ہے؛ اس لحاظ سے ''سفینۂ بخشش'' کے شاعر محترم ہر اعتبار سے لائق تحسین وآفرین ہیں ؎

ریت آقا کی چھوڑ دی ہم نے
اپنی مہمان اب تباہی ہے
طوق تہذیب فرنگی توڑ ڈالو مومنو!

تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں
عبث جاتا ہے تو غیروں کی جانب
کہ باب رحمتِ رحماں یہیں ہے
فریب نفس میں ہمدم نہ آنا
بچے رہنا یہ مار آستیں ہے

الغرض علامہ اخترؔ رضا ازہری بریلوی کے موئے قلم سے نکلے ہوئے نعتیہ نغمات عقیدت ومحبت کا مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ شعریت کے بناؤ سنگھار سے سجے سنورے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آج عالم اسلام میں آپ کے کلام کی دھوم مچی ہوئی ہے، دنیا بھر کے اہل عقیدت ومحبت آپ کے نعتیہ اشعار کو ذوق وشوق سے گنگناتے ہیں؛ عالمی شہرت یافتہ نعت خواں حضرات بھی علامہ اختر رضا بریلوی کے نعتیہ کلام کی نغمگی وموسیقیت اور جذب وکیف سے عاشقان رسول کو لطف اندوز کررہے ہیں۔تاہم مقام حیرت واستعجاب ہے کہ عالمی مقبولیت کے حامل اس عظیم نعت گو شاعر کا ادبی دنیا میں کہیں تذکرہ نہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناقدین ادب کی تحریریں اس عظیم نعت گو شاعر کے ذکر سے عاری کیوں؟اس موقع پر پہنچ کر ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی کا یہ چشم کشا خیال پیش کرنا غیر مناسب نہ ہوگا:''اسلام پسند شاعروں کی یہ بدنصیبی رہی ہے کہ اپنے بھی انہیں ایک محدود فکر کا شاعر گردانتے ہیں۔ادب اور فن کا جو وسیع کینوس اس کے رنگ آمیزی میں شاعر کے فکر کے عمق پر ان کی نگاہ نہیں جاتی۔غیر تو ان سے اس لئے صرف نظر کرتے ہیں کہ انہیں ایسی فکر کو ابھرنے سے روکنا ہوتا ہے۔اپنے بھی انہیں مذہب اور اسلام کی اعلاق دروں کے ترجمان کی حیثیت سے پیش کرکے مطمئن ہو جاتے ہیں۔اردو کے دو عظیم شاعر حفیظؔ میرٹھی اور شفیقؔ جونپوری اسی تعصب کے شکار رہے''(اردو بک ریویو جنوری تا مارچ ۲۰۰۹ءص:۴۱)

ڈاکٹر محمود حسن الہ آبادی کی یہ بات بالکل درست اور مبنی بر صداقت ہے۔محض حفیظؔ میرٹھی اور شفیقؔ جونپوری ہی نہیں بلکہ حضرت علامہ احمد رضاؔ بریلوی ،علامہ حسنؔ رضا بریلوی ،علامہ جمیلؔ بریلوی ،علامہ نوریؔ بریلوی ،علامہ اجملؔ سلطانپوری ،علامہ رازؔ الہ آبادی ،علامہ نظمیؔ مارہروی جیسے کئی اہم شعرا بھی ہمارے ناقدین کے تعصب کا شکار ہوئے ہیں۔آخر کب تک اسلام پسند شاعروں

اور ادیبوں سے ہمارے ناقدین گریز کرتے رہیں گے؟ جب کہ فکر وفن، زبان وبیان کی وسعت اور شعریت کے اعتبار سے ان شاعروں اور ادیبوں نے زبان وادب کی جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ کے نظریہ کے مطابق ''شاعر کا مقام ومرتبہ فن کے وسیع تناظر میں ہونا چاہیئے''۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمارے ناقدین کو اپنے تنقیدی رویوں میں وسعت لاتے ہوئے نعتیہ ادب پر بھی خامہ فرسائی کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک طرح سے زبان وادب اور لسانیات کی خدمت ہی ہوگی۔

علامہ اختر رضا بریلوی جیسے عظیم نعت گو شاعر کی شعری کائنات پر اپنی طالب علمانہ تبصراتی کاوش کو انہیں کی ایک شعر پر روکتا ہوں ؎

گوش برآواز ہوں قدسی بھی اس کے گیت پر
باغ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

غلام مصطفی رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

حضور تاج الشریعہ خلد زار طیبہ میں

مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اخترؔ ہے، مدینہ چشم اخترؔ میں

ماہِ رمضان کی بہاریں تھیں۔ سن ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء۔ اللہ نے فضل فرمایا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا۔ مکۃ المکرمہ کی فضاؤں میں جا پہنچے۔ وادی مکۃ المکرمہ جہاں جلوؤں کا سماں ہے۔ ہر شے منور۔ ہر ذرہ روشن۔ ہر شب تاباں۔ ہر صبح درخشاں۔ جلال کا پہرہ ہے۔ کعبۂ مقدسہ کی بہاریں- دل وجاں وجد کناں جھک گئے بہر تعظیم- عمرہ کا شرف حاصل ہوا۔ یادوں کے نقوش تازہ ہوئے۔ وفا کی قندیلیں طاقِ دل پر روشن ہوگئیں۔ وفا شعاری نے اس وادی میں عقیدتوں کی فصلیں بوئی ہیں۔ شجر بھی وفادار، حجر بھی وفادار۔ پہاڑ بھی فرماں بردار۔ خلیل اللہ علیہ السلام و ذبیح اللہ علیہ السلام سے رشتۂ غلامی نبھانے والوں کی نسبتیں تازہ ہیں۔ حج وعمرہ کے ارکان کا حصہ بن گئیں۔ صفا و مروہ، مقام ابراہیم و حجر اسود۔ منیٰ و مزدلفہ و عرفات۔ سبھی محبتوں کی علامتیں ہیں۔ سبھی وفا کے نشاں ہیں۔ تسلیم کی خاموش زباں ہیں۔

ماہِ صیام کا پہلا عشرہ تھا۔ مناسکِ عمرہ سے فراغ پایا۔ اطلاع ملی کہ طیبہ کی بہاروں میں قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری تشریف فرما ہیں۔ طیبہ کی یادیں ذہن و دماغ میں نقش تھیں۔ درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال بے چین کیے دیتا تھا۔ حضور تاج الشریعہ کا یہ شعر بار بار زباں پر مچل رہا تھا۔ لفظ لفظ کی لذت سرشار کیے دیتی تھی۔ قبولیت کے لمحے جواں تھے ؎

وہ بُلاتے ہیں کوئی یہ آواز دے
دم میں جا پہنچوں میں حاضری کے لیے

حرم کی فضاؤں میں افطار کی سعادت حاصل کی۔ ہم گردِ کعبہ پھرتے تھے- کا لطف لیا۔ تراویح ہوٹل پر ادا کی۔ شب کا کچھ لمحہ آرام کیا۔ سحری کی۔ فجر ادا کی۔ سلام پڑھا۔ تصور کی بزم میں سبز گنبد کا نور دلوں کے زنگ دور کر رہا تھا۔ آرزوئیں مچل رہی تھیں۔ محبوب کے درِ پاک کی حاضری۔ یومِ جمعہ۔ پھر مرشدِ گرامی کا دیدار۔ جن کی نعتوں نے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے دیے فروزاں کیے۔ انھیں پانے کی دُھن؛ وہ بھی طیبہ کی بہاروں میں۔ فجر سے فارغ ہوئے۔ عزمِ طیبہ لیے بس میں سوار ہوئے۔ بس سوئے طیبہ چل دی۔ حرمین کے مناظر اور وادیاں۔ آرزوؤں کا سفر جاری تھا۔ ابھی حرم مکی سے کچھ مسافت طے ہوئی تھی۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں ؎

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانبِ طیبہ سب کے سفینے چلیں

[تاج الشریعہ]

صبح کی تازہ ہوائیں جب سوئے طیبہ سے چلتیں تو صحرا میں عجب خوشبو پھیل جاتی۔ ابھی آفتاب کی تمازت شروع نہیں ہوئی تھی کہ صحرا میں کھجوروں کے باغات کا کیف زا نظارہ دکھائی دیا۔ ان راہوں نے کئی ادوار دیکھے۔ انھیں رہ گزر سے صدیوں سے عشاق کے قافلے گزرتے آئے ہیں۔ جن کی منزل طیبہ رہی ہے۔ یہ راہیں بڑی عظیم ہیں۔ ان کی مسافرت کی منزل طیبہ ہے۔ راہ بھر اعلیٰ حضرت کے اشعار ذوقِ محبت کو بڑھاتے رہے۔ طیبہ کی منزل قریں ہے۔ لمحوں کی بھی معراج ہو رہی ہے۔ ہر ساعت تجسس بڑھاتی ہے۔ سورج کی تمازت بڑھی تو صحرائے طیبہ کی گرم فضائیں ان قافلوں کی یاد دلانے لگیں جو ان وادیوں سے گزرے تھے۔ جن کی تلواریں کفر پر پڑی تھیں اور نفاق کی گردنیں جن سے کٹی تھیں۔ جن کے نغموں نے افریقہ کی وادیوں میں نغماتِ توحید و رسالت سے اندھیرے دور کیے تھے۔ جن کی تکبیروں نے وادیِ مغرب میں تمدنِ نصاریٰ کو سرنگوں کیا تھا۔ جن کے علم و فضل نے اندلس و طلیطلہ کی دانش گاہوں میں انسان بنائے تھے۔ ان عاشقانِ رسول نے طیبہ سے فیض پا کر جہان میں دین کا رُخ اجلا کیا تھا۔

ابھی تصورات کی بزم ختم نہ ہوئی تھی کہ طیبہ کی خوشبوئیں دلوں کو گدگدانے لگیں۔ ؎

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

[تاج الشریعہ]

دوپہر کا وقت تھا۔ طیبہ امینہ کی بہاروں میں جا پہنچے۔ ہاں! طیبہ ٹوٹے دلوں کا سہارا ہے۔ جہاں سے الفت-مومن کی معراج ہے- ہاں! طیبہ زنگِ خیال دھو دیتا ہے اور مصفیٰ کر دیتا ہے۔ ہاں! یہاں کی خاک کو سرمہ بنانے والوں کی نگاہیں دانشِ فرنگ سے مرعوب نہیں ہوتیں۔ خاکِ حجاز نے شوکتِ دارا و سکندر کو دھندلا دیا۔ وہ جو یہاں کے اسیر ہوئے تاج و تخت ان کے قدموں میں پڑے دیکھے۔ فضائے طیبہ سے اٹھنے والے غبار دلوں کی کلیاں کھلاتے ہیں۔

ابھی دل کو سنبھالنا تھا۔ یہ روشنی سی کیا ہے خوشبو کہاں سے آئی۔ گلیاں مہک رہی تھیں۔ سامنے بہاروں کا سماں تھا۔ وہ بہاریں جو خزاں سے دور ہیں۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ نور کی خیرات بٹ رہی تھی۔ آفتاب کی تمازت میں بھی رحمت کی شبنم محسوس ہو رہی تھی۔ وارفتگی شوق میں سوئے گنبد خضرا چل دیے۔ ابھی دوپہر کے ٹھیک دو بجے تھے۔ مسجد نبوی میں ظہر ادا کی۔ گناہوں سے آلود جسم، عصیاں سے بوجھل نگاہیں اور درِ محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری بساط کیا ہے۔ یہ تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ فضل و احسان ہے کہ طیبہ بلا لیا۔ باب السلام کے روبرو تھے۔ تشکر کے موتی رخسار پر ڈھلک پڑے۔ زباں گنگ ہوگئی۔ مواجہ شریف روبرو۔ یہاں صرف اشعارِ اعلیٰ حضرت جذبات کی ترجمانی کررہے تھے۔ ؎

آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود

[اعلیٰ حضرت]

سنہری جالیاں ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی حد نہیں۔ درودوں کے نغمے ہیں۔ ادب کی ساعتیں ہیں۔ یہاں دل کا حال بھی کھلا ہے۔ جذبات بھی عیاں۔ سلام پیش کیا۔ یارانِ پاک کی بارگاہ میں بھی توشہ دل نذر کیا۔ صدیق و عمر کی شان پر سلام۔ ان کی جاں نثاری پر سلام۔ ان کی

قسمت پر سلام۔ باب البقیع سے باہر آئے۔ زیر لب -مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام- کی ڈالیاں پیش کیں۔ ایک ایک لفظ معنویت بکھیر رہا تھا۔ مفہوم دل پر کھل رہا تھا۔

درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر آئے۔ عصر کی گھڑیاں قریب تھیں۔ خلیفۂ تاج الشریعہ مولانا عاقب فرید قادری [وصال ۱۹ر جولائی ۲۰۱۸ء-مترجم کنزالایمان انگلش] سے محبی شہباز رضوی نے رابطہ کیا۔ حضور تاج الشریعہ کی مدنی قیام گاہ کا پتہ معلوم کیا۔ پھر ہوٹل ایلافِ طیبہ چل دیے؛ جہاں اخترؔ سنیت پوری آب وتاب سے جلوہ گر تھا۔ چند ساعتوں میں قیام گاہ پہنچ گئے۔ ہم ہال میں رک گئے۔ برابر کے کمرے میں حضور تاج الشریعہ جلوہ بار تھے۔ ہال میں مولانا عاقب فریدی محبت سے ملے۔ طیبہ کی بہاروں کا تذکرہ ہوا۔ کنزالایمان انگلش کی توسیع سے متعلق کچھ منصوبہ بندی رہی۔ علمی گفتگو جاری تھی۔ افریقہ ودیگر بلاد سے علما کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ نمازِ عصر مولانا عاقب کی اقتدا میں ادا کی۔ سامنے کھڑکی سے سبز گنبد کا جلوہ نگاہوں کی تازگی بڑھاتا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ علمائے کرام سے ملاقاتیں رہیں۔ افطار کا وقت قریب ہوا۔ محفل سج گئی۔ ہال پُر ہوگیا۔ نعت ومناقب کے نذرانے۔ ہندو پاک کے نعت خواں سوز بڑھا رہے تھے۔ اکابر کے کلام کی بات ہی نرالی ہے۔ ابھی بزم سجی تھی کہ روشنی بڑھی۔ حضور تاج الشریعہ بزم میں تشریف لے آئے۔ سب نگاہیں ادھر ہی تھیں جدھر شمعِ طیبہ سے نور پانے والا اخترؔ جلوے بکھیر رہا تھا۔ ان کی توجہ خاص ہم غلاموں کی جانب مبذول تھی۔ سبحان اللہ! کیسا نورافزا سماں! ایمان کی فصل ہری بھری ہوگئی۔ طیبہ کی بہاروں میں نورانی وجود حرارتِ ایمانی بڑھا رہا تھا۔ بہت اطمینان سے آپ تشریف فرما تھے۔

اس درمیان ثنا خوانی جاری تھی۔ کلام الامام امام الکلام سے محبتوں کی سوغات بٹ رہی تھی۔ واقعی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے اشعار کی معنویت اور روح - درِ طیبہ پر کھلتی ہے۔ ہر ہر شعر اپنے باطن کی خوشبو سے آشنائی بخشتا ہے۔ پھر حضور تاج الشریعہ نے سبز گنبد کی ان بہاروں میں داخلِ سلسلہ فرمایا اور افطار کو تشریف لے گئے۔ ہم نے موجود علما وخواص کے ساتھ افطار کیا۔ حضور تاج الشریعہ کے دستر خوان پر قسم قسم کی نعمتیں تھیں۔ نمازِ مغرب باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد نیاز کا اہتمام تھا۔ استفادہ کیا۔ پھر مرشد کی بارگاہ سے رخصت ہوئے۔ سبز گنبد کے جلوے نظارہ کیے۔ میقاتِ مدینہ ذوالحلیفہ پہنچے۔ احرام باندھا۔ عازم حرم ہوئے۔ راہ میں سحری کی۔ حرم پہنچ کر فجر و

مناسکِ عمرہ ادا کیے۔

ابھی رمضان المبارک کے سترہ روزے ہوئے تھے کہ دوبارہ طیبہ کا عزم ہوا۔ سترہویں کی دوپہر عازم مدینہ ہوئے۔ طیبہ کی راہیں اشعارِ رضا کے نغموں سے گُل زار بنی ہوئی تھیں۔ شام ہوئی کہ زندگی کی صبح نمودار ہوگئی۔ جانبِ بطحا سے ہوائیں چلنے لگیں۔ گرمی کی حدت کا احساس رُخصت ہوا۔ دارالشفاء سے پیامِ تازہ آنے لگے۔ جذبات مچلنے لگے۔ ارمان جوش پانے لگے۔ خیالات کی وادیاں بہار بہار ہوگئیں۔ داخلِ شہر مقدس ہوئے۔ دور سے ہی مسجد نبوی کے مینار نظر آنے لگے۔ ہم قیام گاہ پہنچے؛ معلوم کیا کہ حضور تاج الشریعہ طیبہ میں موجود ہیں یا ہند رُخصت ہوئے۔ اِس اطلاع نے غنچۂ دل کھلا دیا کہ حضور تاج الشریعہ نے قیامِ طیبہ کی مدت طویل کر دی۔ قافلے نے اقامت بڑھا دی۔ تشنہ لبی تھی۔ بلادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے رُخصت گوارہ نہ تھی۔ ہوتی بھی کیسے۔ ؎

يَا قَافِلَتِيْ زِيْدِيْ اَجَلَكِ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک

مورا جیرا لرجے درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

[اعلیٰ حضرت]

ہوٹل میں اسباب رکھے۔ پھر حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ کو چل دیے۔ ابھی افطار کو کچھ وقت باقی تھا۔ ثنا خواں نغمے الاپ رہے تھے۔ ہوائیں چل رہی تھیں۔ سبز گنبد روبرو تھا۔ مسجد نبوی کی بہاریں۔ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تر زبانیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے پھوہار پڑ رہی ہو۔ جیسے بادل گھر رہے ہوں۔ جیسے بارانِ رحمت برس رہی ہو۔ جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے گلشن مہک رہے ہوں ؎

انھیں کی بو مایۂ سمن ہے، انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے

انھیں سے گلشن مہک رہے ہیں، انھیں کی رنگت گلاب میں ہے

[اعلیٰ حضرت]

حضور تاج الشریعہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دست بوسی کا موقع ملا۔ جوق در جوق زائرین آتے رہے۔ دیدار کی لذت پاتے رہے۔ آج بوقت افطار حضور تاج الشریعہ نے شرکاء کے لیے دعا کی۔ دَم فرمایا۔ چہرے پر نور کا پہرا تھا۔ نعت خوانی ہوئی۔ کلام الامام کی سوغاتیں، کلامِ مفتی اعظم کی

عطر بیزی، کلامِ اخترؔ کی نوا سنجی۔ سماں بندھ گیا۔ یوں لگا جیسے توشے بٹ رہے ہوں۔ جیسے مُرادوں سے دامن بھرے جا رہے ہوں۔ جیسے سبز گنبد سے مدد مل رہی ہو۔ جیسے فریاد رَسی ہو رہی ہو۔ جیسے حسرتیں پوری ہو رہی ہوں۔ جیسے جھولیاں بھری جا رہی ہوں۔ جیسے منھ مانگی مرادیں مل رہی ہوں ؎

ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

[تاج الشریعہ]

افطار کیا۔ نماز پڑھی۔ سوئے حرم نبوی چل دیے۔ اب روزانہ کا معمول بن گیا کہ سرِ شام حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پہنچ جاتے۔ زیارت کرتے۔ نعت خوانی سے کشکولِ مراد بھرتے۔ طیبہ کی بہاروں میں ثنا خوانی کی لذت پاتے۔ تشنہ لبی دور کرتے۔ پھر پیاس بڑھاتے۔ دیدار کی تمنا کو فروزاں کرتے۔ پھر افطار کرتے۔ آتے جاتے۔ مراد پاتے۔ تمنا بڑھاتے۔ یوں ہی چار پانچ دن گزر گئے۔ پھر وہ ساعت آئی کہ قافلے حجاز سے ہند آنے کو تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ہند روانگی تھی۔ ۲۱ر رمضان کی سہ پہر تھی۔ ہم کاشانۂ حضور تاج الشریعہ پہنچے۔ آج بڑا کیف آور لمحہ تھا۔ نمازِ عصر حضور تاج الشریعہ نے خود پڑھائی۔ فراغ کے بعد نعت خواں محمد زبیر مکی و ڈاکٹر نثار احمد معرفانی کو آگے بُلوایا۔ مسند پر بٹھایا۔ حمد باری تعالیٰ پڑھی گئی۔ کلام الامام سے آغاز ہوا۔ آج یوم شہادتِ مولائے کائنات تھا۔ کئی نسبتیں جمع تھیں۔ صاحبِ نسبت جلوہ گر تھے۔ محفل اشک بار کیے دیتی تھی۔

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
تمہارے کوچے سے رخصت کیا نہال کیا

[اعلیٰ حضرت]

کئی کلام کی حضور تاج الشریعہ نے خود فرمائش کی اور خود بھی پڑھ رہے تھے۔ لبہائے مبارک ہل رہے تھے۔ نعت خواں نے یہ کلام بھی پُر سوز پڑھا۔ آنکھیں بھیگ گئیں ؎

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

[اعلیٰ حضرت]

ابھی گلشن طیبہ کا ذکر چل رہا تھا۔ دشتِ طیبہ کی یادیں تازہ تھیں۔ محویت کا عالم طاری تھا۔ نغمۂ دل چھڑ گیا ؎

سیر گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

[علامہ حسنؔ رضا بریلوی]

نعت خواں نے گرہ لگائی۔ ایک ایک مصرعہ جذبات کی نمائندگی کر رہا تھا۔ طیبہ سے واپسی کا پیام روح کو زخمی کیے دیتا ہے۔ اس در کی حاضری حضوری کی لذت سے آشنا کرتی ہے۔ جدائی جذبات کو مضمحل کر دیتی ہے۔ درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری عاشق کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے! ابھی اس کلام کی تکرار جاری تھی کہ نعت خواں نے دوسرا کلام شروع کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے خود مقطع کی تکرار فرمائی۔ کیف کے عالم میں ؎

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

محفل اختتام کو تھی۔ قبولیت کی ساعتیں۔ زبانِ اخترؔ سے نغماتِ بخشش امڈ رہے تھے۔ بخشش کے سفینے ترنے کو تھے۔ سبز گنبد سے قبولیت کی سند گویا عطا ہو رہی تھی۔ وہ ساعت سعید آئی جب سب حالت قیام میں آ گئے۔ بصد ادب کھڑے ہو کر وہ عمل پیش کیا۔ جو اسلاف سے متوارث چلا آ رہا ہے۔ پھر ارض طیبہ۔ سامنے جلوۂ محبوب۔ قبولیت کے لمحے لفظ لفظ سے وضع ہونے لگے ؎

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضور تاج الشریعہ کی زبان مبارک سے جب سلامِ رضا کے اشعار ادا ہوتے تو تپشِ محبت بڑھ جاتی۔ آنکھیں فرطِ عقیدت سے چھلک جاتیں۔ سراپائے مصطفی کا بڑا اچھوتا بیاں بریلی کے تاج دار نے نظم کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے درجنوں اشعار زیرِ سایۂ گنبد خضرا پڑھے۔ پڑھوائے۔ سُنے اور سُنوائے۔ پھر دعا فرمائی۔ عقیدے کے تصلب کا بیاں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت کی دعا۔ بے شک ایمان کے جوہر کی حفاظت کی دعا درِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر قبولیت کا تمغہ وصول کر رہی تھی ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
[اعلیٰ حضرت]

بلبلِ باغ مدینہ کو سُنا دے اختؔر
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات
[حضور تاج الشریعہ]

اسی شب قافلہ سالارِ عشق–سوئے ہند روانہ ہوئے۔ یہ حیاتِ ظاہری کا آخری سفرِ حرمین تھا۔ پھر حضور تاج الشریعہ کے خلیفہ وعزیز داماد مفتی شعیب رضا نعیمی اگلے رمضان میں وصال فرما گئے۔ پھر حضور تاج الشریعہ کی علالت۔ اور ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء/ ۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ کو علم وفن کا یہ آفتاب وماہ تاب متاعِ عشقِ رسول جہان میں تقسیم کرکے عازمِ خلد بریں ہو گیا ؎

اختؔر خستہ بھی خلد میں چل دیا
جب صدا دی اسے مرشدی بھی چلیں
اختؔر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

[تاج الشریعہ]

دورانِ قیامِ طیبہ امینہ ہم نے قصد کیا تھا کہ مواجہ شریف میں حضور تاج الشریعہ کے ہم راہ حاضر ہوں گے۔ ایک شب دیکھا کہ مواجہ شریف میں حضور تاج الشریعہ حاضر ہیں۔ حاضر در ہوئے۔آپ کے ہم راہ چند محبین تھے۔لیکن! ابھی چند لمحے بھی نہیں گزرے تھے کہ اژدحام جمع ہو گیا۔ایک عاشق کے دیدار کو دل کھنچے چلے آئے۔اپنے در پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عظمت دی کہ جس نے چہرہ دیکھا فِدا ہو گئے۔زیارت کی، دل بچھ گئے۔کیا شامی، کیا ترکی، کیا یمنی، کیا عربی جسے دیکھو محویت سے عاشقِ مصطفی کی زیارت کیے جا رہا ہے۔

ابھی طیبہ کی یادوں کے کئی اوراق تشنہ ہیں۔ پھر دیکھو شہر محبت سے کب بلاوا آتا ہے۔ مردانِ حق دامن بھر چلے۔ حضور تاج الشریعہ نوازے گئے۔ ایسے کہ زمانے کو نوازا۔ عطائے طیبہ ہوئی

ایسی کہ لاکھوں دلوں میں بس گئے۔ نگاہِ مفتی اعظم کی کیسی جلوہ گری تھی کہ- چمک رہا ہے اختر ہزار آنکھوں میں- بلکہ یہ تمثیل ہے۔ بلاشبہ کروڑوں نگاہوں میں چمک گئے۔ کیوں کہ انھیں موت نے حیات کا پروانہ دیا۔طیبہ کی بزم سے انھیں نوید کیسی ملی۔ سُنیے دل کے کان سے سُنیے۔کیا کہتے ہیں تاج الشریعہ ؎

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا



مفتی محمد رضا مرکزی
استاد: الجامعۃ القادریہ نجم العلوم، مالیگاؤں

حضور تاج الشریعہ کے ملفوظات

وہ محافل جو ہر جمعرات کو ازہری گیسٹ ہاؤس میں منعقد ہوتی تھیں۔الحمد للہ! جامعۃ الرضا بریلی شریف کے میرے تعلیمی نو سال میں بے شمار مرتبہ اس محفل علم و فضل میں حاضری کا شرف راقم میسر آیا اور راقم کے استاذ ماسٹر عتیق شجاع ملک سر نعت پڑھنے کے لئے مجھے مائک دے دیتے تھے اور حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں کئی مرتبہ نعت خوانی کا شرف ملا۔ ہر جمعرات کو بے شمار لوگ مغرب کی نماز رضا مسجد میں ادا کر کے فورا مہمان خانے میں آ کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔انتظار رخ تاج الشریعہ ہوتا رہتا تھا۔جیسے ہی آپ کی آمد ہوتی سب ادب سے کھڑے ہو جاتے۔راقم کی ہمت نہیں ہوتی تھی کہ استقبالیہ نعرہ لگائے اور نہ ہی حضرت کی موجودگی میں کچھ پڑھنے کی۔لیکن کرم ہو جائے تو پھر کیا کہنا۔ مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ سرکار مفتی اعظم کا کلام ''کچھ ایسا کر دے میرے کردگار آنکھوں میں'' پڑھ رہا تھا کہ حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہوگئی۔ حضرت نے کیف آگیں انداز میں فرمایا پڑھو پڑھو اور ایک شعر ''وہ نور دے میرے پروردگار آنکھوں میں'' حضرت نے اس کی کئی بار تکرار کروائی۔اور اس وقت محفل پر رقت طاری ہوگئی جب حضرت خود اس شعر کو بار بار پڑھنے لگے اور ہم لوگ بھیگی پلکوں کے ساتھ حضرت کی آنکھوں کی طرف دیکھنے لگے اور یہ سوچنے لگے کہ ''بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے''۔اس روحانی ماحول میں مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز علم و فن اور استقامت کا عزیمت کا جبل شامخ پیکر حجۃ الاسلام کا سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوتا۔ایسی ہی کئی علمی محافل کی ریکارڈنگ راقم الحروف کے

پاس موبائل (طالب علمی کے زمانے میں میرے پاس کوئی خاص موبائل نہیں تھا اور جامعۃ الرضا میں اس کی اجازت بھی نہیں تھی) میں محفوظ ہوگئی آج ماضی کے جھروکوں سے اس کی یاد تازہ ہوگئی خیال آیا کہ اس حسین یاد میں آپ سب کو بھی شریک کرلوں لہذا ریکارڈ شدہ سوال وجواب ملاحظہ کریں اور تسلی بخش جواب دینے کا انداز دیکھیں۔ ہر طرح کے سوالوں کے جواب برجستہ اور فورا دینا یہ آپ ہی کا خاصہ ہے۔ یہ محفل ابھی حضرت کے وصال سے چند سال قبل ہی سے سونی سونی ہوگئی تھی۔اب تو آپ کی آخری آرام گاہ بھی وہاں ہے جہاں زندگی میں مخلوق خدا کی دادرسی فرمارہے تھے اور آپ کا مزار مبارک قیامت تک متلاشیان حق کے دلوں کا قرار بن گیا ہے۔ مجھے ایک بات اور یاد آتی ہے حضور تاج الشریعہ ہم لوگوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''جب کوئی کتاب یاد نہ ہو یا سمجھنے میں دقت ہو تو صاحب کتاب کے مزار پر جاکر اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، ان سے استعانت چاہو'' اور ہم لوگوں نے ایسا کیا اور الحمد للہ کامیاب بھی ہوئے۔اب یہی قول مجھے بار بار رلا رہا ہے اور مضطرب وبیقرار کر رہا ہے کہ اب جو مسائل حل نہ ہو تو ان کے حل کے لئے مزار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر جانا ہوگا۔اور مجھے امید قوی ہے کہ جب دنیا میں انہوں نے فراموش نہیں کیا تو اب اور نوازیں گے یہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔انشاءاللہ آمین۔

آیئے! اب چند سوال جواب کے نمونے پڑھیئے اور اپنے پیر کامل کے علم کو دیکھئے

سوال: مردے کے غسل کے وقت اگر اس کے پیر قبلہ رو ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو اس طور پر لٹانا چاہیئے کہ منہ اس کا قبلہ کی طرف ہو یا آسمان کی طرف ہو قبلہ کی طرف (پیر کرکے) نہیں لٹانا چاہئے۔:

سوال: مردے کو قبر میں کس طریقے سے تلقین کی جائے ؟

جواب: تلقین شرعا مستحب ہے۔امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کا ذکر فرمایا ہے کہ سب سے بہتر طریقہ جو اس زمانے میں رائج ہے اہل سنت والجمات کے نزدیک دفن کے بعد مؤذن اذان کہے یہ کلمات برکت ہیں۔ کہ انہیں کلمات کو دنیا میں سنتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے اور آج بھی اب اسی کو سن رہا ہے۔جس عہد پر تم نے دنیا چھوڑا یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سوال: اشعری ماتریدی کیا ہیں؟

جواب: اشعری اور ماتریدی اہل سنت و جماعت کے دو گروپ ہیں اسی کی مناسبت سے ماتریدیہ اور اشعریہ کہا جاتا ہے۔اشعریہ امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تبارک وتعالیٰ ماتریدیہ امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ۔

سوال: جبرئیل علیہ السلام کا فرشتوں میں کیا مقام ہے؟

جواب: رسول ملائکہ میں سے ہیں جس طرح سے انسانوں میں رسول کا مرتبہ افضل ہیں اور رسول اس کو کہتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی فرشتے کے ذریعہ یا براہ راست دی یا اس کے دل میں بات ڈال دی۔رسول وہ عام انبیا سے افضل ہے۔

سوال: یہ جملے کہنا کیسا؟ اللہ کو پیارے ہو گئے۔نماز تو روزے گلے پڑ گئے اللہ تبارک وتعالیٰ کو اوپر والا کہنا وغیرہ۔

جواب: اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔یعنی جبڑ لوگ مرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ اللہ کو پیارا ہو گیا کہ اللہ نے اسے اٹھالیا اور یہاں اللہ کو پیارے ہو گئے یہ بطور فعل حسن اور امید کے طور پر ہے کہ اس نے اس کو اٹھالیا اب اللہ اس کی مغفرت فرمائے یہ مراد ہوتا ہے۔گئے نماز کو روزے گلے پڑ گئے اس کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔

نماز اور روزہ خالص اللہ کی عبادت ہے اس لئے ایسے جملے کہنے سے بچنا چاہئے۔یہ تعبیر غلط ہے کہ گئے تھے ایک کام کرنے دو دو کرنا پڑ گیا۔اور نماز اور روزے کے بارے میں ایسا لفظ استعمال کرنا تو بالکل ہی بے کار ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کو اوپر والا کہنا۔یہ جہت متعین کرنا ہے یہ اللہ کی شان کے خلاف ہے۔

سوال: ہفتہ کے دن کو سنیچر کہنا کیسا ہے؟

جواب: لوگ سنیچر بھی کہتے ہیں اور ہفتہ بھی اس میں بظاہر کوئی خرابی نہیں۔

سوال: رات میں ناپاکی ہو گئی لیکن جسم پر ناپاکی نہیں لگی تو کیا غسل فرض ہو گا؟

جواب: غسل اس صورت میں فرض ہو گا جب احتلام ہو اور مادی منویہ خارج ہو اور ایسے ہی احتلام یاد ہو اور کپڑے پر تری دیکھتا ہے تو احتیاطاً غسل کا حکم دیا جاتا ہے۔تو غسل کر لے۔

سوال: عقیقہ کے گوشت کی تقسیم کا طریقہ کیا ہے؟ کیا بچے کے والدین اس کو کھا سکتے ہیں؟

جواب: عقیقہ کے احکام وہی ہے جو قربانی کے جانور کے ہیں۔اور اس کا طریقہ بہار شریعت وغیرہ

میں موجود ہے۔اس کے بھی تین حصے کئے جائیں اور والدین بھی اپنے بچے کے عقیقے کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں ۔میں کیا عرض کروں سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے کچھ شعر پڑھوں اس سے پہلے مجھے حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ اور حضرت جامی علیہ الرحمہ کے اشعار یاد آتے ہیں۔حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فرمایا۔

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأمن كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین تر کوئی دیکھا نہیں گیا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم سا جمیل بھی کسی ماں نے نہیں جنا، ہر عیب سے بری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا گیا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسا ہی تخلیق کیا گیا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا۔

اور حضرت عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ياصاحب الجمال ويا سيد البشر
من وجهك المنير لقد نورالقمر
لايمكن الثناء كما كان حقه
بعد ازخدا بزرگ توئی قصه مختصر

یعنی اے صاحب الجمال صلی اللہ علیہ وسلم اور اے انسانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور سے چاند چمک اٹھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں، قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بزرگ ہیں۔

اور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

سوال: ہندوستان میں انٹرنس لینا کیسا ہے؟

جواب: ہندوستان ہوانگلستان کہیں بھی انٹرنس یا کہیں کے بھی آج کل کے کافروں سے یہ معاملہ ہو کہ ایک روپیہ دیکر دوروپیہ لےتو یہ سودنہیں اور دینے کا معاملہ یہ ہے کہ ان کو زیادہ روپیہ دینا ان کی مدد کرنا ہوگا اگر چہ یہ بھی سودنہیں ہے۔کہ کفارکو بےضرورت زیادہ دینا یہ ناجائز وحرام ہے۔اس لئے کہ ان کونفع پہنچانا حرام ہے۔اوراگرضرورت ہے مثلاتجارت کے لئے یا گھر کے لئے اگرلون لے رہاہےتو یہ جائز جب کہ اس بات کا یقین ہوکہ اس کووقت پر دیدیگا۔اور بینک کے زیادتی کی بات نہیں آئے گی تو اس میں مسلمان کا فائدہ زیادہ ہے اوران کا کم اس طور پراس کواجازت ہے ۔(یعنی بینک سے ضرورت کےطور پرلون لینا اورانٹرنس لینا جائز ہے جب کہ واپسی مدت معینہ میں کردے۔اگر بینک کوزیادہ دینے کی نوبت آگئی تواب یہ سودنا جائزوحرام ہوگیا)۔

سوال: اگرہندوستان کودارالسلام ماناجائےتوبینک کی سودی رقم کیسے جائزٹھہرے گی؟

جواب: یہ سوال ساقط ہےاورسائل نے اس میں سود کی بنا جائز ہونے کی دارالحرب ہونے اورنہ ہو نے پررکھیں معاملہ یہ نہیں ہے۔سائل یہ تصور کرتا ہے کہ دارالسلام میں حربی کافرموجودنہیں ہوسکتے اور جو دارالسلام میں ہوگا وہ غیرحربی ہوگا اور غیرحربی سے سود کا معاملہ جائزنہیں ،یہ مبنیٰ غلط ہے۔بادشاہوں کے زمانے میں ہندوستان دارالسلام تھا اورحضرت ملا جیون علیہ الرحمہ نے تفسیر احمدی میں جہاں یہ بتایاہدایہ کےحوالے سے کہ حربی کا مال مسلمان کے لئےجس طرح سے ملے اگر چہ عقود فاسدہ کے ذریعے سے وہ اس کے لئے خالص مباح ہے۔جب کہ اس مال کے حاصل کرنے میں غدراور بدعہدی کا ارتکاب نہ ہو یہ کافر کےساتھ بھی جائزنہیں ہے۔اورکافرحربی سے جو مال مسلمان کوحاصل یااس کی رضامندی سے ہوتواس کالینا جائز ہے،اس سلسلے میں کتب فقہاء میں ایک روایت فقہادرج کرتے ہیں۔تفسیر احمدی اوراحکام وقرآن میں نقل کرتے ہیں۔سورہ روم کے حوالہ

سے کہ اس زمانے میں دو سپر پاور تھے ایک روم اور ایران ۔ ایرانیوں نے جب رومیوں کو شکست دیدی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شرط رکھی کہ رومیوں کو غلبہ ہوگا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جو شرط تم نے رکھی ہے اس کی رقم بڑھاؤ اور یہ ایک اللہ والے کی زبان سے نکلی ہوئی بات تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر توثیق رکھ دی اور کہا کہ رقم بڑھاؤ تو یہ صورت حربی کے ساتھ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی اور رومیوں کا غلبہ ہوا۔اس سے فقہا نے مسئلہ نکالا کہ حربی کے ساتھ عقود فاسدہ کے ذریعے جو مال رقم ملے وہ جائز ہے۔ یہ رقم کی حد تک ہے اور عقد فاسد کسی سے جائز نہیں ہے۔اس سے قطع نظر اگر مسلمان کو کافر حربی سے کوئی رقم حاصل ہو سکتی ہے تو وہ اس کے لئے خالص مباح ہے اور یہ حکم اب جہاں یہ معاملہ ہو دار الحرب یا دار السلام جہاں کافر حربی کے ساتھ یہ معاملہ ہے رضا مندی سے بغیر غدر و بدعہدی کے تو یہ رقم مسلمان کے لئے مباح جائز ہے ۔اور ربا کا مطلب یہ نہیں کہ کافر دار السلام میں ہے تو اس کے ساتھ عقد ربا جائز نہیں ہے اور اگر دار الحرب میں ہے تو جائز ہے۔اور ربا کی شرط یہ ہے کہ مال معصوم ہو ہمارے دار الافتاء کے ہیڈ مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب کا ایک رسالہ ''رسالہ بینک'' شائع ہو کر آ گیا ہے اس میں اعلیٰ حضرت نے جد الممتار کے حاشیہ میں جو لکھا اس کا نچوڑ ذکر ہے اور میں نے بھی اس سوال کے جواب میں اس کا خلاصہ ذکر کر دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالحق والصواب

سوال: کیا شوہر اپنی بیوی کو سلام کر سکتا ہے؟

جواب: کچھ علاقے میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو سلام کر سکتی ہے۔

سوال: پرائز باؤنڈ حکومت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں اور اگر ہم اسے اسٹال سے خریدنے جاتے ہیں تو وہ مقررہ قیمت سے زیادہ روپیہ لیتے ہیں اور بیچنے جاتے ہیں تو قیمت سے دس روپیہ کم۔تو ایسا کیسا؟

جواب: بظاہر اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

سوال: میری والدہ کی تیس سال کی قضا نماز باقی ہے اب وہ نماز کھڑی ہو کر پڑھتی ہے تو پیٹھ میں درد ہوتا ہے۔اور وہ چاہتی ہے کہ پہلی رکعت کا قیام کھڑے ہو کر کرے اور دوسری کا بیٹھ کر کرے تو ۔کیا وہ ایسا کر سکتی ہے؟

جواب: جب تک کھڑی رہ سکتی ہے کھڑے رہ کر پڑھ سکتی ہے اور جب کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہوتو بیٹھ کرنماز پوری کر لے۔

سوال: ایک حاملہ عورت کو پیلیہ کی بیماری ہوگئی اور اگر اب وہ روزہ رکھے گی تو آنے والے بچے کو نقصان ہوسکتا ہے اور ڈاکٹر نے روزہ رکھنے سے منع بھی کیا تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اگرکسی مسلمان طبیب حاذق ماہر ڈاکٹر نے یہ کہا ہے اور واقعی ایسا ہوجائے گا تو فرض رمضان کے روزہ وہ حاملہ عورت نہ رکھے بعد میں اس کی قضا کرے۔

سوال: میری چکن کی دکان ہے چمڑی اور بغیر چمڑی کا گوشت فروخت ہوتا ہے اور بغیر چمڑی والا گوشت بنا پیٹ صاف کئے مشین میں ڈال کر بال صاف کئے جاتے ہیں ایسا کرنا کیسا؟

جواب (مشین میں ڈالنے سے پہلے) پیٹ کی گندگی کا صاف کرنا ضروری ہے۔

سوال: میں نے غیر مسلم سے ۱۰۰۰۰ روپیہ لیا اور ہر ماہ رتین سو روپیہ بیاض کے حساب سے دیتا ہوں تو میں گناہ گار تو نہیں؟

جواب: اگر حاجت شدیدہ ہے اس کے علاوہ کوئی اور دینے والا نہیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر بے وجہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔

سوال: میں نے ایک عالم سے سنا کہ حاملہ عورت کے پیٹ پر اگر انگلی سے یارسول اللہ لکھا جائے گا تو لڑکا پیدا ہوگا اور میں نے کیا اور لڑکا ہی پیدا ہوا تو کیا میرا یہ کرنا صحیح ہے؟ اور میں ایک عام آدمی ہو؟ ؟

جواب: اگر وہ آدمی اس کا محرم یا اس کا شوہر ہے، اور درمیان میں کپڑا حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سوال: کچھ سنی علماء آسان کتابوں کی طرف رہنمائی فرمادیں جس سے عقیدے کی حفاظت ہو سکے؟

جواب: بہار شریعت، کتاب العقائد (صدرالافاضل) سنی بہشتی زیور وغیرہ پڑھے۔

سوال: کیا احد، رحمٰن، صمد، سبحان، مجیب نام رکھ سکتے ہیں اور کیا ان ناموں کے آگے محمد یا احمد یا خاندانی لقب وکنیت لگانا ضروری یا صرف ان ناموں ہی سے ان کو پکارنا جائز ہے؟

جواب: احد اللہ تعالیٰ کا نام ہے دوسرے کو یہ نام رکھنا جائز نہیں رحمٰن نام بھی رکھنا دوسرے کو جائز نہیں اور صمد بھی۔ سبحان نام رکھ سکتے ہیں اور مجیب اللہ کا خاص نام نہیں ہے اسمائے مشترکہ میں سے ہے نام رکھ سکتے ہیں اور آگے پیچھے محمد، احمد اور حسین بھی لگا سکتے ہیں۔

مفتی محمد رحمت علی امجدی
شیخ الحدیث جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک

حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت عامہ

قبول فی الخلق اللہ عزّ وجل کا ایک عظیم عطیہ ہے جو وہ اپنے محبوبانِ بارگاہ کو عطا فرماتا ہے، ارشاد ہے: انّ الّذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰتِ سیجعل لھم الرحمٰن ودّا (سورہ مریم آیت، ۹۶) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت کردے گا (کنز الایمان) یعنی وہ انہیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں: انّ اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احبّ فلانا فاحبّہ قال: فیحبّہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض رواہ ابو ھریرہ (مشکوٰۃ شریف: باب الحبّ فی اللہ ومن اللہ، ص: ۴۲۵) معلوم ہوا کہ مومنینِ صالحین اور اولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے کہ حضور غوث اعظم حضرت محی الدین جیلانی، محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین دہلوی، غوث العالم حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی اور دیگر حضرات اولیائے کاملین رضی

اللہ عنہم کی عام مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہیں۔ ارشادالٰہی ہے، **الّذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ** (سورہ یونس: پ۱۱، آیت، ۶۴) وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں (کنزالایمان) بعض مفسرین نے اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے:۔حدیث میں ہے: سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا گیا اس شخص کے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں فرمایا: یہ مومن کے لیے بشارت عاجلہ ہے۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں: **عن ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ﷺ ان الرجل یعمل العمل ویحمدہ الناس علیه ویثنون علیه به فقال رسول اللہ ﷺ تلك عاجل بشریٰ المؤمن** (تفسیر ابن کثیر)۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے الٰہی اور اللہ کے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے، تفسیر رازی ج:۱۷، ص:۱۲۸ پر امام رازی "بشری" کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں: **انها عبارۃ عن محبة الناس له ایاہ وذ کرهم ایاہ بالثناء الحسن** اسی میں ہے:

عن ابی ذر قال قلت یا رسول اللہ ﷺ ان الرجل یعمل العمل ویحمدہ الناس علیه ویثنون علیه به فقال رسول اللہ ﷺ تلك عاجل بشریٰ المؤمن۔ العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثة الانبیاء (کنزالعمال، ج:۱۰، ۱۳۴) علما دنیا کے چراغ ہیں اور میرے اور انبیاء کے وارث ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ **العلماء ورثة الانبیاء یحبهم اهل السماء ویستغفرلهم الحیتان فی البحر اذا ماتوا الیٰ یوم القیامة** (کنزالعمال:۱۰، ص:۱۳۵) یعنی علما نبیوں کے وارث ہیں آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ انتقال کرجاتے ہیں تو مچھلیاں پانی میں ان کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت کرتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے: **من اثنیتم علیه خیراً وجبت له الجنّة ومن اثنیتم علیه شرّاً وجبت له النار۔** جس شخص (میت) کی تم لوگوں نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے آگ واجب ہوگئی۔ (مسلم شریف: کتاب الجنائز

؍الترغیب والترھیب)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ **اذا احب اللہ عبدا علمہ من غیر تعلم**۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو اسے بے پڑھے اور بغیر تعلم کے علم عطا فرما دیتا ہے۔ متذکرہ آیات، احادیث، تفاسیر اور اقوال علماء کی روشنی میں جب ہم غور کرتے ہیں تو اس وقت ہماری نظر بقیۃ السلف حجۃ الخلف فقیہ اسلام تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ومولانا مفتی حافظ وقاری محمد اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ پر مرکوز ہوجاتی ہے، حضور تاج الشریعہ کو منعم حقیقی نے ہندو پاک میں خصوصاً اور عالم اسلام میں عموماً وہ شہرت ومقبولیت عطا فرمائی تھی جو فی زمانہ انہیں کا حصہ تھا، جس شہر میں دیکھو ان کا چرچہ ہے، جس ملک میں جاؤ ان کی عبقریت کی دھوم مچی ہے، گلی گلی میں ان کی خوبیوں کا ڈنکا بج رہا ہے، آپ کی محبت کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے، اور ملک بیرون ملک تین کروڑ سے زائد مریدین، متوسلین، معتقدین اور سیکڑوں خلفا کا پایا جانا اور بعد وصال آپ کی نماز جنازہ میں دنیا بھر سے آئے ہوئے کروڑوں لوگوں کا شرکت کرنا بریلی و اطراف بریلی میں انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بریلی کے ہر چہار جانب کئی کیلومیٹر دور تک گاڑیوں کی قطاریں آپ کی مقبولیت، ولایت، محبوبیت اور قبول فی الخلق پر شاہد عدل ہیں اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ کا وجود مسعود مذکورہ بالا آیات واحادیث کی جیتی جاگتی تصویر اور توضیح وتشریح ہے۔

آپ کی مقبولیت پر ارباب علم ودانش کے تاثرات ذیل میں پیش ہیں۔

حضرت علامہ ارشد القادری:

اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے ایسی مقبولیت دیکھنے میں نہ آئی ایک بار حضرت کو رانچی آنا تھا، حضرت رانچی ائیر پورٹ پر اترے پھر رانچی سے بذریعۂ کار وہاں جانا تھا جہاں آپ کا پروگرام طے تھا، رانچی ائیر پورٹ پر اترنے سے قبل ہی رانچی میں ان سے ملنے کے لیے ہزاروں مئے کشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی جبکہ رانچی میں رکنا نہ تھا صرف وہاں سے گزرنا تھا مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہوجانا بڑی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہونچا

دیتی ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ:ص:۶۰۰)(راوی مفتی عابد حسین نوری: ٹاٹا)

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی جو تقریباً گیارہ سال تک بریلی شریف میں حضور مفتی اعظم کی سرپرستی میں فتاوی لکھتے رہے اور جنہیں مفتیٔ اعظم کی عمر ہی میں نائب مفتی اعظم کہا اور لکھا جاتا رہا ان کی زبانی راقم سطور نے کئی بار یہ تاثر سنا:

''حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں میں ہی حاصل ہوگئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔(تجلیات تاج الشرعہ:ص:۶۰۰)

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ بیرون ہند کسی ملک کی سیاحت کا ذکر کیا غالباً ہالینڈ کا انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک کانفرنس میں حضرت ازہری میاں ایک بڑے مجمع سے اردو زبان میں خطاب فرمارہے تھے وہ لوگ اردو زبان سے مانوس نہیں تھے اچانک مجمع کی طرف سے آوازیں گونجنے لگیں اسٹیج کے لوگوں سے ازہری میاں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ انگریزی زبان میں تقریر سننا چاہتے ہیں بعدہٗ آپ نے چند منٹ کے لیے اپنی آنکھیں بند کیں اور مراقبہ یا تصور شیخ میں مستغرق ہوئے پھر آنکھیں کھولیں اور نہایت فصیح وبلیغ انگریزی زبان میں برجستہ تقریر شروع کی اور اس زبان میں نہایت جامع پُرمغز اور دلپذیر تقریر فرمائی۔(تجلیات تاج الشریعہ)

مفتی اعظم راجستھان فرماتے ہیں:

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا آپ (حضور تاج الشریعہ) پر خصوصی فیضان ہے۔جس کی واضح نظیر یہ ہے کہ ایشیا و یورپ کی بلند آہنگ چوٹیوں پر آپ کی عظمتوں کے پرچم لہرا رہے ہیں اور آپ کی علمی جلالت و شخصی وجاہت کے آگے بڑے بڑوں کے سرخمیدہ نظر آتے ہیں۔
(تجلیات تاج الشریعہ)

حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کی ایک جھلک

۳؍ مارچ ۲۰۱۶ء کو جے ایم سٹی کالج ناسک کے وسیع وعریض میدان میں جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ ناسک کے بینر تلے ایک دینی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں جماعت رضائے مصطفیٰ وامام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کے ممبران، اراکین وعاشقان تاج الشریعہ بالخصوص اقبال خطیب، بابا خطیب اور جناب عبد الرؤف پٹیل وغیرہ حضرات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس پروگرام کی تشہیر کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت تاج الشریعہ کی اسٹیج پر تشریف آوری سے قبل فقیر راقم السطور کو خطاب کا شرف حاصل ہو رہا تھا جیسے ہی حضور تاج الشریعہ اسٹیج پر تشریف لائے کالج کا وسیع وعریض میدان مشتاقان دید سے لبالب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی آپ کی مقبولیت کی واضح نشانی ہے۔

مذکورہ نبوی ارشادات علما ومشائخ کے تاثرات آپ کی مقبولیت پر واضح دلیل ہیں۔

مگر ہائے افسوس! علوم ومعارف کا وہ سورج جو اپنی روشنی سے دنیا کو منور کر رہا تھا، ہدایت وتقویٰ کا وہ بلند مینار جو گم گشتگان راہ کے لیے نشان منزل تھا، علم واستدلال کا وہ کوہ ہمالہ جس کے سامنے بڑے بڑے محققین بونے نظر آتے تھے، گلشن رضویت کا وہ مہکتا پھول جس کی خوشبو سے مشام سنیت معطر تھی، شریعت وطریقت کا مجمع البحرین جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا، اعلیٰ حضرت کی فکر ونظر اور علوم وعرفان کا وارث وامین جس نے کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ کا چراغ روشن کیا ۲۰؍ جولائی ۲۰۱۸ء مطابق ۶؍ ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ بوقت مغرب ہزاروں، لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اس دار ناپائیدار سے دار قرار کی طرف کوچ کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

مولانا سید عارفین اصدق شہودی
خانقاہ غوثیہ اصدقیہ سہسرام روہتاس بہار

حضور تاج الشریعہ امیدِ مفتی اعظم ہند

جانشین اعلی حضرت سیدنا مفتی اعظم ہند قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے اپنے اس فرزندار جمند سے بہت امیدیں وابستہ ہیں'' جس عظیم وعبقری شخصیت سے حضور مفتی اعظم کو امیدیں تھیں اور جن کی پیشانی سے سعادت کے آثار نمایاں تھے اس عظیم اور عبقری شخصیت کا نام نامی اسم گرامی وارث علوم اعلی حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ہے۔

یہ ایک بے داغ حقیقت ہے کہ عہد طفلی سے لیکر عہد شباب پھر عہد پیری تک غرض کہ زندگی کے تمام مراحل میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ممتاز اور قابل فخر کردار ادا کیا جس سے سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بشارت مثل آفتاب روشن ہوگئی۔

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائی کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو غیر معمولی صلاحیت سے نوازا تھا، عہد طالب علمی میں آپ کی خداداد صلاحیت کا اندازہ کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جامعہ ازہر مصر میں تحصیل علم کے دوران ۱۹۶۶ء میں آپ نے کلیہ اصول الدین قسم التفسیر والحدیث کا سالانہ تقریری امتحان دیا، جس میں ممتحن نے علم کلام سے متعلق سوال کیا، اس میں آپ کے ہم سبق طلبہ جواب نہ دے سکے، ممتحن نے سوال دوہرا کر آپ کی طرف دیکھا اور جواب طلب کیا پھر آپ نے اس کا شاندار جواب دیا، ممتحن

صاحب نے پوچھا آپ شعبہ تفسیر وحدیث کے متعلم ہیں پھر بھی علم کلام میں یہ گہرائی؟ تب حضرت تاج الشریعہ نے جواب دیا میں نے دارالعلوم منظر اسلام میں علم کلام پڑھا ہے۔آپ کے علمی جواب سے وہ بہت متاثر ہوئے اور آپ کو ہم سبق طلبہ میں سب سے زیادہ نمبر دیے۔

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۱، عنوان تاج الشریعہ حیات وخدمات)

اسی طرح تعلیمی عہد میں دنیا کی ممتاز ترین یونیورسٹی سے آپ نے عظیم اور قابل صد رشک کامیابی حاصل کر کے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خواب کو شرمندۂ تعبیر فرمایا۔اس حوالے سے حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں ''نبیرۂ اعلی حضرت وحجۃ الاسلام علیہما الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دل بند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ نے عربی میں بی اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی ،حضور تاج الشریعہ نے نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبر سے پاس ہوئے۔مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلی حضرت امام اہل سنت کے جانشین کہے جائیں اللھم زد فزد''

(فتاوی تاج الشریعہ، ج ۱، عنوان تاج الشریعہ حیات وخدمات)

اپنی امید کو بارآور دیکھ کر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو کیسی مسرت اور طمانیت حاصل ہوئی ہو گی اسے حیطۂ تحریر میں لانا ایک مشکل امر ہے لیکن درجہ ذیل اقتباس پڑھ کر کسی قدر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔فارغ التحصیل ہو کر حضور تاج الشریعہ کی ہند آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب امید رضوی صاحب لکھتے ہیں'' گلستان رضویت کے مہکتے پھول ،چمنستان اعلی حضرت کے گل خوش رنگ جناب علامہ ومولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہو کر ۱۷/نومبر ۱۹۶۶ء/ ۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔بریلی کے جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین واہل خاندان علمائے کرام وطلبائے دارالعلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کی سر پرستی میں شاندار استقبال کیا اور صاحبزادہ موصوف کو خوش رنگ پھولوں کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور عقیدت کا اظہار کیا۔ادارہ حضرت علامہ ومولانا محمد

اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو کامیاب واپسی پر ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے۔

(فتاوی تاج الشریعہ ج ا عنوان تاج الشریعہ حیات وخدمات)

اس اقتباس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ تاج الشریعہ کی غیر معمولی کامیابی پر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کس قدر مسرور اور خوش تھے۔

تحصیل علم کے بعد درس وتدریس، تحریر وتقریر، دعوت وتبلیغ کے میدان میں حضور تاج الشریعہ قدم رنجہ ہوئے تو ایک عظیم مدرس، ایک عظیم مفتی، ایک عظیم مقرر، ایک عظیم محرر، ایک عظیم مبلغ ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ آپ علم وفضل میں اعلی حضرت اور مفتی اعظم کے کامل وارث اور عکس جمیل تھے۔ مفتی محمد یونس رضا صاحب تاج الشریعہ کے علوم وفنون کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں" حضور تاج الشریعہ مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے (۱) علوم قرآن (۲) اصول تفسیر (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) اسماء الرجال (۶) فقہ حنفی (۷) فقہ مذاہب اربعہ (۸) اصول فقہ (۹) علم کلام (۱۰) علم صرف (۱۱) علم نحو (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بدیع (۱۴) علم بیان (۱۵) علم منطق (۱۶) علم فلسفہ قدیم وجدید (۱۷) علم مناظرہ (۱۸) علم الحساب (۱۹) علم ہندسہ (۲۰) علم ہیئت (۲۱) علم تاریخ (۲۲) علم مربعات (۲۳) علم عروض وقوافی (۲۴) علم تکسیر (۲۵) علم جفر (۲۶) علم فرائض (۲۷) علم توقیت (۲۸) علم تقویم (۲۹) علم تجوید وقراءت (۳۰) علم ادب (۳۱) علم زیجات (۳۲) علم خطاطی (۳۳) علم جبر ومقابلہ (۳۴) علم تصوف (۳۵) علم سلوک (۳۶) علم اخلاق" (فتاوی تاج الشریعہ، ج ا، عنوان تاج الشریعہ حیات وخدمات)

مذکورہ اقتباس سے معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم کی بشارت اور امید اپنی تمام تر عظمتوں کے ساتھ مسند نشیں ہوئی اور حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ جلیل القدر مفتی، عظیم الشان فقیہ اور پاکیزہ نفس شیخ طریقت کی حیثیت سے مسند مفتی اعظم پر جلوہ گر ہوئے اور علما عرب وعجم سے اپنی عظمتوں کا خراج وصول کیا۔

چون (۵۴) سال تک حضرت تاج الشریعہ نے دین وسنیت کی عظیم خدمت انجام دی۔ آہ دین وسنیت کا وہ عظیم خادم کہ جن کے دم قدم سے اہل سنت وجماعت میں بہار تھی وہ اب ہمیں تنہا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ پورا عالم اسلام حضرت کے وصال پر ملال پر سوگوار ہے۔ آپ کا

انتقال نہ صرف خانودۂ رضویہ کا خسارہ ہے بلکہ عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔میں خانقاہ غوثیہ اصدقیہ کے تماوابستگان کی طرف سے حضرت مولانا عسجد رضا صاحب زید مجدہ کوتعزیت پیش کرتا ہوں۔

ثقہ لوگوں سے معلوم ہوا کہ وقت وصال حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ زبان مبارک سے اللہ اللہ کا ورد فرمارہے تھے اوراس کلمہ توحید پر آپ کی روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی۔اس مقام پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تحریر کردہ شعر جوخود تاج الشریعہ کی حیات طیبہ کا عکاس ہے ان کے حضور بطور خراج پیش کرتا ہوں۔

من مات یقول اللہ

ذاك الخالد محیاہ

اللہ تبارک وتعالی اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی قبر مبارک پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اورآپ کی مسند کا فیض جاری و ساری فرمائے اوراہل خانہ اورتمام اہل سنت کوصبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ و صحبہ اجمعین۔

مفتی محمد افتخار احمد رضوی مصباحی
استاد و مفتی: دار العلوم شاہ عالم، گجرات

حضور تاج الشریعہ اور عزیمت پر عمل

مبسملا حامدا ومصلیا ومسلما

عزیمت سے مراد وہ احکام ہیں جو ہم پر ابتدائی یعنی عوارض کی طرف نظر کیے بغیر فی نفسہ لازم ہیں۔ جیسے بیماری سفر وغیرہ دیگر عوارض سے قطع نظر مطلقا روزہ رکھنے کا حکم عزیمت ہے۔

اور متکلمین میں کسی عذر کے پائے جانے کی وجہ سے مشکل کام کو آسانی کی طرف پھیر دینا رخصت ہے۔ مثلا رمضان المبارک کے مہینے میں کوئی بیمار یا مسافر ہو تو اسے اس بات کی رخصت ہے کہ ابھی روزے ترک کر دے اور بعد میں رکھ لے۔

عذر کی وجہ سے رخصت کے باوجود بہت سی صورتوں میں عزیمت پر عمل کرنا ہی افضل ہے۔ اور اللہ عزوجل کے بندوں میں کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جو معذوری ومسافری جیسے دوسرے مشکل حالات میں بھی افضل طریقہ یعنی عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔

علماء اور مجتہدین خود تو عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور حدیث پاک "**یسروا ولا تعسروا**" (بخاری ومسلم) (یعنی آسانی پیدا کرو اور دشواری میں نہ ڈالو) کے مطابق عوام کو رخصت کا راستہ ہی بتاتے ہیں فتاویٰ رضویہ میں ہے: مجتہد کے اجتہاد میں کسی فعل کا جواز آنا اور بات، اور خود اس کا مرتکب ہونا اور بات یہ اساطین دین الٰہی بار بار عوام کے لئے رخصت بتاتے اور خود عزیمت پر عمل کرتے۔ سیدنا امام اعظم امام الائمہ سراج الامہ کاشف الغمہ مالک الازمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نبیذ کو دیانۃ حرام نہیں کہتا لیکن مروۃ اسے پیتا نہیں ہوں۔ (ترجمہ)''

ان کے شاگرد کے شاگرد محمد بن مقاتل رازی کہتے ہیں: ''اگر تمام دنیا مجھے دیدی جائے تو میں نشہ آور چیز یعنی تمر اور زبیب کا نبیذ نہ پیوں گا، اور اگر مجھے تمام دنیا عطا کردی جائے تو میں اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا۔ امام بخاری نے خلاصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (ترجمہ)'' (فتاویٰ رضویہ مترجم۔ ج:۱۰، ص:۱۹۷) لیکن آج کی دنیا داری اور مادہ پرستی کے گئے گزرے ماحول میں جب کہ ہر خاص وعام، دنیوی مفاد، مال ومتاع، عیش پرستی وتن آسانی، نام ونمود، جاہ وحشمت اور عزت وشہرت کے حصول کے لئے کوشاں ہیں، اوران مفادات کے لئے کچھ بھی کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں بلکہ سب کچھ کر گزرتے ہیں، ہر رکاوٹ کا سامنا کرتے ہیں اور دور کر کے آگے ہی بڑھتے جاتے ہیں، یہاں تک اگر اسلامی اصول وضوابط بھی آڑے آئیں تو کھلا دنیا دار تو ان کو صاف فلانگ جاتا ہے، لیکن اپنے آپ کو سب سے بڑے دین دار کہلانے والے حضرات بھی ان حدود وقیود کے پاس اپنے قدم نہیں روکتے بلکہ حدیث پاک ''یسروا ولاتعسروا'' کا سہارا لے کر اسلامی اصول وضوابط کی خود اپنے مفادات کے مناسب غلط تاویل وتوضیح کر کے ان اصول وضوابط کو کنارے میں کردیتے ہیں اور آگے بڑھ کر اپنے مفادات کو بہر حال حاصل کر لیتے ہیں۔ سوائے علمائے مخلصین وخاشعین کے جو اپنے مفادات کے لئے نہیں بلکہ عوام کے لئے رخصت کا راستہ بیان کرتے ہیں۔

آئے دن ایسے افراد کے تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جو اپنے ہر مقصد اور اپنی ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی بات اور من گڑھت دلیل بنا لیتے ہیں۔ اور رہی سہی کسر شریعت کے مخالف، طریقت کے مدعی پیروں فقیروں نے پوری کردی۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے بہت اچھی بات کہی تھی۔ ع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

حالانکہ اسلام کو اس طرح سمجھنا جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا، اور صحابۂ کرام وتابعین عظام نے سمجھا بہت ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم به فقد اهتدوا''۔ ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے۔ (البقرہ۔ آیت: ۱۳۷)

اپنی عقل وفہم اور لغات کا سہارا لیکر دین کو اپنی مرضی اور اپنے مفادات کے مطابق سمجھنا گمراہی ہے۔قرآن مجید میں ''اصحاب سبت'' کا قصہ موجود ہے، یہ وہ قوم تھی جو اللہ تعالیٰ سے حیلے بہانے کرتی تھی ،اس کے سبب ان پر جو عذاب نازل ہوا، وہ بلاشبہ آج کی امت کے لئے سبق کی حیثیت رکھتا ہے ۔قرآن میں ہے:''ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت کونوا قردۃً خٰسئین'' ۔ ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہوجاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔

(سورۃ البقرہ۔آیت:۶۵)

مذکورہ بالا مادہ پرستی کے ماحول میں جب کہ شرعی اصول وضوابط میں من چاہی تاویل وتوضیح کرنے والے حضرات غلط تاویلوں کے ذریعے شرعی احکام کی اصلی صورت مسخ کرنے میں مصروف ہیں ، یہاں تک کہ ان کی تاویل نے مسلم کفریات کو ایمان اور بہت سے اہم وضروری عقائد کو غیر ضروری قرار دیدیا ہے۔ پروفیسر طاہر القادری اور مولوی ناصر رامپوری جیسے لوگ غلط تاویل وتوضیح کے میدان میں اپنا کرتب خوب دیکھا رہے ہیں۔

ان جیسی غلط تاویل وتوضیح کے طوفان اور سیلاب کو روکنے والا سب سے بڑا ''بَند'' پیرومرشد فخر ازہر،فخر اہل سنت وجماعت شیخ الاسلام والمسلمین ، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکت وبارعب تھی ۔آپ نے غلط تاویل کرنے والوں کی سخت گرفت فرمائی، آپ کی حق گو، بے باک اور بارعب شخصیت نے بھی انہیں خوب خوفزدہ محبوس ومقید رکھا تھا۔

اورآپ نے پوری دیانت داری کے ساتھ بغیر کسی غلط تاویل کے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور آخری دم تک اسی طریقہ پر قائم رہے،اور جو احکام دوسروں کو بغیر بتائے خود بھی ان پر پورے طور پر عمل پیرا رہے، بلکہ اور آگے بڑھ کر رخصت کے بجائے عزیمت کے افضل طریقے کو اپنی زندگی کا لازم العمل دستور بنالیا تھا۔

بہار، پورنیہ، بائسی کے ایک گاؤں جھواں ٹولی کی بات ہے،: میرے بچپن کا زمانہ تھا، حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارشاد کی غرض سے محمد قاسم نامی ایک شخص کے گھر تشریف لانا تھا، قاسم کے کئی

گھر تھے، مرد حضرات برآمدے اور آنگن میں بیٹھے تھے، لیکن محلہ کی تمام عورتوں کو پہلے ہی گھر کے اندر داخل کروادیا گیا تھا، اس کے باوجود جب تاج الشریعہ کی آمد ہوئی تھی تو گھر کے باہر سے تاج الشریعہ کے نشست گاہ تک کپڑوں کی اونچی دیواروں کی گلی بنائی گئی تھی، جس گلی کے لئے بہت سے حضرات کپڑوں کی دیوار بنائے کھمبوں کی طرح کھڑے تھے، تاکہ تاج الشریعہ پر کسی عورت کی نگاہ نہ پڑ سکے۔ وہ منظر آج بھی میری نگاہوں میں ہے، اور یقیناً تاج الشریعہ کے حکم ہی سے ایسا کیا گیا ہوگا۔

علم وہنر، فقہ وفن، شریعت وطریقت، تصوف وروحانیت، عمل واستقامت، اور تقویٰ و طہارت کا وہ بحر بیکراں ہماری طرف سے اپنا رخ موڑ کر آخر ہمیں داغ مفارقت دے گیا، حالانکہ ہمیں ان کی بہت سخت ضرورت تھی اور بحر وبر سب ان سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

تاج الشریعہ رب کے محبوب تھے اور مخلوق خدا کی ضروت تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی تھی، حیات میں مقبولیت تو دکھتی ہی تھی، لیکن وصال کے بعد حد ہو گئی، جنازے میں مخلوق خدا کی جو بھیڑ جمع ہوئی تھی اس کی مثال کم سے کم برصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی ہے۔ دنیا بھر کے احباب کے علاوہ ملک ہندوستان کا کوئی گاؤں، کوئی شہر، کوئی قصبہ اور کوئی قریہ ایسا نہیں تھا جہاں سے مریدین ومعتقدین کثیر تعداد میں بریلی شریف نہ پہنچے ہوں، اور مجموعی تعداد کا شمار تو محالات میں سے تھا۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعاء کرتا ہوں کہ وہ تاج الشریعہ کے خاندان والوں اور تمام اہل سنت وجماعت کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے! اور فخر ازہر کو جنت میں اعلیٰ مقام اور اہل سنت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے! آمین بجاہ سیدنا النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم!

وطن: سگوا مہانندپور عرف جھواں ٹولی، پوسٹ پرانا گنج، تھانہ بائسی، ضلع پورنیہ بہار۔
ملازم: افتاوتدریس دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد گجرات۔

علامہ سید علیم الدین اصدق مصباحی
بانی: دارالعلوم غریب نواز، ساؤتھ افریقہ

حضورتاج الشریعہ کا انتقال ایک عہد کا خاتمہ

شاعر کا شعر ؎

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی المعروف ازہری میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ پر مکمل طور سے منطبق ہوتا ہے۔ یقینا آپ علم وعمل میں، تقویٰ وطہارت، اور شریعت وطریقت کے ایسے آفتاب تھے کہ جس کی ضیاء بار کرنوں سے اکناف عالم منور تھا۔ آپ نے تبلیغ دین متین کیلیے پوری دنیا کا سفر فرمایا۔ جس راہ سے گزرے ہزار ہا گم گشتگان راہ ہدایت پر آگئے، جہاں خیمہ زن ہوئے عقیدہ وعمل، شریعت وطریقت اور عشق وعرفان کی شمع فروزاں ہوگئی۔

شمع کی طرح جئیں بزم گہہ عالم میں
خود جلیں دیدہ اغیا رکو بینا کر دیں

جس طرح چودھویں صدی ہجری کے اندر سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنھما کا نام فہرست علما ومشائخ میں نمایاں نظر آتا ہے بلا مبالغہ موجودہ صدی میں حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام نامی اسم گرامی فہرست علما و مشائخ میں ممتاز دیکھائی دیتا ہے۔ حضورتاج الشریعہ علوم اعلی حضرت کے کامل وارث، سرکار مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین، جماعت اہل سنت کے عظیم رہبر وقائد، صاحب تقوی ومرجع فتوی عالم ربانی، شریعت وطریقت کے بدر کامل اور کثیر

المریدین شیخ طریقت تھے۔اس وقت عالم اسلام کی سب سے معروف شخصیت میں آپ کا شمار تھا۔عرب وعجم کے علما ومشائخ کو آپ کے علم وعمل، فضل وکمال اور فقہ وفتویٰ پر مکمل اعتماد تھا۔آپ کی ذات والاشان سے سنیت نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہندوستان بھی بے حد مضبوط تھی۔

اللہ رب العزت نے احقاق حق وابطال باطل کا جذبہ صادق بطور خاص آپ کو ودیعت فرمایا تھا۔مسلک حق مسلک اہل سنت وجماعت کے معتقدات ومعمولات کی تائید اور فرق باطلہ کی تردید آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔جماعت اہل سنت میں بھی اگر آپ کوئی خلاف شرع امور دیکھتے تو عوام ہوں کہ خواص بروقت برمحل اس پر گرفت فرما کر ایضاح مسئلہ شرعیہ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ ۲۰۱۰ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ دارالعلوم قادریہ غریب نواز ساؤتھ افریقہ کے وسیع وعریض احسن العلما ہال میں خطاب فرمارہے تھے۔آپ نے اپنے عربی خطبہ میں آیت درود کی تلاوت فرمائی، اثناء تلاوت کسی نے نعرہ لگایا۔عربی خطبہ مکمل فرما کر حضور تاج الشریعہ نے مسئلہ شرعی کی جو وضاحت فرمائی وہ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ”میں نے آیت درود پڑھی ابھی وہ پوری نہیں ہو پائی تھی کہ کچھ حضرات نے اس آیت کی تلاوت کے دوران کوئی نعرہ لگایا۔اس سلسلے میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت جب شروع ہو تو شروع سے لیکر کے ختم تک یعنی قاری کی تلاوت جب تک ختم نہ ہو سننے والوں کے اوپر چپ رہنا اور خاموشی سے سننا یہ فرض ہے۔آیت درود کا بھی یہی حکم ہے جب آیت درود پوری ہو جائے تو اس کے بعد درود شریف پڑھیں یا جو بھی ذکر زبان سے کریں اس کی اجازت ہے۔ دوران تلاوت اس کی اجازت نہیں ہے کہ کوئی slogan یا کوئی نعرہ یا کوئی آواز دوران تلاوت نکالی جائے۔قرآن کریم کا ارشاد ہے ”اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون“ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سننے کے لیے پہلے سے مستعد رہو اور اس کو اس کی تلاوت کے دوران خاموش رہو اور اس کو سنو ”لعلکم ترحمون“ تاکہ تمہارے اوپر اللہ کی رحمت ہو۔[خطاب تاج الشریعہ ۲۰۱۰ء دارالعلوم قادریہ غریب نواز]

تاج الشریعہ کے درج بالا خطاب کے تمام جملے اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ حق کی ترویج و اشاعت، دینی مسائل کی حفاظت وصیانت اور نظام مصطفی علیہ التحیہ والثنا کے نفاذ کے جذبۂ صادق

سے سرشار تھے۔

سیدی وسندی تاج الشریعہ مجھ خاکسار سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے، جب بھی ساؤتھ تشریف لاتے مجھ حقیر کو یاد فرماتے تھے، میں حاضر بارگاہ ہوتا تو قریب فرماتے، راز و نیاز کی باتیں کرتے، بوقت رخصت نذر و نیاز پیش کرتا تو مسکرا کر پیار بھرے لہجے میں فرماتے ''ارے بھائی آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں'' میری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اکثر اہل محفل سے فرماتے کہ میں مولانا سید علیم الدین صاحب کو ساوتھ افریقہ سے پہلے جب یہ تنزانیا میں تھے تب سے جانتا ہوں اور ان کی دینی خدمات کا معترف ہوں۔ حضور تاج الشریعہ دارالعلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساوتھ افریقہ کے اجلاس میں متعدد بار مجھ خاکسار کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی آپ جب لیڈی اسمتھ ساوتھ افریقہ نزول اجلال فرماتے تو دارالعلوم ضرور تشریف لاتے تھے۔ دارالعلوم کا نظم ونسق اور نصاب تعلیم ونظام تربیت دیکھ کر بے حد خوش ہوتے اور دعائیں دیتے تھے۔

دارالعلوم کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے دارالعلوم قادریہ غریب نواز کے تئیں اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ''الحمدللہ دارالعلوم قادریہ غریب نواز کی خدمات کو میں کئی سالوں سے اپنی آنکھوں سے دیکھتا آ رہا ہوں یہاں سنیت کا جو کام ہو رہا ہے وہ اپنی نوعیت کا بالکل ممتاز اور منفرد کام ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس طرح سے دارالعلوم قادریہ غریب نواز بھی سنیت کا ایک نشان اور symbol ہے۔ مولانا سید علیم الدین قادری مصباحی صاحب نے اس طور پر یہ ادارہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ قائم رہے اور اس کی branches پورے ساوتھ افریقہ میں پھیلیں اور مسلک اہل سنت و جماعت پر استقامت اور firmnes کے ساتھ لوگ اس سے اٹیچ رہیں اور اس کے publication میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اور یہ ادارہ قائم رہے اور ترقی کرے۔ میں جہاں بھی solid کام دیکھتا ہوں مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ دارالعلوم میں دین وملت کا منفرد اور ممتاز کام انجام پا رہا ہے۔ اور میں مولانا سید علیم الدین مصباحی صاحب کو اب سے نہیں جب یہ تنزانیا میں تھے میں نے وہاں بھی ان کے نمایاں خدمات کو دیکھا اور یہاں بھی ان کے خدمات کو دیکھتا ہوں۔ بڑی خوشی ہوتی ہے۔ میری یہ advise ہے یہاں کے سنیوں اور یہاں کے ذمہ دار علما سے کہ آپ حضرت مولانا سید علیم الدین صاحب کی اس دینی

خدمت میں معاون رہیں۔ اللہ تبارک وتعالی اس دار العلوم کو قائم رکھے اور ہمارے دلوں میں سرکار ابد قرار جناب احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بیش از بیش فرمائے‘‘

[خطاب تاج الشریعہ ۲۰۱۰ء دار العلوم قادریہ غریب نواز]

حضور تاج الشریعہ کے مندرجہ بالا کلمات خیر دار العلوم کے تئیں ان کے اخلاص ومحبت اور قلبی لگاؤ کے ساتھ ساتھ جذبۂ خدمت دین اور اصاغر نوازی کا بین ثبوت ہے۔ ڈاکٹر محمد منصور معینی جوہنس برگ سے تاج الشریعہ کے انتقال کی اندوہناک خبر موصول ہوئی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑا اور دل ودماغ کا عالم زیر وزبر ہوگیا، بمشکل آیت استرجاع تلاوت کرسکا۔ یقینا حضور تاج الشریعہ کا انتقال علم وعمل، فضل وکمال اور فقہ وافتا کے عہد کا خاتمہ ہے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈھنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

مفتی محمد انوار القادری
شیخ الحدیث و پرنسپل دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام جھارکھنڈ

حضور تاج الشریعہ عدیم المثال عبقری

شمع بزم اہلسنت، اختر برج ولایت، منبع رشد وہدایت، رہبر راہ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام جگر گوشۂ مفسر اعظم، جانشین مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کی علمی وعملی بے شمار یادگاروں میں ایک زندہ و پائندہ یادگار جامعۃ الرضا بریلی شریف ہے، جو آپ کی محنت شاقہ سے وجود میں آیا۔ حضور تاج الشریعہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی چلتی پھرتی کرامت تھے۔ ان کے علم سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا علم جھلکتا تھا، ان کے عمل سے مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ ان کے فکر سے فکر رضا کی خوشبو آتی تھی۔ ان کی خلوت وجلوت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خلوت وجلوت کا نمونہ تھی۔

امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح میں لکھا ہے: کہ کسی بزرگ کو خواب میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، عرض کیا حضور! ہم آپ سے ملنا چاہیں تو آپ ہمیں کہاں ملیں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”عند علم ابی حنیفه“ ابوحنیفہ کے علم کے پاس، اس چھوٹے سے ایمانی واقعہ کے تناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ: شیدائیان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اگر انہیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے علمی ملاقات کا شوق مہمیز کرے تو انہیں چاہیے کہ وہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے گلشن کتب کی سیر کریں، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے سطر سطر میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

کا علمی جلوہ نظر آئے گا، اس لئے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے علم وفکر، حکمت ودانائی، طہارت وپاکیزگی، حلم وبردباری خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا صبر وقناعت صداقت واستقامت، زہد وتقویٰ اور اخلاق حسنہ کے مظہر اتم اور عکس جمیل تھے۔

حضور تاج الشریعہ کی رحلت عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محبان اہل بیت اطہار اور اہل سنت وجماعت کے لئے ایک عظیم سانحہ تھا جس پر یہ شعر صادق آتا ہے

ہائے گل چیں تجھ سے کیا ہی خوب نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

لکھتا جاؤں تو قلم رکے گا نہیں اور پھر بھی ان کی خدمت اور نوازشوں کے اعتراف کا حق ادا نہ ہو سکے گا، اس دعا کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند کرے، اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور بروز قیامت شفاعت رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مولانا محمد عمران رضا رضوی
متخصص فی الفقہ : امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

حضور تاج الشریعہ اور علمائے عرب

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم، شہزادۂ حجۃ الاسلام، مرشد برحق، مخزن علم وحکمت، معدن رشد وہدایت، رہبر راہ شریعت وطریقت، منبع کشف وکرامت، مقدائے اہل سنت، امیر اہل سنت، پرتو جمال غوث اعظم، وارث علوم مجدد اعظم، نور نگاہ مفتی اعظم، نائب رسول اعظم، شان مسلک اعلیٰ حضرت، جان مرکز اہل سنت، چشم وچراغ خانوادۂ رضویت، گل گلزار قادریت، آبروئے اہل سنت، وقار عشق ومحبت، صاحب فضل وکمال، پیکر حسن وجمال، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر، فاتح ممالک کثیرہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ ان نفوس قدسیہ میں سے ایک ہیں جنہیں پروردگار عالم نے گوناگوں خوبیوں سے مالا مال فرمایا ہے، آپ فضل وکمال کے روشن مینار، اہل سنت کے معمار، علوم وفنون کے بحر ناپیدا کنار، دین وسنیت کے علمبردار تھے۔

خلاق عالم نے آپ کو غیر معمولی ذہانت وفطانت، پاکیزہ سیرت، کمال تقویٰ وطہارت، اخلاص وللٰہیت سے بہرہ ور فرمایا تھا، آپ نے خداداد صلاحیت ولیاقت سے تقریبا ۳۶؍علوم وفنون پر مہارت تامہ حاصل کیا، جن کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ اپنے زمانے کے ایسے عبقری عالم ربانی تھے، جن کے دل میں اللہ تعالیٰ علم وعرفان القا فرمادیتا تھا، وفور علم کی جلوہ سامانی کا عالم یہ تھا کہ سوال چاہے جس فن کا ہو، مسائل چاہے جس قسم کے ہوں جس وقت اور جہاں کہیں آپ سے دریافت کیا جاتا آپ فوراً فی البدیہہ اس کا جواب ارشاد فرماتے، آپ کا قول میدان تحقیق میں قول

فیصل کی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا، بڑے بڑے صاحبان فضل وکمال، فصحائے عرب وعجم آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرتے اور اپنے الجھنوں کا حل حاصل کیا کرتے تھے، گویا آپ پوری دنیائے اہل سنت کے لیے شریعت وطریقت کے ابر کرم تھے جس کے سایہ تلے ہر کوئی چین وسکون کی سانس لیا کرتا تھا، یہ سب اللہ عزوجل کی اکرامات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات کے جلوے تھے جن کا مظہر کامل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات تھی، موضوع کے مطابق میں اس وقت صرف علمائے عرب کی نظر میں آپ کے تفوق وبرتری، علمی شان وشوکت، فکری سربلندی اور امتیازی خوبیوں کو ظاہر کروں گا، جس سے آپ بخوبی اندازہ لگاسکیں گے کہ آپ کی عظمت کا پھریرا نہ صرف ہندوستان ہی میں سایہ فگن تھا بلکہ بیرون ممالک میں بھی پورے آب وتاب کے ساتھ لہرا رہا تھا، جب آپ کی عربی تصانیف وتراجم علماء عرب کے ہاتھوں میں پہنچیں اور انہوں نے ان کا مطالعہ کیا اور تقریظیں لکھیں، جن میں انہوں نے تاج الشریعہ کو بڑے ادب سے بڑے بڑے القاب وآداب سے یاد کیا ہے ملاحظہ کریں ان کی تقریظات مبارکہ کے وہ اقتباسات جو القاب وآداب پر مشتمل ہیں۔

(۱) حضرت علامہ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع حمیری عمید كلية الامام مالك للعلوم الشريعه دبئ آپ عرب دنیا کے مرجع عوام وعلماء عالم وفاضل ہیں اور دبئ حکومت کے وزیر اوقاف رہ چکے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

"فقد اطلعت علىٰ حاشية الشيخ العارف بالله المحدث محمد اختر رضا الحنفي القادري الازهري الخ"

(۲) حضرت علامہ سید عبداللہ بن محمد بن حسین بن فدعق ہاشمی مکی، آپ مکہ معظّمہ کے شیخ اور عالم وفاضل ہیں علامہ شیخ علوی مالکی علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں عرب علماء میں اونچی شان کے مالک ہیں آپ فرماتے ہیں:

"فضيلة الامام الشيخ محمد اختر رضاخان الازهري المفتي الاعظم في الهند الخ"

(۳) حضرت علامہ ابومحمد شیخ موسیٰ عبدہ یوسف اسحاق مدرس الفقہ والعلوم الشریعہ ونسابۃ الاشراف

الاسحاقیہ الصومالیہ، آپ صومالیہ کے بڑے عالم اور استاذ ہیں تحریر فرماتے ہیں:

’’حفیدہ (امام اھلسنہ) الازھری الاستاذ الاکبر تاج الشریعہ فضیلۃ الشیخ محمد اختر نفعنا اللہ بعلومہ وبارك فیھا۔

(۴) حضرت علامہ شیخ واثق فواد عبیدی مدیر ثانویہ شیخ عبدالقادر کیلانی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

وفق اللہ شیخنا الجلیل صاحب الردالقاطع ،مرشد السالیکن المحفوظ برعایۃ رب العالمین العالم الفاضل محمد اختر رضا خان الحنفی القادری الازھری وجزاہ خیرما یجازی عبدا من عبادہ،، الخ

(۵) حضرت شیخ جمال عبدالکریم الدبان مفتی دیار عراقیہ بغداد آپ بغداد کے مفتی اور بڑے رتبے کے عالم ہیں رقمطراز ہیں:

’’وقد منع نظری وسبح فکری فیما کتبہ الامام العلامہ القدوۃ صاحب الفضیلۃ الشیخ محمد اختر رضا القادر ی الحنفی ادامہ اللہ وحفظ ونفع المسلمین ببرکتہ۔

(تجلیات تاج الشریعہ، ص:۵۹۷/۵۹۸)۔

(۶) فضیلۃ الشیخ محمد انس حموی سوری مقیم سعودیہ عربیہ لکھتے ہیں:

’’ان اکرم اللہ تعالٰی سیدی العارف باللہ الشیخ محمد اختر رضا القادری وبتوفیق منہ سبحانہ، لیکون احدً من ولج ھذہ الحدیقۃ الغناء والواحۃ الجمیلۃ، بصناعتہ الادبیۃ، وفکرتہ العلمیۃ والروحیۃ، والتی جاء ت متمیزۃ بشمولھا کل الوان العلوم والمعارف بداء بعلوم اللغۃ العربیۃ،امتدادا بسائر العلوم المعروفۃ والمعھودۃ (علم العقیدۃ،وعلم الفقہ،واصولہ،وعلوم القران، وعلم السیرۃ النبویۃ ،وعلم الحدیث ،والتراجم، وعلم الاحسان، (الرقیق)وانتھاء بعلم السلوك والتربیۃ والتزکیۃ

والتی مجالها :(النفس والروح والقلب والسر)جزاه الله عنا وعن جميع المسلمين خيرا واعلیٰ مقامه ،ورفع قدره ومنزلته الیٰ مرتبة المعية مع الحبيب المصطفیٰ صلى الله عليه واله وسلم فی کل العوالم آمين مع الانبياء والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا انه سبحانه جواد كريم

هذا؛وانی اذا الهمنی الله ما قلت احب فی الختام ان اقدم لجنابه الشريف سيدی وشيخی العارف بالله فضيلة الشيخ محمد بن احمد اختر رضا القادری۔ کامل وتقديری واحترامی واجلالی،لما شرفنی بالقيام بمراجعة هذاالسفر العظيم باذن من سيادة وسعادته والذی اسماه:(الفردة فی شرح البردة)ثم لما اکرمنی الله تعالیٰ به من فوائد کثيرة ومعلومات جليلة وافاق سديدة فی مجال علم ،العقيدة ،والفقه،وعلم الرقائق والسلوك والتربية والتزکية،التی صقلتنی وازاحت عنی الکثير من الاخطاء واللبس فی المعلومات مما تراکم عندی عبر ازمنة عجاف، وفتن، وممارسات معلولة فجاء ت قرائتی لهذ الموسوعة والتمحيص فی مضمونها بلسما شفاء للقلب والروح والعقل وتزکية لنفسی فی کل اطوارها“

(۷) شیخ یوسف بن محمد ادریس حسنی حسینی بیروتی لبنان تحریر فرماتے ہیں:

”کيف لا هو ازهری عالما محققا نظارا لغويا اصوليا مفسرا محدثا متفننا بالعلوم قاديا نفع الله به العباد والبلاد فهر کالقطر اينما نزل نفع باذن الله“

مذکورہ بالا اقتباسات میں اپنے اپنے وقت کے عرب ممالک کے شیخ ومحقق، مدبر ومفکر، علماء ومشائخ نے حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری نور اللہ مرقدہ کو مندرجہ ذیل

القابات وخطابات سے یاد کیا ہے۔

☆عارف باللہ☆ محدث ☆مفتی اعظم ہند☆امام☆ شیخ ☆ تاج الشریعہ☆ فضیلۃ الشیخ ☆ شیخ جلیل ☆ مرشد السالکین ☆ علامہ☆ قدوہ ☆ شیخ الہند☆ شیخ الشیوخ ☆ محقق ☆ نظار ☆ لغوی ☆ اصولی ☆ مفسر وغیرہ وغیرہ

معلوم ہوا حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ القابات وخطابات کے حسین جامع کامل تھے۔

افسوس !علم وآ گہی کا یہ نیر تاباں ،فضل وکمال کا بدر منیر، باریک بیں محقق ،نکتہ رس مدقق ، بلند پایہ فقیہ، نادر الزمان قاضی اسلام ،شریعت وطریقت کا مجمع البحرین، خانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ، علوم اعلیٰ حضرت کے وارث وامین ،تاجدار اہل سنت کے سچے جانشین اپنی حیات مستعار کی ۷۸/ویں بہار پوری کر کے ۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بعد نماز عصر لبہائے مبارک پر تکبیر کی سوغات لئے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ،انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۸/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ بروز اتوار لاکھوں سوگوار مریدین ،معتقدین ،متوسلین علما ،فضلا ،فقہا ،صوفیا نے نماز جنازہ میں شرکت کی ،جانشین تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا خان قادری برکاتی کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی اور اسی دن از ہری گیسٹ ہاوس نزد درگاہ اعلیٰ حضرت میں آسودۂ خاک ہوئے، اللہ تعالی جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے ،درجات میں بلندی عطا فرمائے اور ان کے فیوض وبرکات سے سب کو مالا مال فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم

مولانا خواجہ محمد فصیح الدین خطیب قادری
متخصص فی الفقہ: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

حضور تاج الشریعہ اور علماء مشائخ کے تاثرات

جو قوم اپنے محسنوں کے نقوش پا سے اپنے دل و دماغ کو جلا نہ بخشے، ان کی راہوں پر چلنے سے صرف نظر کرے، ان کی پاکیزہ زندگیوں سے اکتساب فیض نہ کرے، انہیں بھول جانے کی حماقت میں مبتلا ہو، وہ بہت جلد صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہے۔ جن بزرگوں نے ہمیں اسلام کی تبلیغ و تشہیر کی راہیں سمجھائیں، اپنے علم و عمل سے نیکیوں کے فروغ کے طریقے سکھائے، ایسے جلیل القدر صاحبان علم کی تعلیمات کو عام کرنا ہماری ملی زندگی کے لیے آب حیات کا کام دے گی اور اس میں کوتاہی سم قاتل کا درجہ رکھتی ہے۔ انہیں مقدس نفوس میں وارث علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشینِ مفتیٔ اعظم صاحبزادے مفسر اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا قادری المعروف ازہری میاں نور اللہ مرقدہٗ ہیں جن کی ولادت ۱۴/ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳/ نومبر بمطابق ۱۹۴۲ء میں ہوئی، آپ علیہ الرحمہ کو اللہ و رسول عزوجل، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عظیم مقبولیت حاصل تھی جو جگ ظاہر ہے آپ کے کے تعلق سے ارباب علم و دانش کی آرا، اصحاب فکر و نظر کے تاثرات کو اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے جس سے آپ کی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آئے گی۔

(۱) حضور مفتی اعظم ہند: ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو۔ میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' لوگوں سے مخاطب ہو کر مفتی اعظم نے فرمایا: ''آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں انہیں کو میرا

قائم مقام اور جانشیں جانیں''(مفتی اعظم اور انکے خلفاء ج:۱،ص:۱۵۲)

(۲)حضور قطب مدینہ: حضور قطب مدینہ علامہ مفتی ضیاء الدین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے: مجھے میرے مرشد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، سے جو کچھ ملا ان خانوادے کے شہزادوں مولانا ابراہیم رضا خاں، مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا اختر رضا خاں کو عطاء کر دیا۔(سوائے قطب مدینہ)

(۳)حضور سید العلماء: حضور سید العلماء مفتی سید شاہ آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے (حضور تاج الشریعہ کو) جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص:۱۶۲)

(۴)حضور احسن العلماء: ۱۴؍۱۵؍نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں حضرت احسن العلماء مولانا مفتی سید حسن میاں برکاتی سجادہ نشیں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (علیہ الرحمہ) نے جانشین مفتیٔ اعظم کا استقبال قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد کے نعرہ سے کیا اور مجمع کثیر میں علماء ومشائخ اور فضلا ودانشوروں کی موجودگی میں جانشینِ مفتی اعظم کو یہ کہہ کر۔''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہوں۔پورا مجمع سن لے تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علماء کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں''
(مفتی اعظم اور انکے خلفاء ۱۷ اص:۱۶۲)

(۵)حضور مفسر اعظم ہند: ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں:''والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی'' حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں بعنوان کوائف دار العلوم میں تحریر فرماتے ہیں''بوجہ علالت (والد ماجد) یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو بنابریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو۔لہذا اختر رضا سلمہٗ کو قائم مقام، وجانشین اعلیٰ حضرت بنادیا گیا، جانشین کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔(مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص:۱۶۳)

(۶)علامہ تحسین رضا خان: الحمدللہ کہ حضرت علامہ ازہری میاں سلمہٗ نے باوجود گونا گوں مصروفیات اور علالت طبع اس کا ترجمہ (المعتقد) فرمایا تاکہ اس کا فائدہ عام ہوجائے۔اس کا

بالاستیعاب مطالعہ تو میں نہ کر سکا مگر جستہ جستہ جو مقامات میں نے دیکھا اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ بہت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔[المعتقد ،ص:۳۸]

(۷)علامہ محمد مشاہد رضا خان حشمتی: فقیر حقیر نے کتاب بنام ''ٹائی کا مسئلہ'' (مصنفہ علامہ اختر رضا خاں قادری مدظلہٗ العالی) بغور وخوض مطالعہ کیا اپنے دلائل کے لحاظ سے وہ فتویٰ (علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کا فتویٰ ''ٹائی کا مسئلہ'') کسی کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے پھر بھی امتثال امر کے لئے فقیر تصدیق کرتا ہے۔[ٹائی کا مسئلہ]

(۸)علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی: حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ (المعتقد المنتقد) فرمایا ہے ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہوجاتا ہے اس کے باوجود جابجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی ہے کہ بے اختیار زبان سے نکل پڑتا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصہ ہے۔[المعتقد ،ص ۴۶]

(۹)مفتی اعظم راجستھان: اللہ رب العزت نے حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہٗ العالی کو بے شمار فضائل اور مناقب جلیلہ سے نوازا ہے میں آپ کے علم وفضل ،حزم واتقاء، تصنیفی، فقہی تبلیغی خدمات سے بہت متاثر ہوں ،عربی ادب میں آپ حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ مفتی حامد رضا قادری علیہ الرحمہ کے پرتو ہیں نیز حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا آپ پر خصوصی فیضان ہے جس کی واضح نظریہ ہے کہ ایشیا ویورپ کی بلند آہنگ چوٹیوں پر آپ کہ عظمتوں کے پرچم لہرارہے ہیں۔اور آپ کی علمی جلالت وشخصی وجاہت کے آگے بڑے بڑوں کے سرخمیدہ نظر آتے ہیں۔[معارف مفتی اعظم راجستھان۔ص ۳۸۳]

(۱۰)علامہ فیض احمد اویسی: حضرت تاج الشریعہ نے المعتقد اور المستند کا ترجمہ فرمایا فقیر نے سعادت سمجھ کر کتاب مذکور کا مطالعہ کیا۔اس سے فقیر علمی طور پر خوب مستفید ہوا۔فقیر یقین اور نہایت وثوق سے عرض کرتا ہے کہ عوام کیلئے تو عقائد کے معاملات میں بلاشبہ یہ ترجمہ شریف رہبر وہادی ہے لیکن علماء کرام کیلئے بھی بہترین دستاویز ہے۔[المعتقد ،ص:۵۲]

(۱۱)مفتی عبداللطیف۔گوجرانولہ: فقیر نے کتاب مستطاب کا اردو ترجمہ کہیں کہیں سے ملاحظہ کیا الحمد للہ جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت العلام المفتی محمد اختر رضا خاں قادری مدظلہٗ العالی نے

بڑی عرق ریزی سے یہ ترجمہ فرمایا ہے۔ یقیناً حضور تاج الشریعہ مدظلۂ العالی ہر حوالے سے اپنے آبا ءواجداد کے سچے جانشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ اہلسنّت پر دراز فرمائے۔ [المعتقد۔ ص:٦٦]

(۱۲) علامہ عبداللہ خاں عزیزی: حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ مدظلۂ العالی جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے رسالہ مبارکہ کسماۃ (ٹائی کا مسئلہ) پاکے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ اور حضرت مصنف علامہ کے دلائل وبراہین سے احقر کو انشراح صدر حاصل ہوا کہ ٹائی کا استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے۔ مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ [ٹائی کا مسئلہ، ص:۴۱]

(۱۳) مخدوم ملت سید اویس مصطفی واسطی بلگرامی: فقیر قادری کو جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ ازہری میاں صاحب سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے یہ ملاقات وروابطے دیرینہ تعلقات کے باعث ہیں جو خانقاہ بلگرام اور خانقاہ بریلی میں ہمیشہ سے رہا ہے۔ موصوف کو خانودۂ رضویت میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے اعلیٰ خطاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ [المعتقد، ص: ۴۳]

(۱۴) حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری: تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانہ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہہ ہیں۔ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جد امجد امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت کے وارث منفرد ہیں۔ احقاق حق وابطال کا تحقیقی انداز آپ کو وراثت میں ملا ہے آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں۔

اسی لئے عرب کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگی ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت وبلاغت حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔ عربی زبان کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکۂ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت وشاعری اور ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے ادبی کارناموں پر بھاری

نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے کا ہی ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی حضرت علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ ،امریکہ، ساوتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ، ص:۴۷)

(۱۵)غیاث ملت سید غیاث الدین قادری ترمذی (کالپی شریف): میں فخریہ اقرار وتائید کرتا ہوں کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ، نے جو زبان وقلم سے ”تحفظ دین وایمان“ کی خدمات انجام دی ہے یقینا ہندو پاک کی خانقاہوں اور سنی مسلمانوں پر احسان ہے آپ کے شہزادگان حضور حجۃ الاسلام اور حضور مفتیٔ اعظم ہند اہلسنت کے دلوں کی دھڑکن بنے اور آج بھی جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند اور جملہ سنیوں کے مسلم الثبوت اور آئیڈیل ہیں۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہٗ العالی کی جامع تصوف شخصیت ظاہر وباہر ہے آپ کی علمی، فقہی، مسلکی، ملی، تصنیفی اور روحانی خدمات نے آپ کو عالم اسلام کا آفاقی شخصیت بنا دیا ہے جسے کوئی بھی انصاف پسند جھٹلا نہیں سکتا ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ، ص:۳۳)

(۱۶)علامہ سید علوی مالکی: جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۸ء میں جب حج وزیارت کیلئے تشریف لے گئے تو علامہ سید محمد علوی مالکی نے اپنی تصنیف کردہ کتابیں عنایت فرمائیں اور بہت ہی قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھا امام احمد رضا قادری بریلوی کے پوتے ہونے کی حیثیت سے اور حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جانشین کی وجہ سے بہت عزت افزائی فرمائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا۔[مفتی اعظم اور انکے خلفاء، ص:۵۱۷]

(۱۷)شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت مفتی بہاء المصطفیٰ قادری، بریلی شریف: حضرت (تاج الشریعہ) ایسے جامع الصفات ہیں اتنی خوبیوں سے آراستہ ہیں کہ کن کن خوبیوں کا ذکر کروں۔ حضرت کا جلال بھی دیکھا ہے۔ جمال بھی چھوٹوں اور سائلوں پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ کیسا ہی پچیدہ سوال

ہونٹوں میں ایسا شافی جواب عنایت فرماتے ہیں کہ تمام اشکال دفع ہوجاتے ہیں۔سفر وحضر، تعلیم وتعلم ،درس وتدریس ،مسند افتاء پر جلوہ افروزی غرض کہ ہر پہلو سے میں نے آپ کو منفرد و یکتا پایا ۔(تجلیات تاج الشریعہ،ص:۵۵)

(۱۸) مفتی نعیم اختر نقشبندی لاہوری: حضور مفتی اختر رضا صاحب کا علمی مقام کا کیا کہنا اس کتاب (المعتقد) کے بارے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ کتاب حضرت کے عربی ادب پر مہارت کی دلیل ہے۔اور یہ کتاب ثابت کرتی ہے کہ آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہند ہیں۔ [المعتقد ،ص ۵۸]

(۱۹) پروفیسر مسعود احمد مظہری: اس (امام احمد رضا) کے جانشیں اس کے پر پوتے علامہ اختر رضا خاں ازہری ہیں، بڑے متقی اور عالم باعمل ۱۹۸۳ء میں پاکستان تشریف لائے۔ازراہ کرم غریب خانے پر ٹھٹھ بھی تشریف لائے ،ایک عربی نعت کی فرمائش کی۔قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی،اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عربی زبان نے امام احمد رضا کے گھرانے میں گھر کرر کھا ہے، یہ اسی گھرانے کا امتیاز خاص ہے۔[اجالا،ص:۲۶]

(۲۰) شیخ ابوبکر قادری، کیرلا: سماحۃ المفتی حضرت علامہ شیخ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ المبارکہ کی شخصیت عالم اسلام میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے آپ امام اہلسنّت مجدد اعظم کی مسند کے سچے جانشین اور قابل اعتماد مفتی ہیں۔آپ نے جامعۃ الرضا بریلی شریف میں قائم کر کے اہلسنّت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔

[اقتباس تقریر امام احمد رضا کانفرنس بموقع عرس رضوی]

(۲۱) علامہ محمد غفران صدیقی (امریکہ): فقیر حقیر غفرلہٗ آج آستانہ عالیہ رضویہ حاضر ہوا تو حضور جانشین سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سرکار مفتی اعظم اہل سنت حضرت علامہ ازہری میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی قدم بوسی نصیب ہوئی۔سرکار مدظلہٗ العالی نے فتویٰ ٹائی کے متعلق عطا فرمایا حقیقت یہ ہے کہ حضرت نے GROLIER ENCYLPEDIA کی اصل فوٹو اسٹیٹ کاپی دے کر اہل اسلام پر حجت قائم کر دی ہے اور پھر شرعی حیثیت سے جو حکم فرمایا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔مولیٰ کریم اہل اسلام کو اپنا ظاہر اور باطن اپنی سرکاروں کی طرح بنانے کی توفیق وہمت عطا فرمائے۔[ٹائی کا مسئلہ،ص ۳۶]

(۲۲) خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند مفتی مجیب اشرف رضوی: حضرت والا مرتبت جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ مولانا اختر رضا صاحب قبلہ کا تحقیقی جواب ٹائی کے عدم جواز کے بارے میں نظر سے گزرا جو بلا شبہ حق وصواب اور دلائل شرعیہ سے مبرہن ہے۔ [ٹائی کا مسئلہ، ص ۴۲]

(۲۳) حضرت علامہ بدر القادری ہالینڈ: ہالینڈ اور بیلجیئم کے اندر سلسلۂ رضویہ کی اشاعت ہو رہی ہے۔ کئی خانوادوں کو بریلی شریف بھیج کر داخل سلسلہ کرایا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے حرمین طیبین کی سرزمین پر جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستگی حاصل کی ہے اور ایک بار کے سفر ہالینڈ کے دوران حضرت جانشین مفتی اعظم نے ''قادریت رضویت'' کے انوار سے اس خطہ تاریک کو خود رونق بھی بخشی ہے۔

رہے یہ جاری قیامت تک ان کا فیض عام
جہاں میں پھولے پھلے باغ رضوی نوری

[تاجدار اہلسنّت، ص ۵۲۲]

(۲۴) محقق عصر مفتی آل مصطفی مصباحی: اصل کتاب اور حاشیہ کا سلیس اردو ترجمہ (المعتقد) کر کے کتاب کے اہم اور ضروری مباحث کو اردو داں طبقہ تک پہنچا کر ان کے عقائد وافکار کی اصلاح اور تحفظ کا جو قابل قدر کارنامہ انجام دیا گیا۔ وہ بجا طور پر قابل تحسین وقابل مبارکباد ہے ایک زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا وہ بھی ترجمہ کے اصول کو پیش نظر رکھ کر، ایک مشکل کام ہے۔ خصوصاً جب کہ علم کلام کی فنی باریکیوں اور مصطلحات کی تعبیر ایک اہم مسئلہ ہو، مگر ایسے مقام پر حضور والا (حضور تاج الشریعہ) نے ترجمے میں تعبیر وتفہیم کا بھرپور لحاظ وخیال فرمایا ہے۔ [المعتقد، ص: ۶۳، ۶۴]

(۲۵) حضرت علامہ ابو النصر صاحب قبلہ خلیفۂ قطب مدینہ: حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کے فاضل محقق ہیں جن کے فیضان سے ایک زمانہ مستفید ومستفیض ہو رہا ہے اب اہلسنّت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس کتاب (المعتقد) کا مطالعہ کر کے اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ [المعتقد، ص ۵۵]

(۲۶) مفتی انوار القادری، دھنباد: شمع بزم اہلسنت، اختر برج ولایت، منبع رشد وہدایت، راہبر راہ طریقت وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی الشاہ اختر رضا خاں قادری ازہری

مدظلہٗ العالی کو پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل میں ان تمام خوبیوں سے پُر فرمادیا ہے، جو ایک عالم ربانی کے اندر ہوتی ہیں، اس دور پُرفتن میں اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ سے اس قدر خدمت دین لیا ہے، جو بظاہر ایک جماعت سے دشوار ہے، حضور تاج الشریعہ بیک وقت ایک فقیہ، ایک محدث، ایک مفسر، ایک مناظر، ایک مدبر، ایک محقق، ایک ادیب، ایک عارف، ایک مرشد اور تمام علوم وفنون پر ماہر ذات کا نام ہے، جس کی بنا پر اکابرین اہل حق نے آپ کو قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب سے نواز ہے "ھذا فضل اللہ یؤ تیہ من یشاء"

مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ

[سالنامہ اشاعت الاسلام جھریا]

(۲۷) حضرت علامہ محمد اشرف آصف جلالی، پاکستان: جامع معقول ومنقول، ماہر فروع واصول ،صاحب تحقیق وتدقیق منبع رشد وہدایت، امام العصر شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت علوم ومعارف رضا کے لئے آپ کی تبلیغی کاوشوں پر بڑے دوررس نتائج وفوائد مرتب ہوئے ہیں۔ [تجلیات تاج الشریعہ،ص:۶۰]

(۲۸) سید شاہ فضل المتین چشتی صا، گدی نشین آستانہ عالیہ چشتیہ (اجمیر معلیٰ: صاحب شریعت مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری کی ذات بابرکات علمی، دینی، روحانی، اور سماجی خدمات کے اعتبار سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایک ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، فقہی، مسلکی اور تبلیغی تاریخ مکمل ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ [تجلیات تاج الشریعہ،ص:۳۵]

(۲۹) شہزادۂ حضور غوث اعظم حضرت ڈاکٹر عبدالعزیز الخطیب حفظہ اللہ دمشق (شام): میں نے تمنا کی تھی آرزو کی تھی اے کاش آنے والے ان تمام صوفیاء کرام کی سرپرستی فرماتے العلامہ مفتی الامام الشیخ اختر رضا خان الہندی حفظہ اللہ" لیکن وہ اپنی مصروفیات اور دیگر مشکلات کے سبب نہ آسکے انکا فیض ہم پر جاری ہے اور انکے فیض کی یہ برکت ہے کہ آج یہ اکابر احلاۓ صوفیاء الںۓ حسنی حسینی شہزادے آپکے سامنے ہیں۔ [اقتباس بیان بموقع انٹرنیشنل صوفی کانفرنس، پاکستان]

(۳۰) شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی فلیسطین: حضور تاج الشریعہ کی ذات وہ ذات ہے کہ ان

کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرمائے گا۔آپ نے اپنی تقریر میں حضور تاج الشریعہ کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین ، عارف باللہ، شیخ الکمال جیسے القاب کا استعمال کئے۔[تجلیات تاج الشریعہ،ص:۵۹۵]

(۳۱) محدث مکۃ المکرمہ شیخ سید محمد بن علوی عباسی مالکی: آپ نے حضور تاج الشریعہ کو محدث حنفی، محدث عظیم، عالم کبیر وغیرہ القاب کے ساتھ یاد کیا۔اور اپنی ایک تقریر میں فرمایا ہے کہ میں حضرت تاج الشریعہ کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ وحروف کی تعبیر آشنا نہیں۔

[تجلیات تاج الشریعہ،ص:۵۹۴]

کیا نذر کروں تم کو کیا چیز ہماری ہے　　یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے۔

مفتی محمد محبوب عالم رضوی
صدر المدرسین : جامعہ اہل سنت صادق العلوم، ناسک

حضور تاج الشریعہ اپنے رب سے جا ملے

بتاریخ ۶ / ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ / جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ یہ روح فرسا خبر بذریعہ ٹیلی فون موصول ہوئی کہ جانشین حضور مفتئ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس خبر کے نشر ہوتے ہی دنیائے سنیت خصوصیت کے ساتھ شہر ناسک پر غم واندوہ کے بادل چھا گئے ۔خطیب شہر الحاج حافظ حسام الدین صاحب اشرفی، جناب برہان الدین بابا خطیب، جناب شیخن خطیب، اکرم بلال خطیب حاجی شکیل رضوی، حاجی حنیف قادری اور مفتی ساز ادارہ امام احمد رضا لرننگ سینٹر کے ذمہ داران اور شہر کے بہت سے احباب بذریعہ ہوائی جہاز اور گاڑیوں سے بریلی شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

جامعہ اہل سنت صادق العلوم شاہی مسجد میں ایصال ثواب کے لیے نوری محفل کا اہتمام کیا گیا۔ مفتئ جامعہ علامہ مفتی مشتاق احمد صاحب قادری عزیزی نے حضور تاج الشریعہ کی ذات اور خدمات پر پُر مغز خطاب فرمایا۔ علمائے جامعہ نے حضور تاج الشریعہ کے سانحۂ ارتحال کو امت کا عظیم خسارہ قرار دیا۔

جامعہ کے جنرل سکریٹری الحاج محمد یونس رضوی نے بتایا کہ تصویر سازی اور مائک پر نماز نہ پڑھنے کے مسئلہ میں حضور مفتئ اعظم ہند کے فتویٰ پر عمل کیا دنیا مخالفت کرتی رہی مگر حضور تاج الشریعہ اپنے قول وعمل سے پیچھے نہ ہٹے۔

یقیناً حضور تاج الشریعہ احقاق حق وابطال باطل، ردّ لادینیت، زہد وتقویٰ، طریقت وتصوف، فضل وکمال میں حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا عکس جمیل تھے، ہند اور بیرون ہند سے آنے والے استفتاجات کے تن تنہا مرجع فتاویٰ تھے۔ مقبول بارگاہ الٰہی وحبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یہی وجہ ہے کہ جہاں بھی جاتے خود بخود خلق خدا کا ازدحام ہوجاتا تھا۔ ہندوستان کے عظیم خانقاہوں کے مشائخین عظام کے فیوض وبرکات کے وارث تھے۔

ربّ قدیر کی بارگاہ میں ہم لوگ دست بدعا ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اہل سنت وجماعت کی قیادت ورہنمائی کے لیے آپ کا نعم البدل پیدا فرمائے۔ جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی عسجد رضا خاں زید مجدہٗ اور جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

رثاء الشیخ الفقید تاج الشریعة رحمه الله

من قرائح سماحة الاخ: احمد رضا الرضوی

المتخصص فی الفقه الحنفی بامام احمد رضا لرننغ ایند ریسرج

سینتر ببلدة ناسك، مهاراشتر

جودی عیونی با لدموع وا کحلی — با لدمع ثم بالدما(ء)لاتبخلی
ای النوائب قد اصابتكِ اذن — الدمع من عینیكِ لیس بسائلِ
خلی سبیلكِ للبكاء وسرحی — ثم امزجی دمعا بدمع وادخلی
عینی انظری الی العیون كلها — فكلها لبست لباس السائل
وكیف لاتبكی العیون كلها — وفات شیخی سیدی وموئلی
شیخ الانام والاناس كلهم — اختر رضا اسمه بقلب مدخل
كان لنا شمسا تنیرقلوبنا — فنریٰ بهذا النور كل منا هل
كان لنا بدرا یضیء سبیلنا — الی الا له خالقی والمُجمِل
افلت بدور والشموس كلها — جاء ظلام ظلمة كالهائل
غشی الظلام عالمَ افلا كنا — وارضِنا فكلها كالالیل
كان لنا شیخی ذبابَ عیوننا — نری به اذ كل آتٍ راحل
بذهابه ذهبت عیون العالم — ففی الزمان وهُولیس بماقل
بل كان روحا للاناسی كلهم — مات الوریٰ بموته وهو الجلی
ومرجعَ الانام كان شیخُنا — یرد الانام بابَه لمسائل
وعالما كان حبیبی فاضلا — فاق جمیع العالم والفاضل
ومفتیا ومحدثا ومفسرا — متكلما ومفكرا بدلائل
وصوفیا وسالكا ومناظرا — وحارسا دین الاله العادل
بل زبدة الفقهاء فی زمانه — وعمدة العلماء دون المائل

وكلُ ذی علم علیم راجع   فمرجعُ الفقهاء دون السائل

فانه قتل العلوم كلها   بخبرة وبحجة ودلائل

بلغ العلوم اطوريها صاعدا   وغاص فی البحار دون الساحل

فی منطق ثم كلامٍ فلسفةٌ   نحوٍ وصرفٍ وهُو غير معادَل

فقهٍ، حديثٍ ثم تفسيرِ الكلا--   --م لربنا فهُو عديم مقابَل

فلايدانيه بای فنونه   مفتٍ محدث وای الفاضل

كان مشارا بالاصابع كلها   يجری بمدحه لسان العاقل

كُل يقول: شيخُنا سلطاننا   تاج الشريعة سيد الافاضل

وقلما يسخو بمثله الزما---   -----ن بل هو الدر الفريد بمَحِل

كيف وقد كان حفيد السيد   احمد رضا شيخ الشيوخ الامثل

فأحار كل عالم ومحقق   وادهش العلماء بالدلائل

طار له ذكر بكل العالم   وشهرة بلغت جميع محافل

وجرت ترانيم له على اللسنٌ   فوق السماء والاروض محاقل

جاؤوا اليه ناشرين اذُنهم   ليسمعوا قول النبی الاكمل

وكلَ ما حقق هذا العالم   وكلَ ما حصّل من مجاهل

قالوا له :مجدد لوقتنا   عندی له عليه كل دلائل

مجتهدا بمسائل كان الاما----   ---م العالم المفتی حفيد رضاعلی

سلم هذا عالم ومحقق   وكل من نظر له بدلائل

شيخی احتذىٰ بجده كلَّ احُتِذا   وصار نائبا له بأفاعل

وهل رأيت لبوء ة وضعت سوى   غضنفر ،فی فهمه لاتخطل

اسرته معروفة بتعلم   ادب واخلاق وفی الخصائل

هذا المكان كان فيه يجلس   فينوِّرالبيت بنور اجمل

هذاالمكان كان فيه يعبد   متوجها الى الاله القابل

ذی غرفةٌ لشيخنا العلامة ... اختر رضا نجمِ رضا المتكامل
هذا القميص واللباس لحِبنا ... آمررهما على العيون تُقَبِّلِ
هذاالرداء والحذاء لقرمنا ... قَبِّلهُمَا قَبِّلهُمَا وقَبِّلِ
نعل له تاج لنا بل فوقه ... لله درقائل فقائل
كم من شيوخ فی الزمان هكذا ... وفوقهم شيخی بدون معَادَل
اذ شيخنا ذا ،مشعل لاينطفی ... امام ريح صرصر بل يصطلی
شمس هماى كلُّهم كواكب ... طلعت اذا الشمس لنا، لاتنجلی
هادی الهداة ثم داع للدعا.... ....ة الماهرين الى الهدىٰ دين العلی
كم من هنادك اسلموا برؤيتهُ ... وجه له مثل البدور سجنجل
شيخ لنا كم من بلاد سافر ... للدعوة التبليغ، قل هذا ولی
كان محبا للرسول الهاشمی ... فيحبه بقلبه والمِفْصَلِ
يظهر هذا فی كلام شعره ... ديوانَهُ فاقرأ لكل محاصل
القی بذورالحب فی قلوبنا ... حب النبی المصطفی والافضل
حب الرسول له غذاء كامل ... هذا الغذا يعطی جميعَ اكامل
ذكر النبی وآله طعامُه ... وشرابه يأكل ذا فی مأكل
عشق الحبيب شفاء كل دائنا ... فتشرب العشقَ بكل مفاصل
فزد الهی حبه حب النبی ... وآله وصحبه لاتقلِلِ
ثم حبيبی سيدی اختر رضا ... وهوالذی ناسا هدی بالمِسحل
كم عاشق لسيدی ومرشدی ... زد حِبه وصبه يوما يلی
لما تركتَ ذی الدنی وتأخذ ... بسبيل ربك بالسرور الكامل
الی البقاء والدوام الخالد ... احد من الناس فليس بآئل
فهل رأيت ای نقص فی الدنی ... او كنت تكرههامن الاوائل
لغَرّا فهمت آنفا ياسيدی ... ای، راجعٌ، كلٌّ الی الاصائل

اقرأ هُنَا اِذْ، كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ قال كلام الله فی مراحل
انت ذهبت ،والانام معوِلو--- ---ن، ضاحكا واليوم لست بمعوِل
وما رحلتَ واحدا بل كلنا اذ كنت روحا جاريا لم ينقل
كلٌّ مسافرون فی هذی الدنی هل للمسافر سوی المراحل
انظر الی الشيخ لنا ياقومنا صار لقاء الله غير حائل
واوی الی دارالسلام اٰمنا فجنة بغیٰ بكل وسائل
دخل الجنان فارحا واجشع

-----------۱۴۳۹-------------

لرؤية الله بدون الحائل
اشتاقها من مدة مديدة وسقی الاله بمنح هذاالنائل
لقی العشيقُ وميقه فی الجمُعَةِ كيف يكون باعدا عن اوّل
ارحم الهی مقتدا ی مرشدی انزل علی ضريحه نورالعلی

السلام اے جانشین اعلیٰ حضرت السلام

مولانا محمد قمر الزماں قمرؔ، مظفر پوری

السلام اے عاشقِ جانِ رسالت السلام السلام اے وارثِ علمِ نبوت السلام
السلام اے شارحِ قرآن وسنت السلام السلام اے اخترِ چرخِ ہدایت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

السلام اے آسمانِ علم وحکمت السلام السلام اے رہبرِ راہِ شریعت السلام
السلام اے واقفِ رازِ طریقت السلام تو ہے پستی میں زمیں کی،کوہِ رفعت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

بوحنیفہ کا لئے رنگِ فقاہت السلام حضرت حافظ کے لہجے کی حلاوت السلام
مفتی اعظم کے بحرِفیض وبرکت السلام حجۃ الاسلام کے حسنِ بلاغت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

دورِ حاضر میں ہے تیری ذاتِ اقدس لاجواب ہر ادا سے مسکراتے ہیں تقدس کے گلاب
تیرے ہی دم سے ہے قائم مسلکِ حق کا شباب مسند علم رضا کی زیب وزینت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

تو مجسم فضل ودانش اس پہ تقویٰ کی بہار حسن صورت پہ ہے رقصاں حسن سیرت کا نکھار
اہلِ حق کی آبرو ،اہلِ نظر کا اعتبار گلستانِ مفتی اعظم کی نکہت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

ذات تیری ہے انوکھی عالمِ اسلام میں تذکرہ ہوتا ہے ہردم لالہ وگلفام میں
ہے غضب کی دلکشی اختر رضا کے نام میں تو وقارِ اہلِ سنت سب کی چاہت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

علم کا روشن کیا ہے آپ نے ایسا چراغ تیرگی بوجہل کا دل سے مٹے گا سب کے داغ

جس سے پائیں گی یہ نسلیں اپنی منزل کا سراغ اہلِ ایماں کے لئے نور بصیرت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

نعتیہ دیوان تیرا ہے ادب کا لالہ زار جھومتے ہیں استعارے حسنِ صنعت بھی نثار
عشق وعرفاں کا ابلتا خوبصورت آبشار جامی وحسان کی پاکیزہ ندرت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

تیری تصنیفوں سے تازہ اعلیٰ حضرت کا چمن ہر سطر سے جھانکتا ہے فکروفن کا بانکپن
شخصیت میں بے مثالی انجمن در انجمن چہرۂ ادراک پر حسنِ لطافت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

روئے زیبا ہے منور تیرامثل ِآفتاب دیکھ کر ہی دور ہوجاتا ہے دل کا اضطراب
توہے میرے مفتیِ اعظم کاحسنِ انتخاب بربطِ افکار پر نغموں کی لذت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

تو میان حق وباطل ہے نشانِ امتیاز تیرا خامہ، تیری ہر تصنیف ہے تاریخ ساز
حامد منی سے آتی ہے صدائے دل نواز اے امامِ اہلِ سنت کی کرامت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام

مسلکِ احمد رضا کا تونقیبِ بے مثال اک مفسر،اک محدث، شاعرِ شیریں خیال
تیرے کوچے میں ہیں پھرتے کتنے اصحاب ِکمال کیا قمر تجھ سے بیاں ہوان کی عظمت السلام
السلام اے جانشینِ اعلیٰ حضرت السلام



دلکشی دلکشی کے لیے

نتیجہ فکر: ڈاکٹر مشاہد رضوی مالیگاؤں

دلکشی دلکشی کے لیے دلبری دلبری دلبری کے لیے
تربت شاہ اختر رضا ہے بنی چاندنی چاندنی چاندنی کے لیے
ان کا دیدار تھا بالیقیں چارہ گر بے کلی بے کلی بے کلی کے لیے
کیف تھے بالیقیں میرے اختر رضا زندگی زندگی زندگی کے لیے
جب بھی کمہلایا تو یاد ان کو کیا تازگی تازگی تازگی کے لیے
بن گئی آپ کی مسکراہٹ علاج تیرگی تیرگی تیرگی کے لیے
میرے تاج الشریعہ تھے نجم جہاں روشنی روشنی روشنی کے لیے
ان سے بہتر کہاں ہے کوئی بھی نظیر سادگی سادگی سادگی کے لیے
زندگی بھر وہ کوشاں رہے قوم کی رہبری رہبری رہبری کے لیے
وقف اختر رضا کی تھی ہر اک گھڑی بندگی بندگی بندگی کے لیے
ان کی سیرت بھی اک مشعل راہ ہے آدمی آدمی آدمی کے لیے
شاہ اختر کا نقش قدم ہے نشاں راستی راستی راستی کے لیے
طرز اختر رضا بھی مشاہد چنو شاعری شاعری شاعری کے لیے



انتخاب مصطفےٰ اختر رضا خاں ازہری

مفتی سید شہباز اصدق چشتی، ساؤتھ افریقہ

اس کلام میں ''اختر رضا ازہری نوری'' کے حروف سے ہر مصرع کی ابتدا کی گئی۔

''ا'' انتخاب مصطفےٰ اختر رضا خاں ازہری
''خ'' خوب رو نوری ادا اختر رضا خاں ازہری
''ت'' تربتِ تاجِ شریعت منبعِ انوارِ حق
''ر'' رحمتِ حق کی ادا اختر رضا خاں ازہری
''ر'' رہ روِ راہ طریقت نائبِ احمد رضا
''ض'' ضیغمِ دین خدا اختر رضا خاں ازہری
''ا'' اختر حق سے منور عالم اسلام ہے
''ا'' اسم احمد کی ضیا اختر رضا خا ں ازہری
''ز'' زیب ہے تاج شریعت کو سیادت دین کی
''ہ'' ہادیٔ دین ھدیٰ اختر رضا خاں ازہری
''ر'' راسخ علم ولایت حامل اسرار ھو
''ی'' یاد حق میں تھے فنا اختر رضا خاں ازہری
''ن'' نائب غوث الوریٰ اور واقف علم رضا
''و'' واقف سر خدا اختر رضا خاں ازہری
''ر'' رند ہے شہباز اصدق آستانے کا شہا
''ی'' یک نظر کن سوئے ما اختر رضا خا ں ازہری



تاج الشریعہ تاج باب اوج

............۱۴۳۹............

مفتی مشتاق احمد قادری عزیزی ناسک

اہل سنت پہ فضلِ خدا ازہری
پیر لا ثانی اختر رضا ازہری

فیضِ غوث ورضا حامد و مصطفیٰ
ابن جیلانی ذِی اہتدا ازہر ی

بعدِ مفتی اعظم مقام آپ کا
وارث علم احمد رضا ازہر ی

اپنے آباواجداد کی یادگار
شان علمی سے ثابت ہوا ازہری

آج کس کا ہے تاج الشریعہ خطاب
سب زبانوں پہ نام آگیا ازہری

مسئلہ کوئی الجھا نہ تشنہ رہا
عرش فقہی کا بازِ رساازہری

مفتیان عہد سب براتی رہے
بزمِ تحقیق کا دولہا ازہری

مشکل کی جاذبیت کا تھا یہ کمال
جس نے دیکھا وہ شیدا بنا ازہری

نعتِ دیوان کی ہر سطر یہ کہے
بلبلِ باغِ نعتِ ہدیٰ ازہر ی

حقِ مدحت نہ مشتاق ہوگا ادا
تو کجا،ایں کجا اور کجا ازہری



اختر برج ولایت سوئے جنت چل دیئے

مفتی محمد اشفاق احمد مصباحی، کیرلا

اختر برج ولایت سوئے جنت چل دیئے
نائب ختم رسالت سوئے جنت چل دیئے

نیر چرخ فقاہت سوئے جنت چل دیئے
آبروئے اہل سنت سوئے جنت چل دیئے

وارث علم رضا اور جانشین مصطفیٰ
رہبر راہ ہدایت سوئے جنت چل دیئے

صاحب علم وبصیرت نکتہ سنج ونکتہ داں
تاجدار علم وحکمت سوئے جنت چل دیئے

جن کے آگے دست بستہ وقت کے سب کروفر
آہ! وہ قاضئ ملت سوئے جنت چل دیئے

یا خدا اب ہم مسائل لے کے کس در پر چلیں
اب تو وہ تاج شریعت سوئے جنت چلدیئے

جن سے صلح کلیت دیوبندیت تھرا گئی
آہ! عکس اعلیٰ حضرت سوئے جنت چل دیئے

''مرگ انبوہ جشنے دارد'' پوری دنیا کہ اٹھی
جب مرے پیر طریقت سوئے جنت چل دیئے

ڈھونڈھتے پھرتے رہوگے اب نہ ان سا پاؤگے
چھوڑ کر سب کو وہ حضرت سوئے جنت چل دیئے

اے فلک تو ہی بتا اب صبر حامد کیا کرے
وقت کے جب اعلیٰ حضرت سوئے جنت چل دیئے



السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

عائشہ نوری عائشہ، مظفر پور

مسلکِ احمد رضا کا ہاتھ میں تیرے علم
نجدیوں کے واسطے برق تپاں تیرا قلم
جادۂ منزل ہے بے شک نقش پائے محترم
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

بادۂ عشق نبی کا یہ لنڈھاتے ہیں سبو
اس لئے تو دہر میں چرچا ہے ان کا کو بہ کو
حجۃ الاسلام کی ہے شکل پائی ہو بہ ہو
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

فقہ وافتا ،زہدوتقویٰ میں ترا اونچا مقام
محفلِ علم وادب میں سب کے لب پہ تیرا نام
اتحادِ سنیت تیرا سبق ہے صبح وشام
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

شاعرِ شیریں نوا ہیں عالمِ ذیشان ہیں
اک فقیہِ بے بدل ہیں شارحِ قرآن ہیں
باقی رکھے حق تعالیٰ ، سنیت کی جان ہیں
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

اہل سنت کے لئے نجم سحر ہے تیری ذات
جو ٹپکتی ہونٹ سے ہر بات ہے قند و نبات
تیری قندیلِ ہدایت سے منور شش جہات
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

شرحِ عشقِ مصطفیٰ تیری ہراک تحریر ہے
تو قلم کی آبرو ہے فکر کی تنویر ہے
حد تو یہ ہے عالمِ اسلام کی تقدیر ہے
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

تو زمیں کی پستیوں میں علم وفن کا آسماں
بزمِ عالم میں ہے بکھری تیری ہر سو داستاں
روشنی ہی روشنی ہے کہکشاں در کہکشاں
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام

عائشہؓ کو ہے بریلی سے محبت کا شرف
حضرتِ سبطینؓ سے حاصل ہے بیعت کا شرف
کیوں نہ پائے آپ سے حسنِ عقیدت کا شرف
السلام اے سیدی اختر رضا خاں السلام



حضور، اختر میاں حسانِ حَیّ علیہ الرحمہ

---------۱۴۳۹--------

درصنعت توشیح

مفتی مشتاق احمد عزیزی، ناسک

ا آبروئے علم وفن اختر میاں ا آسِ عِلمی انجمن اختر میاں
خ خوبیوں سے ہے عبارت شخصیت خ خیریت باطن بدن اختر میاں
ت تاجِ اسلام وشریعت مقتدا ت تابشِ دین وسنن اختر میاں
ر رونقِ فقہی مجالس اور فقیہ ر راسِ علماءِ زمن اختر میاں
ر راز ہیں خالق کی خِلقت کا بڑا ر رُخ سے تا سرّ وعِلن اختر میاں
ض ضوءِ فیضاں کو بکھیرے ہے وجود ض ضرب بر رنج ومحن اختر میاں

ا آرزوئے اہلِ حق مشتاقؔ ہیں
ا اب نہیں اس میں ہے ظن اختر میاں



نام بھی ہے فلک احتشام آپ کا

محمد حسان رضا حسانؔ، مظفر پوری

تذکرہ چار سو صبح وشام آپ کا
نام بھی ہے فلک احتشام آپ کا

دل نہ کیوں ہو گرفتار دام آپ کا
شہد سے بھی ہے میٹھا کلام آپ کا

آپ علم وعمل میں ہیں کوہ گراں
زہد و تقویٰ میں اونچا مقام آپ کا

ساقیا! صرف ہم پر نہیں منحصر
یہ زمیں کیا، زمانہ غلام آپ کا

کیوں نہ پھیرے لگائیں بریلی کے ہم
ہے بھرا عشق نبوی سے جام آپ کا

ہند کی بات کیا، ہو عرب یا عجم
دل سے کرتے ہیں سب احترام آپ کا

ردّ بد اعتقادی میں کیا پوچھنا
برق سے ہے قلم تیز گام آپ کا

کفروبدعات بھی سر چھپانے لگے
جب بھی خامہ ہوا بے نیام آپ کا

اپنے حسانؔ پہ خاص رکھئے نظر
چار پشتوں سے ہے یہ غلام آپ کا



آسمان علم کے مہر منور چل دیئے

ابوارسلان سید قیصر خالد فردوسی دہلی

حضرت تاج الشریعہ فخر ازہر چل دیئے
گلستان اعلیٰ حضرت کے گل تر چل دیئے

خوشبوئے فکر وعمل زہد وورع کردار سے
وہ دماغ سنیت کر کے معطر چل دیئے

ڈال کر رخ پر وہ لا خوف علیہم کی ردا
کل نفس ذائقہ کا جام پی کر چل دیئے

الذین انعم اللہ علیہم کی سند
بارگاہ رب سے پا کر دیں کے رہبر چل دیئے

قاضی القضاۃ فی الہند آپ ہی کی ذات تھی
کر کے سونا فقہ اسلامی کا دفتر چل دیئے

مرکز الدراسات قائم کر کے متھرا پور میں
آسمان علم کے مہر منور چل دیئے

تشنگان معرفت سیراب ہوتے تھے جہاں
وہ دیار عشق وعرفاں کے سمندر چل دیئے

جو علوم اعلیٰ حضرت کے تھے سچے پاسباں
جانشین مفتی اعظم وہ بن کر چل دیئے

بن کے مہماں جو ہوئے تھے غسل کعبہ میں شریک
حجۃ الاسلام کے وہ پیارے اختر چل دیئے

چھ ذیقعدہ ۲۰ جولائی کو مغرب کے قریب
سوئے جنت عاشق محبوب داور چل دیئے

اپنے چہرے سے ہٹا کر کے غبار زندگی
راہ جنت کے مسافر دائمی گھر چل دیئے

صدقۂ حسان وبوصیری وجامی اور رضا
نعت گویان نبی کے بن کے سرور چل دیئے

بادۂ حب نبی سے مست ہر دم چور ہے
اب وہ زیب وزینت محراب ومنبر چل دیئے

لرزہ بر اندام تھی جن سے جہان نجدیت
خاندان اعلیٰ حضرت کے وہ اختر چل دیئے

مصر میں جن کو ملا تھا فخر ازہر کا خطاب
ڈال کر رخ پر وہ اپنی نوری چادر چل دیئے

اعتراف فضل بیگانوں نے بھی جن کا کیا
وہ علوم ظاہر وباطن کے پیکر چل دیئے

سن کے رحلت کی خبر شہر بریلی کی طرف
ارسلان اعظم کو لے کر ہم بھی قیصر چل دیئے

رہبر و پیر طریقت اختر ملت چلے

الحاج محمد اویس رضا قادری

رہبر و پیر طریقت اخترِ مِلّت چلے
پیکرِ لُطف و عِنایت اخترِ مِلّت چلے

یاد گارِ اعلیٰحضرت اخترِ مِلّت چلے
ہم ہوئے محروم نعمت اخترِ مِلّت چلے

مصطفیٰ کی کر کے مِدحت اخترِ مِلّت چلے
ڈھا کے باطل پر قیامت اخترِ مِلّت چلے

مُتّقی و پارسا ڈھونڈیں کہاں اُن سا کوئی
وہ وقارِ اہلِ سُنّت اخترِ مِلّت چلے

دیکھ کر حضرت کا چہرہ یاد آتا تھا خدا
خوب صورت نیک سیرت اخترِ مِلّت چلے

حق و باطل میں تمیز ان کا جنازہ کر گیا
اِس قدر آئی تھی خلقت اخترِ مِلّت چلے

عالمِ روحانیت میں شادمانی کا سماں
عالمِ فانی پہ رِقّت اخترِ مِلّت چلے

آج ہر سُنّی کا سینہ ہجر میں ہے چاک چاک
آہ! دیکر داغِ فُرقت اخترِ مِلّت چلے

عرش پر دُھومیں مچی ہیں مرحبا کی اے عبیدؔ
فرش ہے غمگین بَرِحلت اخترِ مِلّت چلے



مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک

زیر سرپرستی: قائد اہل سنت جانشین حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلی شریف۔

سرزمین ناسک میں دینی وملی، رفاہی اور علمی خدمات انجام دینے والا منفرد ادارہ ہے۔
جس کا افتتاح جانشین سرکار مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ نے ۲۰۰۸ء میں فرمایا تھا، جس کی سرپرستی حضور تاج الشریعہ کی نیابت میں آپ کے داماد و خلیفہ محسن ملت حضرت علامہ مفتی محمد شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ) تاحینِ حیات فرماتے رہے۔

❁ یہ ادارہ الحمدللہ اہل سنت و جماعت کا ناشر، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اور محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری نائب قاضی القضاۃ فی الہند کے موقف اور فتوؤں کا سو فیصد حامی ومؤید ہے۔

❁ یہ ادارہ مذہب ومسلک کے ساتھ ساتھ قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لیے کام کرتا ہے۔

❁ ہر ماہ اس ادارہ کے توسط سے غریب ونادار اور محتاج خواتین کو وظیفہ کی شکل میں ایک مقرر رقم دی جاتی ہے۔

❁ اس ادارہ کے ذریعہ شہر ناسک میں مسلم بچوں کے لیے اسٹڈی سنٹر کا اہتمام ہے۔ جہاں اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ اپنی تعلیمی سرگرمیاں بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔اس کے لیے ان سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

❁ شہر ناسک کے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لیے اسلامی مکتب کا اہتمام ہے جہاں انہیں قرآن پڑھنے کا سلیقہ ساتھ ہی کلمہ، درود اور اخلاق وآداب سے آراستہ کرایا جاتا ہے جس کا ان سے کوئی چارج ادارہ نہیں لیتا۔

❁ سال میں متعدد دینی اصلاحی اور دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو اسلام کے بنیادی عقائد اور مسائل سے روشناس کرایا جا سکے اور فتنۂ وہابیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت اور صلحکلیت کی وبا سے مسلم نوجوانوں کو بچایا جا سکے۔

❁ گذشتہ چار سالوں سے شعبۂ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) چل رہا ہے۔اس شعبہ میں مدارس اہل سنت کے فارغ التحصیل علما کو فقہ وفتاویٰ کی تعلیم دی جاتی ہے۔جنہیں جدید سہولیات کے ساتھ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔مذکورہ شعبہ جامعۃ الرضا بریلی شریف اور جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی سے ملحق ہے۔

جملہ اہل سنت بالخصوص برادران رضویہ سے گذارش ہے کہ علمی، فکری اور مالی تعاون سے اس ادارہ کو پروان چڑھانے میں تعاون کریں۔

— ادارہ

IMAM AHMAD RAZA
LEARNING & RESEARCH CENTRE
Nasik, Maharashtra
9923251575,9822617486
razalearningcentre@gmail.com

Rs:125/-